S-98
گورا
رابندر ناتھ ٹیگور

سٹار پاکٹ بکس سیریز - ۹۷

گورُدیو ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

ترجمہ و تلخیص: دُرگا شنکر بھاردواج

ناشر
سٹار پبلیکیشنز
۲۷۱۵ - دریا گنج دہلی ۶

قیمت ایک روپیہ

سول ایجنٹس
پنجابی پُستک بھنڈار
دریبہ کلاں دہلی ۶

KR1608

S-97 GORA - NOVEL Re. 1.00

ہمارا مقصد ہے

کم قیمت میں معیاری ادب پیش کرنا

اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر ہر تین ماہ میں دس پاکٹ بکس شائع کی جاتی ہیں ـــــ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے!

ـــــ ناشر

ساون کا مہینہ ہونے پر بھی کلکتہ کا آسمان صاف شفاف اور بادلوں سے خالی تھا

کالج کے تمام امتحانات سے فارغ ہونے کے بعد بھی ونے بھوشن مستقبل سے بے خبر گھر پر ہی اپنے دن گزار رہا تھا۔ وہ غیر شادی شدہ تھا۔ دنیاوی فکروں سے بالکل آزاد تھا۔ ہاں کبھی کبھی اخبارات میں اپنے مضامین وغیرہ ضرور چھپوا لیتا۔ اس پر بھی وہ خوش نہ تھا۔ کیونکہ اس کے دل میں عظیم بننے کی خواہش تھی۔

اداس من بہت کچھ غور و فکر کرنے پر بھی آئے۔ کچھ ہاتھ نہیں لگا۔ تبھی اس کے مکان کے سامنے گاتے جا رہے بھکاری کا گیت سنائی دیا۔

"پنجرے میں بند پنچھی کس طرح آتے جائے
اگر میں پرندے کو پکڑ پاتا ....

گیت کی آواز سنتے ہی ونے نے چاہا کہ بھکاری کو اپنے پاس بلا کر اس

سے یہ پنچھی والا گیت سیکھے ــــ لیکن ٹھیک اسی وقت اس کے گھر کے سامنے ایک کرائے کی گاڑی سے کسی رئیس کی گھوڑا گاڑی کی ٹکر ہو گئی۔ ونے جھٹ پٹ نیچے اتر آیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک سترہ اٹھارہ سال کی لڑکی گاڑی کے اندر سے کسی آدمی کو اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ونے نے سہارا دے کر اس شخص کو نکالا۔

" آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی ــــ ؟ "

" نہیں ــــ ! " جواب میں اس شخص نے ہنسنے کی کوشش کی لیکن جیسے ہی وہ حواس باختہ ہو کر نیچے گرنے لگے ونے نے سہارا دیکر بچا لیا۔ پھر وہ سہمی ہوئی لڑکی سے مخاطب ہو کر بولا۔

" وہ سامنے میرا گھر ہے، اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو چلیئے ــــ ! "

اندر لے جاکر اس شخص کو بستر پر لٹا دیا گیا۔ اور لڑکی فوراً ہی صراحی سے پانی گلاس بھر کر بے ہوش بزرگ کے منہ پر چھینٹے مارنے لگی۔ پنکھا جھلتے ہوئے، لڑکی نے ونے سے کہا۔

" اگر آپ کسی ڈاکٹر کو بلا دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ "

ونے نے جھٹ اپنے نوکر کو ڈاکٹر بلانے کے لیے بھیجدیا۔ اور فوراً آئینے میں منعکس اس نوجوان و نوخیز حسینہ کے پُر شباب حسن کا جائزہ لیکر خیالات کے سمندر میں غوطہ زن ہو گیا۔

" بیٹی ــــ " اچانک ہی بوڑھے نے آنکھیں کھول کر ایک لمبا سانس لیا۔ اور اُٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" مَیں کہاں ہوں ــــ ؟ "

" ابھی آپ اُٹھئے گا نہیں ۔ " سنے انہیں اٹھنے سے روکتے ہوئے

پھر بولا۔ "ڈاکٹر آتا ہی ہوگا۔"

سر میں کچھ درد سا ضرور ہو رہا ہے، لیکن چوٹ شدید نہیں ہے۔"
حادثہ کا خیال کرتے ہوئے بوڑھے نے کہا ــــ "ڈاکٹر کی کوئی ضرورت نہیں، مگر ــــ"

ڈاکٹر آیا اور دوائی دے کر چلا گیا۔ ڈاکٹر کے جاتے ہی بوڑھے کے فکرمند انداز کو دیکھ کر لڑکی نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں پتاجی ــــ ڈاکٹر کی فیس گھر جا کر بھیج دی جائیگی۔"
ــــ لڑکی نے کہتے ہوئے ونے کی سوالیہ، پُرسکون اور معنی خیز نگاہوں میں ڈوب کر دیکھا ــــ تبھی بوڑھے نے ونے سے کہا۔

"دیکھیے ــــ میرے لئے گاڑی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیوں پتاجی ــــ ؟" "ڈاکٹر صاحب تو کہہ گئے ہیں۔" لڑکی نے کہا۔

"ڈاکٹر تو کہا ہی کرتے ہیں۔ اب انہیں کیوں تکلیف دیں۔ ہمارا گھر تو نزدیک ہی ہے۔ ٹہلتے ہوئے چلے جائیں گے۔"

لیکن ونے خود جا کر گاڑی لے آیا۔ گاڑی پر سوار ہونے سے پہلے بوڑھے نے ونے سے پوچھا۔

"آپ کا نام کیا ہے ــــ؟"

"ونے بھوشن بھٹاچاریہ۔" ونے بولا ــــ "نزدیک ہی ۷۸ نمبر والے مکان میں رہتا ہوں ــــ فرصت کے وقت میرے گھر آئیں۔ مجھے یقیناً بڑی خوشی محسوس ہوگی۔"

لڑکی کی آنکھیں بھی دعوت دے رہی تھیں۔

متعجب اور کھویا کھویا سا ونے نے لڑکی کے آداب کا جواب بھی نہ

دے سکا۔ اور ان کے چلے جانے کے بعد خود کو سنبھال کر وہی بھکاری والا گیت گنگنانے لگا۔

" پنجرے میں بند پنچھی۔ ۔ ۔ ۔ "

دن چڑھ گیا۔ اور دفتر کی طرف جانے والی گاڑیوں کا تانتا سا لگ گیا۔ ونے کا دل کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا — اچانک ہی ونے کی نگاہیں سڑک پر گئیں، تو اس نے دیکھا کہ ایک سات آٹھ سال کا لڑکا اس کے گھر کا نمبر تلاش کر رہا ہے۔

" یہی گھر ہے۔" یک بارگی ہی ونے نے چھت پر سے کہا — اور نیچے اتر کر بصد احترام لڑکے کو اندر لے آیا۔

" ڈیڈی نے مجھے بھیجا ہے —" اتنا کہہ کر لڑکے نے ونے کے ہاتھ میں ایک لفافہ دیا۔ ونے نے اسے کھولا تو اندر کچھ روپے تھے۔

لڑکا کافی چست تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی دیوار پر آویزاں ایک تصویر کو دیکھ کر اس نے سوال کیا۔

" یہ کس کی تصویر ہے۔ "

" میرے ایک دوست کی تصویر ہے۔" ونے نے کہا — " اس کا نام گورموہن ہے۔ ہم لوگ اسے گورا کہہ کر پکارتے ہیں۔ ہم دونوں بچپن سے ہی ایک ساتھ پڑھے ہیں۔"

" آپ سب پڑھ چکے ہیں —؟ "

" ہاں — ! سب پڑھ چکا ہوں —" ونے نے تعجب سے لڑکے

کو دیکھتے ہوئے پھر پوچھا— "تمہارا نام کیا ہے دادا—؟"

"میرا نام ستیش چند لکھا پا دھیائے ہے۔"

اس کے بعد کی بات چیت سے ونے جان سکا کہ ہریش بابو ان کے پتا نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے دونوں بھائی بہنوں کو بچپن ہی سے پالا ہے۔ لڑکے کی بہن کا نام پہلے رادھارانی تھا۔ لیکن ہریش بابو کی پتنی نے بدل کر سچریتا رکھ دیا ہے۔

ستیش کو گھر تک چھوڑنے کے لئے ونے گیا۔ لیکن اس کے اصرار کرنے پر بھی اندر نہ جا سکا۔ "پھر کسی دن آؤں گا" کا وعدہ کر کے لوٹ آیا—

کل شام سے ہی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ سہ منزلہ مکان کی چھت پر بیٹھے دو بچپن کے ساتھی دوست باتوں میں مشغول تھے۔ ان کی تعلیم ختم ہونے کے بعد سے اس حیثیت پر "ہندو ہتیشی سبھا" کی میٹنگیں رہی تھیں—— اور یہ دونوں دوست اس کے صدر سکریٹری ہیں۔ صدر گورا موہن (گورا) اور سکریٹری کا نام ونے ہے۔ گورا تندرست و توانا، گداز جسم والا، بلند قد، خوش رنگ نوجوان ہے۔

ونے نرم دل اور کھلتے ہوئے رنگ کا ہے۔

گورا تیرنے میں کسی بھی طرح ونے کا ساتھ نہ دے سکتا۔ دراصل گورا

کا تیرنے میں اتنا دل ہی نہیں لگتا۔

"میں کہتا ہوں —" گورا کہہ رہا تھا۔ "اوناش برہم سماجیوں کی بُرائی کرتا تھا۔ اس کے لئے ہی ممکن ہے — تم بگڑ کیوں گئے اس پر۔"

"مجھے تو خیال بھی نہیں تھا کہ ایسا کوئی سوال در پیش آ سکتا ہے!" ونے نے کہا۔

"پھر تمہارے دل میں چور ہے۔ ایک طبقے کے لوگ اگر تمام تر سماجک بندھنوں کو توڑ کر الٹی چال چلیں گے تو سماج کے دل میں ان کے تئیں غلط رائے ہی قائم ہوگی۔ ان کا عام سلوک بھی الٹا محسوس ہوگا۔"

"میں نہیں کہہ سکتا۔ جو ممکن ہے وہی اچھا ہے۔"

"مجھے اچھے سے کام نہیں —"، غصہ میں آکر گورا بولا — "میں حقیقت پسند ہونا چاہتا ہوں۔ برہم سماجی بن کر بہادری دکھانے کا جنہیں شوق ہے، انہیں یہ تکلیف برداشت کرنا ہی ہوگی۔ ان کے مخالف ان کی برائی کریں گے ہی۔ مخالف ان کے گیت گاتے چلیں یہ ممکن نہیں — اگر ایسا ہوتا تو دنیا کا امن وچین ختم ہو جاتا۔"

"میں دل کی نہیں انفرادی برائی کی بات کرتا ہوں۔" ونے بولا۔

"یہ دل کی بات نہیں، لوگوں کا خیال ہے — اچھا مہا تماجی! کیا پہلے تم برہموں کی برائی نہیں کرتے تھے؟"

"لیکن اب میں شرمندہ ہوں۔"

"یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا —!" گورا مٹھی کس کر بولا۔

"لیکن تمہیں ڈر کیسا ہے؟" لمحہ بھر خاموش رہ کر ونے بولا۔

"تم اپنا دل کمزور بنا رہے ہو —؟"

"تم جانتے ہو — ! میں چاہنے پر ان لوگوں کے گھر جا سکتا ہوں لیکن انکے بلانے پر میں نہیں گیا۔!" وہ نے قدرے جذباتی تھا۔

"لیکن اسے بھول نہ سکنا بھی بزدلی ہے۔"

جس دن تم ان کے گھر جاؤ گے باقاعدہ جاؤ گے۔ ان کے گھر کھانا پینا شروع کر دو گے۔ اور برہم سماج کے کھاتے میں اپنا نام لکھوا کر ایک دم ہی ایڈیشنک بن جاؤ گے۔ برہمن کے لڑکے ہو کر بھی تم. پوجے خانے میں مر جاؤ گے۔ تمہارے اطوار اور کردار کچھ نہیں رہیں گے۔ میں کہتا ہوں: تم جاؤ ... اس طرح تذبذب میں پڑ کر ہم سب کو بھی کیوں خطرے میں ڈال رہے ہو۔"

"لیکن مجھے تو ایسی دھارمک موت ہوتی نظر نہیں آتی۔ کیوں کہ میری نبض ٹھیک ہے۔ اور باقاعدگی کے ساتھ چل رہی ہے۔" وہ نے کہا۔

"تب تو وہ مبارک ہاتھ اگر کچھ کھانے کو دیں گے تو شیطان کا آن بھی دیوتا کا پرشاد ہو جائے گا۔" گورا نے کہا۔

"گورا — ! اب چپ رہو۔" اُگتا کر وہ نے کہا۔

"جس سماج میں عورتیں مردوں سے ہاتھ ملا سکتی ہیں۔ اس سماج کا تذکرہ بھی جب تم سے برداشت نہیں ہو سکتا تو مجھے تمہارے مرنے میں اتنا سا بھی شک و شبہ نہیں ہے۔" گورا بولا۔

"دیکھو گورا — ! میں عورت ذات کو عزت و احترام کی نظروں سے دیکھتا ہوں۔"

"لیکن اپنے جذبات کے لئے شاستروں کی دہائی نہ دو۔ وہ بھگتی نہیں۔ اسے جو کچھ کہتے ہیں اگر میں کہہ دوں تو تم مجھے مارنے دوڑو گے۔"

"یہ تم اپنی جسمانی قوت پر کہہ رہے ہو۔"

"گھر کو رونق بخشنے کی وجہ سے شاشتروں کے انوسار عورتیں پرستش کے قابل نہیں، لیکن مردوں کے دلوں کو منور کرنے کی وجہ سے مغربی آئین میں عورتوں کو جو عزت و توقیر دی جاتی ہے اسے پرستش نہ کہنا بھی ٹھیک ہے۔ جس وجہ سے تمہارا دل پتنگ کی مانند ہریش بابو کے گھر کے چکر کاٹ رہا ہے اسے انگریزی میں نفس پرستی اور لو (LOVE) کہتے ہیں۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم انگریزوں کی نقل کر کے لو کو ہی زندگی کا مقصد مان کر اسکی پرستش کرنے لگو۔"

"بہت ہوگیا گورا ــــ!" جوش میں آکر ونے نے کہا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا ــــ! عورت مرد کو اپنے اصلی مقام پر نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے ہی ہم نے مختلف قسم کی خیال آرائیاں کرنا شروع کر دیا ہے۔" گورا بولا۔

"ٹھیک ہے ــــ! ہم جذبات کی رو میں بہہ کر بارہا مخصوص حدیں پھلانگ جاتے ہیں۔ لیکن کنچن کامنی کے سب کچھ تیاگ دینے کی بات بھی تو سفید جھوٹ ہے۔ انسانی عادات جیسے پاکر بآسانی جذبات واحساسات سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ اسے تیاگ یا اپنانے کی باتیں لوگ کرتے ہیں۔ لیکن یہ صرف مزاجوں کے فرق کی بات ہے۔ دونوں کی مخالفت کرنا ہوگی۔" ونے بولا ــــ

"میں نے غلط سمجھا ــــ! اسی لئے تمہارے دماغ میں فلسفہ بھرا پڑا ہے۔ تم بے خوف و خطر لو کر سکتے ہو ــــ لیکن وقت سے پیشتر سنبھل جانا ــــ یہی کہنا ہے۔" گورا نے کہا۔

"میں اور پریم ۔۔۔! یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہریش بابو کے خاندان کے بارے میں مَیں نے جو دیکھا اور سُنا ہے۔ اس نے ان کے تئیں میرے دل میں احترام کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے لئے میرے دل میں ان کی گھریلو زندگی کے بارے میں تفصیلات جاننے کی خواہش جاگ اٹھی ہے۔"

"ان کی گھریلو زندگی کو گہرائیوں میں جا کر آخر میں یہاں تک پتہ لگا سکتے ہو کہ تمہاری یہ چوٹی تک دیکھنے کی امنگ نہ رہے۔"

"تم سمجھتے ہو کہ عظیم قوت بھگوان نے تمہیں ہی دی ہے اور ہم سب کمزور ہیں۔"

ونے کی یہ بات گورا کو کچھ نئی سی لگی۔ وہ جوش میں اسکی کمر تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ "ہاں ۔۔۔! یہ مجھ میں بڑی بھاری کمزوری ہے۔"

اسی وقت گورا کا بڑا بھائی مہم داخل ہوا۔ گورا اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

"کیا حکم ہے۔؟"

"حکم کچھ نہیں ۔۔۔! دیکھنے آیا ہوں کہ یہ برساتی بادل کیا ہماری چھت پر ہی گرج رہا ہے۔ شاید اب تک انگریزوں کو بحرِ ہند کی آدھی دوری تک پہنچا چکے ہو ۔۔۔ انگریزوں کا تو اس سے کچھ نقصان نہیں ہوا نیچے کوٹھری میں سر درد سے بے حال تمہاری بھابی کو تمہاری شیر جیسی گرجدار آواز سے خاص طور پر تکلیف پہنچ رہی ہے۔"

گورا اور ونے چھت سے نیچے اتر آنا چاہتے تھے کہ اسی وقت گورا کی ماں آنندی وہاں آگئی۔

آنندی کے پتی ایک کمرشل فرم میں نوکر تھے۔ اس لئے وہ ان کے ساتھ مشرقی و مغربی ممالک میں رہ آئی تھی۔ صبح اٹھ کر گھر صاف کرنا، رسوئی کرنا — اور گرہستی کے دیگر کام کرنا ہی اس کا معمول کا کام تھا۔ پڑوسیوں کی بھی وہ خاص طور پر دیکھ ریکھ رکھتی تھی۔ گویا وہ کام کاج کی چلتی پھرتی مورتی تھی۔ اسے دیکھ کر دل میں بھگتی اور شردھا کے جذبات ہلورے لینے لگے۔

"اِدھر کئی دنوں سے تو آیا نہیں رے —!" آنندی نے ونے سے کہا۔

"کئی دنوں سے پانی برس رہا تھا — نہیں آسکا —!" ونے نے جواب دیا۔

"جب پانی نہیں برسے گا تب ونے کہیں گے — دھوپ بڑی تیز تھی — من کی بات تو انتریامی ہی جانتا ہے —" یک بارگی گورا کہہ اُٹھا۔

"گورا —! یہ تم بے کار کی باتیں کر رہے ہو —!" ونے نے چڑ کر کہا۔

"سچ ہے گورا —!" آنندی نے کہا — "وقت بے وقت چھیڑ چھاڑ اچھی نہیں ہوتی۔ آ دِنو میں نے تیرے لئے کھانے کا کچھ سامان رکھا ہے —!"

"ماں —! تمہارے دالان میں ونے کو کھانے نہ دوں گا —" گورا سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"تم باپ بیٹے دونوں کی عجیب حالت ہے —" آنندی نے

کہا ——"ادھر تیرے باپ چھوت چھات کا اصل خیال رکھتے ہیں۔ اپنے ہاتھ کا بنایا ہی کھاتے ہیں۔ لیکن ونے یں تیر بنیسی کٹرتا نہیں۔ تو ہی اسے سدا چار کا ڈھونگ سکھوا رہا ہے۔ بلکہ انہی چال پر لانا چاہتا ہے ——"

"ہاں —— میں اسے چلاؤں گا ——! میں تمہاری اس عیسائی بنی لچھمنیا کے ہاتھوں سے ونے کو نہیں کھانے دوں گا۔" گورا بولا۔

"گورا —— لچھمنیا نے ہی تجھے پال پوس کر بڑا کیا ہے۔ کچھ دن پہلے تک تو اس کے ہاتھوں کی بنی چٹنی کے بنیر کھانا تک نہ کھاتا۔ اس نے تیری جیسی خدمت کی ہے وہ کیوں کر بھلائی جا سکتی ہے ——؟" آنندی بولی۔

"اسے دولت دو ——! مکان بنا دو —— جو جی چاہے سو کرو۔ لیکن اسے گھر میں رکھنے سے کام نہیں چلے گا۔" گورا نے کہا۔

"وہ روپیہ پیسہ نہیں تمہیں رکھنا چاہتی ہے —— تجھے نہ دیکھنے پر تو وہ مر جائے گی ——!" آنندی نے کہا۔

"تمہاری مرضی، اسے رکھو —— لیکن ونے تمہارے دالان میں کھانے نہیں جائے گا۔ ونے کو ماننا ہی پڑے گا —— اتنے مشہور پنڈت کی بیٹی ہو کر تو آچار وچار کا پالن نہیں کرتی ماں ——! کتنی عجیب بات ہے۔" گورا بولا۔

"بیٹا ——! ان طور طریقوں کے پالن کے لئے بھی تجھے بہت رونا دھونا پڑتا تھا۔ کبھی میں شو کی مورتی کی پوجا کرتی تھی تو تمہارے پتا مورتی اٹھا کر پھینک دیتے تھے۔ تمہارے پتا کیا آسانی میرے

طریقوں کو چھڑوا سکے تھے۔ وہ بیوی کو لیکر سب جگہ جاتے تھے۔ اس لئے صاحب لوگ ان کی تعریف کرتے تھے۔ ان کی تنخواہ بھی بڑھ گئی بڑھاپے میں روپیہ جمع کر کے وہ تو یکایک ہی کٹّر سدھ بن گئے ہیں۔ لیکن مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ میری سات پشتوں کے جڑ سے اکھاڑے گئے سنسکار پھر نہیں جم سکتے۔"

"لیکن ہم لوگوں کے لئے تو تمہیں کچھ باتیں مان کر ہی چلنا پڑیگا شاستر کا نہیں تو محبت کا تو خیال تو رکھو——!" گورا نے ماں سے کہا۔

"تو تو نہیں جانتا کہ تیرے جنم لینے کے دن سے ہی میں نے سب کٹّر آچار وچار چھوڑ دیا ہے —— آنندئی بولی —— "چھوٹے بچے کو گود میں اٹھانے پر ہی پتہ چلتا ہے کہ دھرتی پر کوئی ذات پات لیکر پیدا نہیں ہوتا۔ یہ جان کر ہی مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اگر میں نیچ ذات سمجھ کر کسی سے نفرت کروں گی تو بھگوان تجھے میری گود سے چھین لے گا۔"

آنندئی کی بات سن کر دو نے ایک بار ایتی سی نظر سے آنندئی کو اور گورا کو دیکھا۔

"طور اطوار، عزت اور ذات کا خیال رکھنے والے گھر میں تو لڑکے جیتے داگتے ہیں۔ تمہیں یہ عقل کس نے دی ہے ماں کہ بھگوان تمہارے بارے میں ہی اس سادک سے کام لیگا۔" گورا بولا۔

"جس نے مجھے تجھے دیا۔ اس نے عقل بھی دی۔" آنندئی نے کہا۔ "تو کیا دنے میرے یہاں نہیں کھائے گا۔"

"یہ برہمن لڑکا ہے۔ اسے بہت کچھ تیاگ کرنا ہوگا ماں —— لیکن تم برا نہ ماننا——! میں پاؤں پڑتا ہوں ——" گورا بولا۔

"میں برا کیوں مانوں گی۔ لیکن تو جو کچھ کر رہا ہے اس کا تجھے علم نہیں ہے۔ تیرے دھرم کے انوسار مجھ سے نہیں چلا جا سکتا۔ تو میرے ساتھ رہے سب..." اور آنندی نیچے چلی گئی۔

"یہ تو زیادتی ہے گورا ــــ!" ونے نے کہا۔

"رتی بھر نہیں ـ!" گورا بولا۔ "میں حد میں رہ کر ہی چلنا چاہتا ہوں۔ اگر میں چھوت چھات کو نہیں مانوں گا تو ایک دن شاید ماں کو بھی نہیں مانوں گا۔ ونے دل بہت اچھی چیز ہے، لیکن دل ہی تو سب کچھ نہیں ہے۔"

"ماں کی باتوں نے میرے دل میں ہلچل مچا دی ہے گورا۔" ونے بولا۔ "ماں کے دل میں کچھ ہے جو وہ ہمیں سمجھانے سے قاصر ہے۔"

"تخیل صرف وقت ہی ضائع کرتے ہیں ونے ــــ!" بے قرار گورے نے کہا۔

"جو تمہیں دکھائی نہیں دیتا اسے تخیل کہہ کر اڑا دینا چاہتے ہو۔ میں نے کتنی بار دیکھا ہے کہ ماں نے جانے کس قدر فکر و تردد اپنے دل میں پال رکھا ہے۔ تم انکی بات دھیان سے سنو ـــ" ونے نے کہا۔

"زیادہ سننے میں غلطی کا خدشہ ہے۔ اسی لئے میں ضرورت سے زیادہ نہیں سننا چاہتا۔"

گورا نے کہا اور ونے تذبذب میں پڑا گھر کی طرف چل دیا۔ وہ کسی قطعی نتیجے پر نہیں پہنچا تھا۔ یتیم ونے بچپن سے ہی آنندی کو اپنی ماں سمجھ کر اس کے گھر چھوٹے بچوں کی طرح اودھم مچاتا آ رہا ہے۔ اسی لئے گورا کے ڈرا سے اس کے گھر کھانے پر روکنے سے ونے کو خاص تکلیف

پہنچی۔ اس کا دل ایک انجانے درد کے بوجھ کے تلے دبا جا رہا تھا۔ ملک کی فلاح و بہبود، سماج کی خدمت وغیرہ سب فرائض کو اس کا دل اپنے طور پر قبول نہیں کر رہا تھا۔

اس نے دل ہی دل میں آنندمئی کو ایک بار 'ماں' کہہ کر پکارا اور کہا۔۔۔

"میں کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ تمہارا دیا ہوا کھانا میرے لئے امرت نہیں ہوگا۔"

کمرے میں بیٹھنا جب ونے کے لئے دشوار ہوگیا تو وہ چھتری لے کر گھر سے نکل پڑا۔ دل ہی دل میں برہم سماج میں کیشو چندر سین کی تقریر سننے کا فیصلہ کر کے وہ ادھر ہی چل دیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو لوگ پوجا کر کے برہم سماج مندر کے باہر نکل رہے تھے۔ ہریش بابو مندر سے باہر نکلے، اور گاڑی میں بیٹھے، اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ ونے نا امید ہو کر واپس لوٹ گیا۔

دوسرے دن ونے گورا کے گھر جا پہنچا۔ تو وہ روشنی جلائے کچھ لکھتے بیٹھا تھا۔ ونے نے گورا کی باتوں پر کچھ توجہ نہ دیتے ہوئے، پوچھا۔

"بھارت کیا تمہارے تئیں بالکل   تم کس طرح اسے رات دن دل میں رکھتے ہو۔۔۔؟"

"سمندر یاترا کرتے ہوئے جیسے جہاز کے کپتان کے دل میں سب کام کرتے ہوئے بھی پرے کنارے پر بندرگاہ پر رہتی ہے۔ ویسے ہی میں نے دل میں بھارت کو بٹھا رکھا ہے۔" تیز نظروں سے ونے کو دیکھتے ہوئے گورا نے کہا۔

"تمہارا یہ بھارت کیا ہے ___؟"

"میرے دل میں کپتان کا کانٹا جدھر گھومتا ہے، ادھر ہے۔ تمہارے مارسٹن صاحب کی ہسٹری آف انڈیا میں نہیں۔" گورا نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ___ "وہ بھارت جو دھن، گیان اور کرم سے بھرپور ہے ___"

ونے خاموشی سے لمحہ بھر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "کیا یہ سب محض جذبات کا جوش نہیں۔؟"

"میں سچ کہتا ہوں۔" گورا گرج کر بولا ___ "لوگوں کو دکھا دینا ہوگا۔ سیتا کی مورتی سمجھے بنا لوگ آتم سمرپن نہیں کریں گے۔ بھارت کی دلکش شکل و شبیہہ سب کے سامنے اگر تم کردار سب کو دکھا دو تو سب لوگ اس کے لئے پاگل ہو جائیں گے۔ دیش کے لئے قربان ہونے کی ریل پیل مچ جائے گی۔"

"با تو مجھے تم ذرا بھارت کی وہ شکل و شبیہہ مجھے دکھا دو۔"

"اس کے لئے پہلے سادھنا کرو۔ وشواس اور سادھنا میں ہی سکھ پاؤ گے۔ سچے یقین و اعتماد کی کمی کی وجہ سے ہمارے دیش بھگت وثوق کے ساتھ کوئی دعوے نہیں کر سکتے۔ اگر خود بھگوان بھی انہیں کچھ دینے آئے تو لاٹ صاحب کے چپراسی کی نوکری سے

زیادہ کچھ نہ مانگیں گے۔ ان میں خود اعتمادی نہیں ہے۔"

"تم اپنے باغی یقین و اعتماد کی وجہ سے دوسروں کی حالت سمجھنے سے قاصر ہو۔ تم مجھے چاہے جس طرف بھی لگا دو۔ نہیں تو تمہارے نزدیک رہ کر میں اسے حاصل کرتا ہوں۔ دور جانے پر وہ میرے پاس نہیں رہ پاتا۔"

"کام ـــ! اس وقت ہم لوگوں کے پاس کام یہی ہے کہ جو کچھ بھی ہمیں وہ دیش کا ہو۔ اس کو سب کچھ سونپ کر جن لوگوں میں وشواس نہیں ہو ان کے دل میں یقین و اعتماد کی جیوتی جگائیں۔ غلامی کی وجہ سے ہمارے دلوں میں ملک و قوم کے تئیں کم تری کے احساسات و جذبات نہیں۔ جب ہم سب لوگ اس بات کا احساس کریں گے تبھی ہم ٹھیک سے کام کر سکیں گے۔"

تبھی حقہ گڑگڑاتا ہوا ماہم داخل ہوا۔ اور بولا ـــــ "وہ بھارت کا آدھار تو کرو۔ ہمارے دفتر کا صاحب ایک دم پاجی ہے۔ بابوؤں کو بے بون (بندر) کہہ کر پکارتا ہے۔ کسی کے ماں باپ مر جاتے ہیں تب بھی چھٹی نہیں دیتا۔ پورے مہینے کی تنخواہ کسی ہندوستانی کو نصیب ہی نہیں ہوتی۔ ذرا سی بات پر جرمانہ کر کے تنخواہ کاٹ لیتا ہے۔ اخبار میں اس کے خلاف ایک خط فرضی نام سے چھپا تھا۔ اس کا خیال ہے کہ وہ میرا ہی کام ہے۔ تم دونوں میرے نام سے ایک سخت پروٹسٹ لکھ دو نہیں تو وہ مجھے ٹکنے نہیں دے گا۔"

"لیکن اتنے کڑے پروٹسٹ کی کیا ضرورت ہے ـــ" شرنے نے ہنس کر کہا۔

جملہ اہمیت طلب

"ظالم کے ساتھ ظلم ہی کرنا چاہیئے۔" ماہم بولا ۔۔۔ "وہ لوگ جھوٹ کا ایسا رنگ جماتے ہیں کہ تعریف کرنی پڑتی ہے۔ اگر پکڑا نہ جائے تو لوگوں کو بے وقوف بنانے میں کوئی حرج نہیں ۔۔۔ تم لوگ نے ہر سچی بات کہہ کر ان کی توہین کرنا چاہتے ہو ۔۔۔ لیکن بہادر چور شرمندگی کا احساس نہ کرتے ہوئے نقب کے اوزار اٹھا کر مارنے کو دوڑتا ہے ۔۔۔ سچ ہے نا ۔۔۔؟"

"سچ تو ہے ہی ۔۔۔" ونے نے کہا۔

"اس کے علاوہ جھوٹی بات کی گھانی سے مفت کا ایک آدھ چھٹانک تیل لیکر ان کے پیروں میں مالش کرا کر کہیں ۔۔۔ آیا کرو سادھو مہاراج ۔۔۔! تو شاید اپنے ہی گھر مال کا کچھ حصہ لوٹ آئے ۔۔۔ ایسا کرنے سے امن میں خلل پڑنے کا بھی کوئی ڈر نہیں۔ غور و خوص کر کے دیکھنے سے ہی اصلی دیش بھگتی ہے۔ لیکن میرے بھیا گورا چڑتے ہیں ۔۔۔" ماہم کہتا گیا ۔۔۔ "جب سے یہ سناتن ہندو دھرم کو ماننے لگے ہیں۔ تب سے مجھے دادا کہہ کر بہت مان دینے لگے ہیں ... اچھا، ونے ۔۔۔! تو پھر مجھے وہ مضمون چاہیئے۔ میرے پاس کچھ نوٹ لکھے ہیں، انہیں لے آؤں ۔۔۔" کہتے ہوئے ماہم وہاں سے چلے گئے۔

"اجی سنو تو!" آنندمئی نے اپنے پتی کرشن دیال کو پکارا۔

"ڈرو نہیں ـــــ میں تمہاری پوجا کی کنڈلی میں نہیں آؤں گی۔ پوجا پاٹھ سے فارغ ہو کر ذرا میرے دالان میں آنا ــــ میں کچھ کہنا چاہتی ہوں ــــ"

معمول کے کاموں اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر کرشن دیال بابو آنندئی کے کمرے میں ایک طرف کمبل بچھا کر بیٹھ گئے۔

"تمہیں تو تپسیا میں گھر کی کوئی فکر نہیں ــــ لیکن میں تو گورا کو لیکر چنتا سے ادھ مری ہو رہی ہوں۔ گورا نے آج کل جو ہندو رسم و رواج کو سختی سے ماننا شروع کیا ہے۔ آخر میں کوئی نہ کوئی مصیبت ضرور آئے گی ــــ تب اسے کس طرح سنبھالو اور رد کو گے ــــ؟ آنندئی نے کہا۔

"شروع میں تو تم نے بھی اسے چھوڑنا نہ چاہیئے ــــ اسوقت میرا ابھی گنوارو ڈھنگ تھا۔ دھرم کرم کا تو گیان تھا ہی نہیں۔ آج کل کا زمانہ ہوتا تو کیا میں ایسا کر سکتا تھا ــــ؟" کرشن دیال نے کہا۔

"جو چاہو کہو ــــ لڑکے کے لئے تعویذ، منت ــــ میں نے کیا نہیں کیا۔ ایک دن خواب میں ٹھاکر جی کی پوجا کرنے بیٹھی تو دیکھا کہ پھولوں والی ٹوکری میں پھول نہیں ایک چھوٹا سا لڑکا تھا ــــ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ــــ جھٹ پٹ اس لڑکے کو گود میں اٹھا لینے کی خواہش کی کہ آنکھ کھل گئی ــــ اس کے بعد دس دن بھی نہیں بیتنے پائے کہ گورا کو میں نے پایا۔ وہ تو میرے ٹھاکر جی کا پرساد ہے۔ وہ کہاں سے کس طرح آیا ــــ ان دنوں چاروں طرف مار کاٹ

مچی تھی۔ ہم لوگ موت و زندگی کی کش مکش میں مبتلا تھے کہ آدھی رات کو ایک حاملہ میم آکر ہمارے گھر میں چھپ رہی۔ اس رات ایک لڑکے کو جنم دے کر وہ مر گئی۔ اس انا تھ بچے کو اگر میں نہ پالتی تو کیا وہ زندہ رہ سکتا تھا ؟ اس لڑکے کو جنہوں نے مجھے دیا ہے اس کے سوائے تا زندگی میں اسے کسی کو نہ دوں گی۔"

"تم اپنے گورا کو لے کر رہو، میں تو رکاوٹ نہیں ڈالتا بغیر جینیو کئے سماج میں اسے اپنا لڑکا کہنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ اس لئے جینیو کرنا پڑا۔ میری جائداد کا حق دار مہم ہی ہے، لیکن میں جاگیر گورا کو ہی دونگا ۔۔۔ اب فکر اسکی شادی کی ہے۔ ہندو مت کے مطابق براہمن کے گھر تو اس کی شادی نہ کر سکوں گا ۔۔۔ اس بات سے چاہے برا ہی مانو۔"

"تم سمجھتے ہو کہ مجھے دھرم کا گیان نہیں ۔۔۔ ؟ میرا کہنا یہ ہے کہ عیسائی کیا انسان نہیں ہیں ؟"

"یہ سب بڑی باتیں نہیں۔ ہمارا سماج ایک ہے۔ اسے مان کر ہی تو چلنا مناسب ہے ۔۔۔" کرشن دیال نے کہا۔

"مجھے یہ سب سمجھانے سے کیا حاصل ۔۔۔ جب میں نے گورا کو اپنا لڑکا مان لیا ہے تو آچار وچار رہے نہ رہے۔ میں تو صرف ایک بات سے ہی ادھ مری ہو رہی ہوں کہ جانے کب کیا ہو جائے۔ اس لئے چاہتی ہوں کہ گورا سے سب بات کہہ دوں۔ پھر جو بھی قسمت میں ہو ہو جائے ۔۔۔!"

"نہ، نہ ۔۔۔! میری زندگی میں یہ کبھی نہ ہوگا ۔۔۔" کرشن دیال گھبرا کر بولے ۔۔۔ "یہ سن کر گورا جانے کیا کر بیٹھے۔ اور سماج میں ہلچل

مچ جائے۔ تب سرکار بھی خبر پاکر نہ جانے کیا کرے۔ میرا سارا سادھن بھجن مٹی میں مل جائے گا۔" آنندی کو خاموش دیکھ کر کرشن دیال پھر بولے۔
"میں نے گورا کی شادی کے لئے ایک ترکیب سوچی ہے۔ ہریش میرے ہم جماعت تھے۔ وہ کٹر برہمو سماجی ہیں۔ سنا ہے اُن کے کئی لڑکیاں ہیں گورا کو اگر ان کے گھر آنے جانے دیا جائے تو ممکن ہے اسے کوئی لڑکی پسند آجائے ــــ!"

"گورا تو کٹر ہندو ہے۔ برہمنوں سے وہ سخت نفرت کرتا ہے ــ"
آنندی نے کہا۔

بات پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ بادلوں کی طرح گرجتا گورا آ پہنچا۔ کرشن دیال کو وہاں دیکھ کر اسے تعجب ہوا۔ آنندی فوراً اٹھ کر اس کے پاس آکر بولی۔

"کیا چاہئے بیٹا ــــ؟"

"کوئی خاص چیز نہیں ــ" کہہ کر گورا لوٹنے لگا۔

"گورا ذرا بیٹھو ــ!" کرشن دیال بولے ــــ "تم سے ایک بات کرنی ہے۔ میرے ایک برہمن دوست دوتال محلے میں رہتے ہیں"

"ہریش بابو تو نہیں ــــ؟" گورا نے کہا۔

"تم انہیں کیسے جانتے ہو ــ؟" کرشن دیال نے کہا ــــ "میری خواہش ہے کہ تم ان کے یہاں جاکر خیر وعافیت پوچھ آؤ۔"

"اچھا ــــ کل جاؤں گا ــــــ" کچھ سوچتے ہوئے گورا نے کہا ــــ

صبح کے خوش کن اور دلفریب موسم میں برآمدے میں کھڑے ہوئے ونے نے ستیش کے ساتھ ہریش بابو کو سڑک پر جاتے دیکھا۔ ستیش نے بھی ونے کو دیکھا۔ اور ان کا نام لے کر چلاّ اٹھا۔ ستیش کے پکارتے ہی ونے نیچے اتر آیا۔ اور ہریش بابو اس کے گھر میں داخل ہوئے۔

"اس دن آپ نہ ہوتے تو بڑی مشکل پیش آتی۔" بید کو مونڈھے کے سہارے ٹیکتے ہوئے ہریش بابو نے کہا۔

"میں نے کیا ہی کیا تھا ــــ!" پرخلوص لہجہ میں ونے نے کہا۔

"سنا ہے اس دن ستیش آپ کے گھر آیا تھا اور آپ کو کافی پریشان کر گیا ہے ــــ" ہریش بابو بولے ــــ "یہ اتنا شرارتی ہے کہ اس کی دادی نے اسے بختیار خلجی کا لقب دے رکھا ہے۔"

"میں بھی خوب بک سکتا ہوں۔ اس لئے ہم دونوں میں گاڑھی چھنتی ہے ــــ کیوں ستیش بابو ــــ؟ ونے نے کہا۔

کرسی سے اٹھتے ہوئے ہریش بابو بولے۔ "ہمارے گھر کا نمبر ۷۸ ہے اور یہاں سے داہنے ہاتھ کی طرف ہے .... کبھی اگر آپ کی ....."

اور وہ ستیش کے ساتھ چلے گئے۔

لوٹ کر ونے سوچنے لگا کہ ہریش بابو کے گھر نہ جانا تہذیب کے خلاف ہوگا۔ سوچتے ہی گورا کا خیال آتے ہوئے وہ دھیرے سے مسکرا

دیا ــــ

نوکر سے کھانے کے لئے منع کر کے وہ نے سیدھا گورا کے گھر پہنچا۔ گورا اس وقت امرسٹ سٹریٹ میں واقع اپنے "ہندو تبلیغی کاریالیہ" میں گیا ہوا تھا۔ وہ نے گویا بھاگ کر آنندی کے کمرے میں گیا اور سامنے بیٹھتے ہوئے بولا ــــ "ماں بڑی بھوک لگی ہے۔ مجھے کچھ کھانے کو دو؟"

"تو نے مشکل میں ڈال دیا ہے ــــ" آنندی پریشانی کے عالم میں بولی ــــ "مہاراج تو چلا گیا۔"

"مہاراج کے ہاتھ سے کھانا ہونا ہوتا تو میرے گھر کے مہاراج نے کیا قصور کیا ہے۔ میں تو تمہاری تھالی کا پرساد کھاؤں گا۔ ماں ــــ" اور پھر وہ پاس بیٹھی لچھمنیا کی طرف مڑا ــــ "ایک گلاس پانی تو دو۔" لچھمنیا پانی لے آئی اور وہ نے ایک ہی گھونٹ میں پی گیا ــــ آنندی نے تھالی منگا کر اس میں کھانا پروسا۔ اور کئی دن کے بھوکے کی مانند وہ نے کھانے لگا۔

آنندی کی ذہنی پریشانی آج دور ہو گئی ــــ وہ نے کے سینے سے بھی جیسے بوجھ اُتر گیا۔ اور کھانے کے بعد وہ ماں کے قدموں میں لیٹ کر پیار سے باتیں کرنے لگا۔

آنندی کے گھر سے نکل کر خوشی کے عالم میں وہ نے اڑتا ہوا جیسے ہی ۷۸ نمبر کے مکان کے دروازے پر پہنچا کہ ہریش بابو نے اس کا سواگت کرتے ہوئے کہا ــــ

"مجھے بڑی خوشی ہوئی ــــ"

وہ اسے اندر بیٹھک میں لے گئے۔ دیوار پر عیسا اور کیشو چندر

سین کی تصاویر آویزاں تھیں ـــــ

ونے کا دل باغ باغ ہو گیا ـــــ

"سوموار کو سچریتا میرے ایک دوست کی لڑکی کو پڑھانے جایا کرتی ہے۔ ابھی پہنچا کر آ رہا ہوں۔" ہریش بابو نے کہا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ونے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ستیش کے ساتھ ملاقات نہ ہو سکی۔ کہہ دیجئے گا کہ میں آیا تھا۔" اور وہ باہر جانے لگا۔ تبھی اسے کسی بچے کی آواز سنائی دی۔

"او ونے بابو ـــــ" چلئے ہمارے گھر ـــــ!"

"میں تمہارے گھر سے آ رہا ہوں۔" ونے نے کہا۔

ستیش کے اصرار پر وہ دوبارہ ان کے گھر آ کر بیٹھ گیا ـــــ اسے ہریش بابو کے گھر آواز سنائی دی ـــــ "رادھا ـــــ! ونے بابو آئے ہیں۔ انہیں تو تم جانتی ہی ہو۔"

جیسے ہی ونے نے سر اٹھایا، سچریتا نمستے کرتے ہوئے سامنے بیٹھ گئی اور بولی ـــــ

"آپ شاید کسی کام سے جا رہے تھے۔ آپ کو کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی ـــــ؟"

"مجھے کچھ پریشانی نہیں ہوئی۔" ونے نے کہا

آ کر کہا ـــــ "بابو جی ـــــ! ماں آپ سب کو اوپر بلا رہی ہیں ـــــ"

ونے کے اوپر پہنچنے کے بعد ہریش بابو کی پتنی اپنی تینوں لڑکیوں کو ساتھ لیکر اوپر آئی۔ ساتھ میں ان کے دور کے رشتے کا ایک نوجوان

بھی تھا۔

ہریش بابو کی پتنی دروا استدری دھرقیود برہمن اور غیر برہمن کا بھید لیکر ہمیشہ محتاط رہتی تھی۔ اس وجہ سے انہوں نے رادھا کا نام بدل کر سچریتا رکھ دیا تھا۔ ان کی اپنی بڑی لڑکی کا نام لاوینہ ہے۔ جو بہت ہی صحت مند اور ماں کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہے۔ منجھلی لڑکی کا نا للتا ہے۔ اس کا مزاج اپنی بڑی بہن کے بالکل متضاد ہے۔ چھوٹی لڑکی کا نام لیلا ہے۔ اس کی عمر دس سال کے قریب ہے اور اچھل کود مچانے میں خوب تیز ہے۔

ان سب کے آتے ہی ونے نے اٹھ کر دروا استدری کو پرنام کیا۔ وہ بولی ـــ "اوہ ـــ آپ نے ـــ میں آپ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ شاید میں نے آپ کو ایک دو بار سماج مندر میں دیکھا ہے ـــ؟"

"کبھی کبھی کیشو بابو کا بھاشن سننے جاتا ہوں ـــ" ونے بولا۔

بات چیت چل ہی رہی تھی کہ نوکر نے پریش بابو کو ایک خط لاکر دیا۔ خط پڑھ کر وہ مسرت سے بولے ـــ "جاکر اوپر لے آؤ ـــ" اور پھر کہنے لگے۔ "میرے بچپن کے دوست کرشن دیال نے اپنے لڑکے کو ہم لوگوں سے متعارف کرانے بھیجا ہے۔"

ونے کے چہرے پر یک بارگی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

دربان کے ساتھ گورا بھی آپہنچا۔ اس نے موٹے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ماتھے پر چندن لگا تھا۔ اس بھیس میں ونے نے آج سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا ـــ ونے سمجھ گیا کہ گورا کا لباس معمولی نہیں ـــ سا ماجک ہے ـــ اس لئے اس کا دل مخالفانہ جذبات سے بھر گیا۔

"کیا یہی ہیں تمہارے دوست ـــــ؟ سیتش نے ایک بارگی پوچھا۔
"ہاں ــــ" ونے نے جواب دیا۔
ونے کو نظر انداز کر کے پریش بابو کو نمستے کر کے گورا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ لڑکیوں کا وہاں بیٹھنا گورا کو اخلاق و تہذیب کے منافی لگا۔ گورا کو اس بھیس میں دیکھ کر سچریتا کا دل قدرے نفرت سے بھر گیا۔ انگریزی پڑھے لکھے آدمی میں ایسا ہندو پن دیکھ کر چپ چاپ برداشت کر لینے کی استطاعت سچریتا میں نہیں تھا۔

خیر و عافیت پوچھنے کے بعد پریش بابو اپنے زمانۂ طالب علمی کی باتیں سنانے لگے ــــ

"ہم دونوں دوست من موجی تھے۔ اور ہوٹلوں میں بیٹھ کر کھانا پینا۔ مسلمانوں کی دکان پر بیٹھ کر کباب کھانا ہمیں خوب پسند تھا۔ پھر آدھی آدھی رات تک بیٹھ کر ہیں اور رکرشن دیال ہندو سماج سدھار پر تبصرہ کرتے تھے ــــ"

"اور اب وہ ہندو آچار وچار سے رہتے ہیں ــــ" گورا نے کہا۔
"انہیں شرم نہیں آتی ــــ" جیسے جل بھن کر وردا سندری نے کہا ــــ

"شرم کرنا کمزوری کی نشانی ہے۔" گورا بولا ــــــ "کئی لوگ تو اپنے باپ کا حوالہ دینے سے گھبراتے ہیں۔ میں بھی تو کسی وقت برہم تھا۔"
"اب آپ حقیقی پرستش پر ہی یقین کرتے ہیں۔" ونے نے کہا۔
"حقیقت پر بلا وجہ اعتقاد کیوں لاؤں۔" گورا نے کہا۔
"طور طریقے تو تباہی کے سے ہیں ــــ" پریش بابو نے کہا۔

"جس کی ابتدا ہے، اس کی انتہا بھی ہے — لافانی برہم نے اپنی ترقی و ترویج کے لئے فنا کا آسرا لیا۔ فنا ہی برہم میں پرکاش کا نام ہے۔ طلوع اور غروب کے درمیان میں ہی روشنی پوشیدہ ہے۔" گورا نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہتے ہیں —؟" وردا سندری نے کہا۔

"جو جیسا ہے ویسا ہی رہے گا۔" گورا بولا۔

تبھی نوکر چائے وغیرہ دے گیا۔ سچریتا چائے بنانے لگی — گورا نے ایک بار متعجب نظروں سے اسے دیکھا۔ ونے کو گورا کی باتیں ناگوار گزر رہی تھیں۔ وردا سندری اچانک بول اٹھی۔

"آپ تو یہ سب چیزیں نہ کھائیں گے — ذات چلی جائے گی۔"

"جی ہاں —" گورا بولا — "جب سماج کو مانتا ہوں تو ذات کو بھی ماننا ہو گا۔"

سچریتا دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی۔ اور ونے کی طرف مڑ کر پوچھا — "کیا آپ بھی . . . ."

"کیوں نہیں پیوں گا —" کہہ کر ونے نے گورا کی طرف دیکھا۔ اسکے ہونٹوں پر طنز تھا۔

اسی وقت ایک اور شخص اندر داخل ہوا۔

سبھی نے پانو بابو کہہ کر پکارا۔ ان کا اصلی نام ہرن چندر ناگ ہے۔ برہم سماج میں انہیں خاص طور پر عزت و توقیر سے دیکھا جاتا ہے دبے روپ سے سچریتا کے ساتھ ان کی شادی ہونے کا تذکرہ ہے۔ پانو بابو کے دل میں بلاشک و شبہ سچریتا کے لئے کشش تھی۔

سچریتا نے جیسے ہی چائے کی پیالی پانو بابو کے سامنے رکھی کہ لاوینہ منہ ٹیڑھا کر کے ہنس دی۔ سچریتا خوش تھی کہ گورا کے ساتھ سخت ترین بحث کرنے والا تو کوئی آ گیا ہے۔

" پانو بابو ـــــ یہ ہمارے ..... " پریس بابو گورا کا تعارف کرانے لگے تو وہ درمیاں میں ہی ٹوکتے ہوئے بولے۔

" میں ان کو بخوبی جانتا ہوں۔ یہ کسی وقت برہم سماج کے پُرجوش ورکر تھے۔" ہرن بابو نے کہا اور وہ بنگالیوں کے چال چلن کے متعلق خامیوں اور کمزوریوں پر تبصرہ کرنے لگے۔

گورا کی بھوئیں چڑھ گئیں اور وہ گرج کر بولا ـــــ " اگر ہو سکے تو بنگالیوں کے چال چلن کو دور کیجئے۔ نہیں تو گلے میں پھانسی لگا کر جائیے۔ ایسی باتیں کرتے وقت آپ کے گلے میں روئی کیوں نہ اڑ گئی۔"

" سچ بولنے میں کیا ڈر ہے ـــــ " ہرن بابو نے کہا۔

" اگر آپ سچ کو پہچانتے تو اس طرح غرور نہ کرتے۔ اپنی ذات کی جھوٹی بات سے بڑھ کر شاید ہی کوئی پاپ ہوگا۔" گورا نے کہا ـــــ " کیا آپ ہی بہت بڑے ہیں۔ آپ غصہ کا اظہار کریں گے تو ہم لوگ آپ کے منہ سے اپنے باپ داداؤں کی برائی نہیں سنیں گے۔"

وردا سندری کو جب ان دونوں کی بحث ناقابلِ برداشت لگی تو وہ بولی ـــــ " ونے بابو ـــــ ! ہم لوگ اس کمرے سے چلیں۔"

ونے ان کے ساتھ ہو لیا ـــــ ! اور وردا سندری اپنی لڑکیوں کی تعریف کرتی ہوئی اسے ان کے کام کے نمونے دکھانے لگی۔

باہر چھت پر بحث پورے جوبن پر تھی ـــــ !

ہرن بابو دلائل تو چھوڑ کر گالیوں پر اُتر آئے تھے ـــ! ان کی اس ناقابلِ برداشت حالت کی وجہ سے سچریتا بھی گورا کی طرف داری کرنے لگی۔ یہ ہرن بابو کے لئے اور بھی تکلیف دہ تھا۔

شام کی برہم اُپاسنا کے بعد جب پریش بابو وہاں آئے تو کہیں جاکر ان کی بحث رکی۔ گورا اٹھتے ہوئے بولا۔

"رات ہو گئی میں جاتا ہوں۔"

"جب بھی دل چاہے یہاں آجایا کرو۔" پریش بابو نے کہا۔

گورا نے سچے اور شانت من سے انہیں پرنام کیا اور چل دیا۔۔۔۔ ونے بھی گورا کے پیچھے ہو گیا۔

ان کے جاتے ہی ہرن بابو نے پریش بابو سے کہا ـــ "سبھی کے ساتھ بہو بیٹیوں کو بات کرنے دینا میں اچھا نہیں سمجھتا ـــ!"

"اگر بابو جی اس اصول کو مانتے تو آپ کے ساتھ میں ہماری بات چیت نہ ہو پاتی۔" سچریتا نے کڑھ کر کہا۔

"آپ گھریلو تعلقات کو بھی سماجک تعلقات بنانا چاہتے ہیں۔

کھانے کے بعد شام کو سچریتا کا دل یکبارگی بے چین ہونے لگا۔ وہ تین چار گھنٹے گورا کے سامنے بیٹھی رہی تھی۔ اور اس کی حمایت میں بیچ بیچ میں بولتی بھی رہی تھی۔ لیکن گورا نے ایک بار بھی اس کی طرف

نہیں دیکھا۔ جاتے وقت بھی وہ چپ چاپ چلا گیا۔ اس شدید ترین نظر اندازی نے سچریتا کے دل پر گہری چوٹ پہنچائی۔ ہرن بابو کی نامناسب دلائل کی جب سچریتا نے جوش میں آکر مخالفت کی تو گورا نے ایک بار اسکی طرف دیکھا تھا، لیکن ان نظروں میں کیا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی۔

گورا پر اس کا غصہ بڑھنے لگا۔ اور اسے مغرور نوجوان سمجھ کر اس نے اس کی بے عزتی کرنا چاہی۔ لیکن اس تیز طرار لب و لہجہ والے نوجوان کی بے باک نگاہوں کا خیال آتے ہی دل ہی دل میں گھبرانے لگی۔ چاہتے ہوئے بھی وہ اس کے آگے اپنا غرور محفوظ نہ رکھ سکی۔

اسی وقت للتا آکر سچریتا کو اپنے سونے کے کمرے میں لے گئی کچھ دیر خاموش رہ کر للتا نے پوچھا —— "دیدی —— !

تو ہرن بابو کی بات سوچ رہی تھی۔ للتا کو ہرن بابو سے سخت چڑ تھی۔

"ڈر —— ! سچریتا نے للتا کے منہ پر طمانچہ مار کر کہا۔

"گور موہن کیسا تھا دیدی —— ؟" للتا نے لمحہ بھر کے توقف کے بعد پوچھا —— "اس کا چہرہ اور لباس انوکھا ہی تھا —— ! تمہیں وہ کیسا لگا؟"

"اس کے روئیں روئیں میں جاتی بھید بھرا ہے۔ ہندو مت بھرا ہوا ہے۔"

اور باتوں کی رو میں وہ دونوں سو گئیں۔ گیارہ بجے کے قریب آنکھ کھلنے پر سچریتا نے دیکھا کہ بجلی کی چمک کے ساتھ خوب پانی برس رہا تھا۔

چاہتے ہوئے بھی جب وہ دوبارہ نہ سو سکی تو اٹھ کر کھڑکی کے

پاس آکھڑی ہوئی ــــ! رہ رہ کر گورا کا چمکتا ہوا چہرہ اس کے ذہن کے پردے پر رقص کرنے لگتا۔ اور اس کے آواز اسے سنائی دینے لگتی ــــ "جب تک آپ دیش سے پریم کرنا نہ سیکھیں گے۔ اور اسکے ساتھ ایک جگہ کھڑے نہ ہوں گے، ان کے کشٹ دُور نہ کریں گے میں آپکے منہ سے ان کی برائی کا ایک لفظ سننا بھی پسند نہیں کرونگا۔ اور پھر ہرن بابو کی جوابی بحث ــــ... سچریتا شام کے ماحول میں کھوئی رہی۔ تھک کر وہ پھر بستر پر جا لیٹی۔

اس برساتی رات کے سناٹے کو چیرتا ہوا بادل گرج اٹھا۔ اُدھر ونے کا دل بھی انتہائی بوجھل ہوا اٹھا تھا۔ اسے لگا ــــ وہ اتنے دنوں سے جس راستے پر چل رہا تھا۔ آج اسے چھوڑ کر اُس نے نئی راہ پکڑی ہے۔ اس تاریکی میں گورا کدھر گیا اور وہ کہاں گیا۔

دن نکلتے ہی وہ گورا کے یہاں آگیا ــــ جب گورا نے اخبار سے نظر ہٹائی تو ونے نے وہ چھین لیا۔

گورا بولا۔ "تم بھولتے ہو۔ میں گورموہن ــــ ہندو سنسکرتی اور پرمپرا سے گھرا ہوا ایک کٹر ہندو ہوں۔"

"تم ہی بھول رہے ہو ــــ میں ہوں شری یت ونے ــــ گورموہن کے سنسکاروں سے گھرا ہوا اس کا ایک دوست ــــ!"

"لیکن گورموہن انتہا بے شرم ہے کہ اپنے سنسکاروں کے لئے کسی کے آگے شرمندگی کا احساس نہیں کرتا۔"

"ونے بھی بالکل ویسا ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اپنے سنسکاروں کو لیکر کسی پر حملہ نہیں کرتا۔"

دونوں دوستوں میں سخت بحث چھڑ گئی۔

"پریش بابو کے آنے جانے کی بات میرے سامنے چھپانے کی کیا ضرورت تھی" گورا بولا ——— "تم ابھیمنیو کی مانند چکرویو میں داخل ہونا جانتے ہو نکلنا نہیں ———"

"میں جس پر شردھا اور پیار کرتا ہوں اسے چھوڑ نہیں سکتا ———" ونے نے کہا۔

"خیر ——— تمہارے طور طریقوں سے پتہ چلتا ہے کہ تم ان کے یہاں بانفس نفیس جانے کو تیار بیٹھے ہو۔ گرم چائے کیسی لگی تھی؟"

"کچھ سخت تھی، لیکن نہ پینا اس سے بھی سخت ہوتا۔

"سماج کے اصولوں پر چلنا کیا ظاہری دیانتداری ہے۔؟"

"دیکھو گورا ——— سماج کے ہاتھ جہاں دل کی ٹکر ہو ——— وہاں چھوٹنے ہیے ——— !"

"کیا کہا ——— ؟ دل ——— ؟" گورا درمیان ہی میں گرج اٹھا ——— "سماج کو حقیر سمجھنے سے بھی اس کی تمہاری دل سے ٹکر ہوتی ہے۔ پریش بابو کی لڑکیوں کے دل کو ذراسی چوٹ پہنچانے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے لیکن دیش کو جان بوجھ کر تکلیف پہنچا سکتے۔ کیوں ——— ؟"

"ایک پیالی چائے پینے سے دیش کو پہنچنے والے نقصان اس کا علاج ہو سکے گی۔ بچانے پر دیش بالکل کمزور ہو جائے گا۔"

"چائے کی پیالی کو لیکر میں بات نہیں کرتا ——— لیکن دیش سے تعلقات منقطع کرنے میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ہندو سماج کی دیگر نامناسب چیزوں کی مانند مجھے بھی چھوڑنے کا وقت آ گیا ہے ونے۔"

نہیں تو پریشی بابو کی لڑکیوں کے دل پر چوٹ پہنچے گی۔"

اسی وقت گورا کے شاگرد اوناش کے آجانے پر ونے اٹھ کر آنندی کے پاس چلا گیا۔ کیونکہ وہ گورا کے نزدیک اپنا قصور بڑھا نے نہیں پائیگا۔ وہ دل ہی دل میں شدید تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ پھر اسے بھوننے کے لئے جیب سے چاقو نکال کر آنندی کے پاس بیٹھ کر آلو چھیلنے لگا۔

ماہم اوپر آکر ونے کے پلنگ پر بیٹھ گیا ـــــ ادھر ادھر سرسری نظر ڈال کر بولا۔

"تمہارے پاس ایک خاص وجہ سے آیا ہوں۔ تمہیں مجھ پر ایک احسان کرنا ہوگا ونے ـــ! وعدہ کرو ـــ!"

"اگر میرے لئے ممکن ہوا تو ـــ! آپ تو جانتے ہیں کہ میں آپ لوگوں کے گھر کا آدمی ہوں۔ پھر ممکن ہونے پر منہ کیوں موڑنے لگا ـــ؟" ونے بولا۔

"میری ششی مکھی کو تو تم جانتے ہی ہو ـــــ" جیب سے پان نکال کر ونے کو دیتے ہوئے ماہم بولے ـــ "دس سال کی ہوگئی ہے، اب اس کی شادی کر دینا چاہتا ہوں ـــ اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں ـــ"

"میں بھی اچھا لڑکا تلاش کروں گا۔" ونے نے کہا۔

"ششی مکھی کے مزاج اور عادتوں کو تو تم جانتے ہی ہو۔ تو پھر

دوسری جگہ تلاش کرنے سے کیا فائدہ ـــــ ؟ یہ لڑکی میں تمہیں ہی سونپونگا۔"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں ـــــ " ونے چونک کر اٹھ بیٹھا ـــــ "گورا کو مدنظر رکھتے ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔"

"ہندو گھر کی لڑکی میم صاحب تو ہے نہیں ـــــ شاستروں میں بھی لکھا ہے کہ ور کنیا سے اگنا ہونا چاہیئے ـــــ " ماہم بولا۔

ونے پریشان سا ہو کر بولا ـــــ "مجھے تو ذرا سے سوچنے کا وقت دیجیئے۔ گھر کے آدمیوں کی صلاح ۔ ۔ ۔ ۔"

"انکی رائے تو لینی ہی ہو گی۔ گاؤں میں تمہارے چاچا تائی۔ انکی صلاح کے بغیر کچھ نہیں ہوگا۔" اور جیسے بات پکی ہو گئی ہو۔ اس بات سے مطمئن ہو کر ماہم بابو اٹھ کر چلے گئے۔

ونے سوچنے لگا۔ شادی ہو جانے پر گورا اسے کسی طرح بھی الگ نہ کر سکے گا۔ وہ چاہتا تھا، اس بارے میں گورا خود تذکرہ کرے۔ وہ تھوڑے مطمئن سا ہو کر اسی وقت گورا کے گھر کی طرف چل دیا۔ کچھ دور جانے پر ہی ستیش نے اسے پکارا۔

"ونے بابو ـــــ"

ماں کی طرف سے ونے کے لئے دیئے گئے کھلونے دینے کے بعد ستیش انتہائی اصرار سے اپنے گھر لے گیا۔ وہاں پہنچتے ہی ونے نے رٹیے تردو کی ہنسی اور دوڑ دھوپ کی آواز سنی ـــــ سچریتا نے آکر ونے کو بیٹھنے کے لئے کہا اور اس کی ہچکچاہٹ دور کرنے کے خیال سے گورا کی بات چھیڑ دی۔ سچریتا نے جان بوجھ کر گورا کے تذکرے کو ختم نہیں ہونے دیا۔ ونے سے باتیں کر کے سچریتا کو دلی مسرت حاصل ہو رہی تھی۔

اسی وقت لاوینہ نے داخل ہو کر کہا۔
"چلئے، کھانا تیار ہے۔ ماں نے آپ کو چھت پر بلایا ہے۔"
چھت پر پہنچ کر ونے کھانا کھانے لگا۔

وردا سندری نے اپنے بچوں کی باتیں شروع کر دیں۔ پریش بابو بھی آ پہنچے۔ پریش بابو کو دیکھ کر وردا سندری نے ان سے کہا۔ "اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میرے ساتھ سماج مندر میں چلئے۔"

ونے انکار نہ کر سکا۔ لوٹتے وقت سچریتا جیسے چونک کر بول اٹھی
—— "ارے گورموہن بابو تو وہ چلے جا رہے ہیں۔"

اور گورا نے انہیں دیکھ لیا تھا —— لیکن اس طرح گویا اس نے اسے دیکھا ہی نہیں ہے۔ وہ تیز تیز قدم بڑھاتا چلا گیا۔ شرمندگی کے احساس سے ونے نے سر جھکا لیا۔ ونے کے شرمندگی کے جذبات کو تاڑ کر سچریتا کو دل ہی دل میں غصہ آ گیا۔ اور گورا کو مغلوب کرنے کی خواہش اس کے دل میں جنم لینے لگی۔

ادھر گھر میں گورا آج خاص طور پر ونے کی آمد کا انتظار کرتا رہا لیکن اس کے پاس امید کے خلاف پہنچے بڑے بھائی مہم۔ ششی مکھی کی شادی کی بات لیکر مہم نے جب ونے کا تذکرہ کیا تو دونوں دوستوں کی دیش سیوا پر شادی نہ کرنے کی بات کا خیال کر کے گورا بولا۔

"ونے شادی کیوں کرنے لگا۔ پہلے دیکھ لو کہ ونے کیا چاہتا ہے ——"

"تمہاری بات کو وہ ٹالے گا نہیں —— صرف تمہارے کہنے کی دیر ہے۔ ویسے ونے مان گیا ہے۔"

اسی دن شام کو آندھی کی مانند گورا ونے کے گھر جا پہنچا۔ لیکن جب نوکر نے بتایا کہ وہ ۷۸ نمبر کے مکان میں گیا ہے تو اس کا دل پریش بابو اور برہم سماج کے تئیں زہر سے بھر گیا۔ لیکن پریش بابو کے گھر جانے پر بھی جب کوئی نہ ملا تو وہ سماج مندر کی طرف چلدیا۔ وہاں پہنچ کر گورا نے دیکھا کہ ونے وردا سندری کے ساتھ گاڑی پر چڑھ رہا ہے ـــــ پرائی عورتوں کے ساتھ ـــــ! بے وقوف ـــــ!! بے شرم ـــــ!! اتنی جلدی خود کو ساپنوں کی پنگی میں پھنسانا چاہتا ہے ـــــ تو پھر دوست اس بھلے مانس کے ساتھ نہیں ایسا ـــــ

اور جانے کیا کیا سوچتا، بڑبڑاتا تیزی کے ساتھ گورا چلدیا۔

اندھیرے میں چھت پر ٹہلتے ہوئے گورا کو دیکھ کر ماہم نے آکر پوچھا

"ونے کے پاس گئے تھے؟"

"ونے کے ساتھ ششی مکھی کی شادی نہ ہو سکے گی۔" گورا نے صاف صاف کہا۔ "میری رائے اس میں نہیں ہے۔"

"کوئی وجہ بھی تو ہے۔" ماہم نے کہا۔

"ونے کو اپنے سماج میں روک رکھنا مشکل ہوگا۔ ہمارے گھر کی لڑکی کی شادی اسکے ساتھ نہیں ہو سکتی۔" گورا بولا۔

"تمہارے جیسے کٹر ہندو نہیں دیکھے۔" ماہم بولا۔

"تم مستقبل کا خیال کر کے اصول مرتب کرتے ہو۔" وہ نیچے آکر آنندی سے بولا ـــــ! "اس کے خیال میں ونے میں ہندو پن کی کمی ہے۔ اس لئے وہ ششی مکھی کے ساتھ اسکی شادی کا مخالف بن گیا ہے۔"

ونے اور گورا کے تعلقات کا احساس کر کے آنندی تڑپ اٹھی۔

وہ گورا کے پاس آ کر بولی۔

"تم وتے کے ساتھ جھگڑا یا من میلا نہ کرو — تم دونوں بھائیوں کا بچھڑنا مجھ سے برداشت نہ ہو سکے گا۔"

"دوست اگر سلسلۂ تعلقات منقطع کرنا چاہے تو اس کے پیچھے بھاگ کر وقت ضائع نہ کروں گا —" گورا نے کہا — "دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والے کو میری کشتی سے پاؤں اٹھا لینا ہوگا۔"

"ہم لوگوں کے گھر میں آنا جانا تو اس کا ارادہ ہے نا —؟" آنندی نے پوچھا — "اتنی سی بات پر کیوں اسے چھوڑ دینا چاہتے ہو —؟"

گورا کچھ بولا نہیں — وہ سوچ رہا تھا — کہ دنے کو باندھ کر رکھنے کے لئے دوستی کا بندھن ہی مناسب ہے۔ دیگر کوششیں دوستی کا ایمان ہیں۔ وہ یکایک اٹھ کر بولا۔

"میں دنے کے گھر جا رہا ہوں۔"

تبھی سیڑھیوں پر قدموں کی آہٹ سن کر آنندی نے کہا —

"لو دنے آپ ہی آ گیا —! اسکی آنکھوں میں پیار کے آنسو چھلک اٹھے — پیار سے دنے کے جسم پر ہاتھ پھیرتی ہوئی وہ بولی۔ "دنے تم کھانا کھا کر نہیں آئے بیٹا —!"

"نہیں ماں —" دنے نے کہا۔

"آج تم نہیں کھانا —" آنندی نے کہا۔

اور دنے گورا کے منہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہاری بڑی عمر ہے دنے — میں تمہاری طرف ہی آ رہا تھا۔"

کھانے کے بعد دونوں دوست چھت پر آکر چٹائی بچھا کر بیٹھ گئے
کچھ دیر بعد خاموشی کو توڑتے ہوئے ونے نے کہا ——— "گورا ——— !
میرا دل بھر گیا ہے۔ لیکن کہے بغیر رہا بھی نہیں جائے گا۔ تصویریں یا پانی دیکھ
کر میں سمجھتا تھا کہ تیرنا آسان ہے۔ لیکن پانی کے اندر گر کر پتہ چلا ہے کہ
تیرنا کتنا مشکل ہے۔ شہد سے بھرا چھتہ جیسے پھٹنا چاہتا ہے۔ وہی حالت
میری ہے۔ نہیں جانتا تھا کہ میں سنسار کی سبھی چیزوں سے اتنا پیار کرتا
ہوں۔ جی چاہتا ہے سبھی کے لئے کچھ کروں۔ اور اپنی شکتی کو سورج کی
طرح لافانی بنا دوں۔ اس چہرے کی خوب صورتی ——— کس سے مثال
دوں اس کی۔ من اب کسی بھی طرح رکتا نہیں ——— اس پریم کے بہاؤ
کا کنارا کہیں بتا دو ——— اب کسی طرح اس میں دھنس ہی گیا تو باہر
نکلنے کی ترکیب کیا ہے؟"

گورا خاموشی کے ساتھ سنتا رہا۔ کیوں کہ ان دونوں دوستوں میں
ایسی باتیں کبھی پہلے نہیں ہوئی تھیں۔ گورا آج تک انسان کے اس جذبات
کو صرف شاعروں کا تخیل سمجھتا آیا تھا۔ لیکن آج انہیں ٹھکرا نہ سکا۔ اس
کا من بھی بےچین ہو اٹھا۔ گورا کو خاموش دیکھ کر دھیرے سے ونے پھر
بولا۔

"تم دل ہی دل میں برائی کر سکتے ہو۔ لیکن میں نے تم سے کبھی
کچھ نہیں چھپایا۔"

"ونے ——— میں کہہ نہیں سکتا کہ میں ان باتوں کو ٹھیک طرح سے سمجھ
گیا ہوں۔ آج تک یہ جذبات حقیر سے لگتے تھے۔ میں نے ان کی قوت
اور سنجیدگی کو کبھی اس طرح نہیں۔ تبھی مجھے یہ سب کچھ بےکار اور جھوٹ

لگتا تھا۔ لیکن تمہارے تجربوں کو بھلاؤں بھی کیسے ــــ" گورا کہتا گیا ــــ
"تم جس سچائی کیطرف بڑھ رہے ہو۔ میں اسکی تائید میں آگے نہ بڑھونگا۔
اِدھر سچائی ــــ اُدھر جھوٹ ــــ"

"میں اپنی زندگی مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم ادھوری ــــ!"

"شاعری سے کام نہ چلے گا۔ سچائی کے ساتھ جھوٹ نہ چل سکے گا۔
اسکی رکشا کے لئے آتم سمرپن کرنا ہی ہوگا۔ میں اپنے سماج کے تہہ کو ہی تمہاری
طرح دیکھنے کا خواہش مند ہوں۔ آج حقیقی پریم کی سچائی نے تمہیں اپنے
بس میں کر لیا ہے۔ حقیقی پریم جس دن صحیح شکل میں میرے سامنے آئے گا
اس دن میں بھی سنسار کو اور ہی روپ میں دیکھوں گا۔ تمہارا مطلب
میں کسی دن سمجھ بھی سکوں گا یا نہیں۔ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن جو پانا چاہتا
ہوں۔ اس کی مسرت کا اندازہ تمہارے جذبات و احساسات سے ہی کرنے
لگا ہوں ــــ!"

کہتا ہوا گورا اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ اور ایک لمحہ ٹھہر کر، کر یکایک بولا
"ونے ــــ تمہیں پریم کو چھوڑ کر میرا ساتھ دینا ہوگا۔ میں تمہیں اس
مہاشکتی کا درشن کراؤں گا۔ جو مجھے بلا رہی ہے۔ میں تمہیں چھوڑ نہیں
سکتا۔" ونے کو اپنی باہنوں میں جکڑتے ہوئے وہ پھر بولا۔ "ہمیں
کوئی الگ نہیں کر سکتا ہے۔"

دونوں کا دل ایک انجانی مسرتوں سے بھر گیا۔ گورا بولا۔
"میں اپنی دیوی کو جہاں دیکھ رہا ہوں وہ جگہ خوبصورتی کے
درمیان نہیں۔ وہاں تو صرف تکالیف، بدحالی اور بے عزتی ہے ــــ
وہاں تو گیت گا کر نہیں پران دیکھ پوجا کرنا ہوگا۔ دیکھو میرے دل

میں کون ڈومرو بجا رہا ہے۔" کہہ کر گورا نے وِنے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھ لیا۔

"تبھی تو کہتا ہوں کہ مجھے بہکنے مت دو۔" وِنے بولا۔

۸

"آپ سچریتا کی شادی کہیں کریں گے کہ نہیں؟" وردا سندری نے پریش بابو سے کہا۔

"کہیں لڑکا بھی تو ملے ——" ٹھہرے ہوئے لہجہ میں پریش بابو نے جواب دیا۔

"پانو بابو کے ساتھ سچریتا کے بیاہ کی بات سبھی جانتے ہیں۔"

"میرے خیال میں سچریتا پانو بابو کو پہلے کی طرح نہیں چاہتی۔"

"پانو بابو جیسے دھارمک اور ودھوان اگر اسے چاہتے ہیں تو کیا یہ اس کے لئے کم سوبھاگیہ کی بات ہے؟ آپ نے اگر اس کا دماغ آکاش پر چڑھا دیا ہے تو ور ملنا مشکل ہو جائے گا۔" وردا سندری نے کہا۔

اس دن گورا کو نشانہ بنا کر سچریتا نے ہرن بابو کو جو کچھ گرم گرم باتیں کہہ دی تھیں اس سے پریش بابو کے دل میں شک پیدا ہو گیا تھا کہ وہ اب پانو بابو کو اتنا نہیں چاہتی۔

اسی دن وردا سندری نے سچریتا کو بلا کر تنہائی میں کہا۔

"تم نے تو اپنے بابو جی کو چنتا میں ڈال دیا ہے۔"

"کیوں، میں نے کیا کیا ۔۔۔؟" سچریتا چونک اٹھی۔

"ان کے کان میں کسی طرح سے بھنک پڑی ہے کہ تم اب پانو بابو کو پسند نہیں کرتیں۔ برہم سماج کے سبھی لوگ جانتے ہیں کہ تمہاری شادی ایک طرح انکے ساتھ پکی ہو چکی ہے۔"

"میں نے تو اس بارے میں کبھی کسی سے کچھ نہیں کہا۔" وہ بولی۔

"اس دن چائے کے ٹیبل پر سچریتا کے سلوک نے پریش بابو کو حیران و ششدر کر دیا۔ اس سے پہلے انہوں نے ہرن بابو کی اتنی سیوا اور خدمت کبھی نہیں کی تھی۔

ہرن بابو نے بھی جانے سے پہلے پریش بابو کے آگے اپنی بیاہ کی تجویز رکھی کہ میں اب زیادہ دیر نہیں کر سکتا۔"

"آپ کے اصول کے مطابق اٹھارہ سال کی عمر تک سچریتا کی شادی کے لئے ٹھہرنا ہی میرا فرض ہے۔" پریش بابو نے پُر اعتماد لہجہ میں کہا۔ "میری خواہش یہی ہے کہ رشتہ طے ہو جائے۔"

پریش بابو نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

آنندی کی باتوں کو سوچتا ہوا ونے گھر پہنچا۔ اسے ایسا محسوس ہوا گویا، کسی بھاری بوجھ سے چھٹکارا پا لیا ہو۔ ششی مکھی سے شادی کو نامنظور کر کے اس نے گورا کے بندھن گویا الگ کر سکنے کا ادھیکار

پا لیا ہو۔ اپنے سماج کو چھوڑ سکنے کا گورا کا شک بھی جھوٹا ہو جائے گا۔ اور وہ بغیر کسی اڑچن کے پریش بابو کے گھر آجا سکے گا۔

ایک دن پریش بابو کے گھر جانے سے سچریتا نے ونے سے پوچھا۔
"گورا بابو سچ مچ جاتی بھید مانتے ہیں یا صرف دیش پریم دکھانے کے لیے ہی ایسا کرتے ہیں۔"

"ہمارا سماج ایک سیڑھی ہے۔ جاتی بھید یا رنگ و نسل کا فرق صرف نیچے طبقے کو اوپر اٹھانے کے لیے تھا۔ تاکہ انسانی زندگی کو ایک متعین سطح پر لایا جا سکے ــــــ ونے نے کہا۔

"میں سمجھی نہیں ــــ" سچریتا بولی ــ "سماج کے رنگ و نسل کے بھید کو کیا آپ کامیاب دیکھ رہے ہیں۔"

"دھرتی پر کامیابی مشکل ہے۔ بھارت نے جاتی بھید کی شکل میں جواب دیا ہے۔ وہ ابھی مرا نہیں ہے۔ یورپ تہذیبی قدروں کا ابھی تک کوئی صحیح جواب نہیں دے سکا ہے۔ وہاں صرف ہاتھا پائی ہو رہی ہے۔ ہندوستان کا جواب انسانی سماج میں کامیابی کا انتظار کر رہا ہے۔"

"معاف کریں، یہ سب باتیں آپ گورا بابو کی تائید میں کہہ رہے ہیں یا ان پر وشواس بھی کرتے ہیں۔" سچریتا نے شک و شبہ کا اظہار کیا۔

"گورا کی مانند میرے خیالات پختہ نہیں۔" ونے ہنسا ــــــــ
"گورا کہتا ہے کہ بڑی چیز کو چھوٹا کرنے میں ہی شک پیدا ہوتا ہے۔ کئی وجوہات سے ہم لوگوں میں خامیوں اور کمزوریوں نے گھر کر لیا ہے۔ اسی لئے ہم بھارت ورش کے صحیح مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے قاصر رہتے ہیں۔ گورا اسی لئے ہمیشہ کہتا ہے ــــ تندرست و

توانا بنو۔۔۔خود اعتمادی پیدا کرو۔۔۔"

"اچھا۔۔۔!" سچریتا نے کہا۔۔۔" کیا آپ، واقعی یقین کرتے ہیں کہ براہمن کے قدموں کی دھول سے انسان پوتر ہو جاتا ہے۔"

"ہم لوگوں کا خیال تو یہی ہے۔ اگر ہم ایسا سوچیں گے تبھی کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ نہیں تو دھرتی کا بوجھ ہی بڑھے گا۔"

پریش بابو چپ چاپ سن رہے تھے۔ وہ بولے۔

"کہہ تو نہیں سکتا، میں بھارت ورش کو کتنا جانتا ہوں، لیکن جوانی بیت گئی ہے۔ اس میں لوٹ کر کیا کوئی جا سکتا ہے۔؟ حال کا مستقبل ہی ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے۔ ماضی کی طرف ہاتھ بڑھانا کیا وقت ضائع کرنے کے برابر نہیں ہے۔

"لیکن گورا کہتا ہے۔ کوئی حقیقت ماضی ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔!" ونے نے کہا۔۔۔" لیکن گورا کو ایک عام ہندوستانی کے نکتہ نظر سے دیکھیں۔ وہ ہندو دھرم کو نہایت ہی عظیم شکل و صورت میں دیکھتا ہے۔ تھوڑی سی چھوت چھات سے مرجانے یا مرجھانے والا وہ نہیں۔"

لیکن ونے جانتا تھا کہ گورا کے کاموں میں انتہا ہے۔۔۔ ستیہ کے پرچارکوں کے من میں جو خلوص پیار اور شانتی ہونی چاہیئے، وہ اس میں نہیں ہے۔"

رات کو پلنگ پر لیٹی سچریتا نے للتا سے کہا۔

"ونے بابو مجھے بڑے اچھے لگتے ہیں۔"

"وہ صرف گورا بابو کی باتیں ہی گھما پھرا کر کرتے ہیں۔۔۔" للتا نے کہا۔

"یہ تو صحیح ہے کہ ان کے منہ پہ ہمیشہ گورا بابو کو ہی دیکھ پاتی ہوں۔"
شچریتا انجلا نے جذبات سے بولی۔
"گورا ــــ گورا ــــ ! رات دن صرف گورا ہی گورا ــــ ! مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا ــــ !" للتا بولی ــــ "ٹھیک ہے گورا بڑے اچھے آدمی ہیں۔ لیکن وہ خود بھی تو آدمی نہیں۔"
"لیکن انکی شخصیت میں کمی کیا ہے ؟"
"گویا کسی کے سر پر بھوت سوار ہو۔ اُس حالت میں مجھے اس انسان پر بھی غصہ آتا ہے۔ اور مستقبل پر بھی شردھا نہیں ہوتی۔"
"ناراض کیوں ہوتی ہو دیدی۔" گورموہن کی باتیں اصل میں ونے کی ہی باتیں ہیں۔ دونوں گہرے دوست ہیں۔ سچریتا نے کہا۔
"یہ بات نہیں ــــ !" للتا بولی ــــ "دونوں کے اصول میں مکمل اتفاق نہیں ہے۔ گورا جو چاہتا ہے۔ ونے بابو کو اس پر عمل کرنا ہوگا"
اسی وقت دیدی دیدی کہتا ہوا ستیش آگیا۔ اور دونوں اس کی باتوں میں الجھ گئیں۔

۱۰

علی الصبح گورا لکھنے ہی بیٹھا تھا کہ ونے نے اچانک ہی آکر کہا۔
"میں اس دن پریش بابو کی لڑکیوں کو سرکس دکھانے کو لے گیا تھا ــــ"

"اونا تھ سے سن چکا ہوں۔" گورا نے کہا۔

اسی وقت ماہم داخل ہوا۔ پان کی گلوری ونے کی طرف وہ بڑھاتے ہوئے بولا۔

"اب، تمہارے چاچا کے ہاتھ کی چٹھی آنے کی دیر ہے۔ وہ ملتے ہی میں مطمئن ہو جاؤں گا۔"

ونے کو اس وقت شادی کا تذکرہ ناگوار گذرا۔ وہ بولا — "چاچا کے پاس تو ابھی چٹھی بھیجی بھی نہیں۔"

ونے کی باتوں سے گورا سمجھ گیا کہ اس کے دل میں کوئی زبردست تبدیلی ہو چکی ہے۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ آج کل ونے بابو پریش بابو کے گھر زیادہ آنے جانے لگے ہیں۔ وہ بولا۔

"ونے — ! بھائی صاحب سے وعدہ کر کے بھی انہیں کیوں پریشانی میں ڈال رہے ہو۔"

"میں نے وعدہ کیا ہے یا مجھ سے وعدہ لیا گیا ہے۔" یکایک ترش لہجہ میں ونے نے کہا۔

"کس نے —؟" گورا بولا۔

"تم نے —" ونے نے کہا۔

"تو اپنی بات پھیر لی —" گورا اٹھ کھڑا ہوا — اور ماہم کو پکار کر بولا — "میں شروع سے ہی کہتا تھا کہ ششی مکھی کے ساتھ ونے کا بیاہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے میرے ذریعہ ونے سے فرمائش کیوں کی۔"

"سوچا تھا، اس طرح کام ہو جائے گا۔" ماہم نے کہا۔

"میں ان باتوں میں نہیں رہتا۔" اور لال آنکھیں کئے گورا

باہر چلا گیا۔ ونے بھی چلتا بنا اور ماہم سکتے کے عالم میں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔

دوپہر کو اچانک ونے آنندئی کے پاس آبیٹھا اور یکایک بولا۔
"میں ششی مکھی سے بیاہ کے بارے میں جو کچھ بھی گورا سے کہا۔ اس کا کچھ بھی مطلب نہیں۔ ششی مکھی سے بیاہ کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہی کہنے میں آیا ہوں۔"
جب تک جھگڑا انہیں ٹلتا دوسرے جھنجھٹ میں مت پڑو — ! بیاہ گڈیوں کا کھیل نہیں ہے۔" آنندئی نے کہا۔
لیکن ونے نے ماہم کے پاس جاکر بھی اپنی بات دہرا دی۔ دوسرے دن ماہم گورا کے پاس ونے کی بات لیکر گیا۔ اور اس نے بھی بنا کسی حیل وحجت کے حامی بھردی۔ کیوں کہ اس نے سوچا جہاں شک وشبہ ہو وہاں پہرہ رہنا ہی چاہیئے۔ گورا نے یہ بھی سوچا کہ اگر میں پریش بابو کے گھر برابر آیا جایا کروں گا تو ونے پر قابو پا سکوں گا۔
جھگڑے کے دوسرے دن ہی گورا ونے کے گھر جا پہنچا۔ ونے کو اسے دیکھ کر تو تعجب ہوا ہی — اب گورا نے آتے ہی پریش بابو کی لڑکیوں کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ تو وہ اور بھی متعجب ہوا۔
گھر واپس آکر بھی گورا ان لڑکیوں کو اپنے دل ودماغ سے نہ اتار سکا۔ پہلے کبھی بھی عورتوں نے اس کے دل میں جگہ نہ پائی تھی۔ دوسرے دن جب ونے نے گورا سے پریش بابو کے گھر چلنے کی بات کی تو وہ فوراً رضامند ہو گیا۔
شام ڈھلے دونوں دوست پریش بابو کے گھر پہنچے۔ ہرن بابو

اپنا ایک انگریزی مضمون پریش بابو کی مدد سے سچریتا کو سنا رہے تھے چونکہ کر سچریتا نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔ اس وقت ہرن بابو کی موجودگی اسے بُری لگی۔ لیکن گورا کا دل ہرن بابو سے بحث کرنے کے لئے پھڑک اٹھا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بحث چھڑ گئی۔

تذکرہ تھا کلکتہ کے نزدیکی ضلع کے مجسٹریٹ پر بڈلا کے جنم دن پر پریش بابو کی لڑکیوں کی طرف سے کئے جانے والے ڈرامے کی تقریب میں گورا بھی آئے گا یا نہیں، گورا کے انکار کرنے پر ہی ایک تیز طرار بحث بنگالی سماج میں پردے اور انگریزی کے ساتھ سماجک بندھنوں کو لے کر چھڑ گئی۔

"ہم لوگ ہی بُرے ہیں جو انگریزوں سے ملنے کے قابل نہیں رہے" ہرن بابو بولے۔

"پھر تو غیر مہذب ہونے کے ناطے انگریزوں سے ملنا باعثِ شرم بات ہے۔" گورا بولا۔

ہرن بابو بھڑک اٹھے۔ سچریتا اس وقت پنکھے کی آڑ سے ٹکٹکی باندھے گورا کو تاک رہی تھی۔ سچریتا کو لگ رہا تھا کہ گورا جو کچھ بھی کہہ رہا تھا اس میں کسی بھی قسم کی کمزوری، کمی یا خامی نہیں ہے۔ بلکہ سبھی کچھ عزم و استقلال سے کہہ رہا ہے۔ انسان کے ساتھ انسانی روح کا کیا تعلق ہے اس کا خیال آتے ہی وہ خود میں کھو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئی۔

ہرن بابو سچریتا کے جذبات تاڑ گئے تھے، اس لئے ان کی دلیلوں میں زور نہیں رہا تھا۔ وہ پریشان ہو کر اٹھے اور سچریتا سے بولے۔

"سچریتا ـــ ذرا اس کمرے میں آؤ ـــ تم سے بات کرنی ہے۔"
سچریتا یکایک چونکی ـــ گورا اور ونے کے سامنے ہرن بابو کے اس انداز سے پکارنا اسے اپنا اپمان لگا۔ وہ بولی۔
"بابو جی کو آنے دیجئے، سن لوں گی۔"
"اچھا تو ہم جاتے ہیں۔" اٹھتے ہوئے ونے بولا۔
"نہیں ـــ! بابو جی نے آپ لوگوں کو ٹھہرنے کے لئے کہا ہے۔" سچریتا نے جھٹ سے جواب دیا۔
"پھر تو میں لمحہ بھر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔" نہ چاہتے ہوئے بھی غصہ سے بھرے ہرن بابو چلے گئے۔
سچریتا شرم و حیا سے سکڑی بیٹھی رہی۔
گورا نے غور سے سچریتا کا چہرہ دیکھا اور دیکھتا رہ گیا۔
کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد سرکاری نوکریوں میں ناانصافی پر باتیں ہوتی رہیں۔ یکایک کسی دلچسپ بات پر گورا قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ سچریتا حیران رہ گئی ـــ شاید وہ یہ جانتی تھی کہ لوگ بڑی بڑی باتیں سوچتے ہیں۔ وہ جو کھل کر ہنس بھی نہیں سکتے۔
سچریتا اگرچہ بات چیت میں خاموش رہی لیکن اس کے چہرے کے جذبات و تاثرات سے گورا اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے دل میں مسرت کی کلیاں چٹکنے لگیں۔ بلکہ وہ سچریتا سے مخاطب ہو کر بولا۔
"اگر ہمارے خیالات مہذب انگریزوں کی تہذیب نہ اپنا سکے، نہ ہو سکے تو ہم ہرگز طاقت حاصل نہ کر سکیں گے۔ یہ بھول ہے۔ آپ سے میری فرمائش ہے کہ آپ ہندوستان کا دل ٹٹول کر دیکھیں،

اسکی برائیوں اور اچھائیوں میں رہ کر ہی دکھائی دینے والی خامیوں کو دور کریں۔ عیسائیت سے متاثر لوگوں سے مل کر آپ ہندو من کی بھاؤنائیں نہ سمجھ سکیں گی ـــــ!"

سچریتا کے دل میں ہیجان و اضطراب کا طوفان ہلورے لینے لگا۔ وہ ہچکچاہٹ کو بالائے طاق رکھ کر بولی۔

"میں دیش کی بات اس طور پر کبھی نہیں سوچی تھی۔ لیکن دھرم کیا الگ موضوع نہیں۔"

گورا کو یہ سوال بہت ہی لگا۔ وہ بولا ـــــ "جس دھرم کو آپ دیش سے الگ سمجھتی ہیں اس کی اصلیت دیش کے اندر داخل ہو کر ہی جان سکتی ہیں ـــــ میں کہتا ہوں کہ بھارت کے کھلے جھروکے سے آپ سورج کو بآسانی دیکھ سکتی ہیں، اس کے لئے سمندر پار جا کر عیسائی گرجے میں جا کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں ـــــ دوسرے دوسرے دیشوں میں ایشور کو ایک حد میں روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جبکہ بھارت ایشور کو آتما کی شکل میں دیکھتا ہوا بھی اس کو سر دپر ہی نہیں مانتا۔"

سچریتا کا دل ٹٹول کر گورا پھر بولا ـــــ "کٹیا چاری لوگوں کی بھاؤناؤں سے آپ میری ہندو دھرم کی باتیں نہ سمجھیں۔ ہندوستان کے مختلف بیوپاروں میں ایک عجیب یکسانیت دیکھتا ہوں۔ میں اس یکسانیت کی خوشی میں ہی پاگل ہوں۔ اسی لئے مجھے بالکل اجڈ گنوار اور جاہل ہندوستانیوں میں بیٹھنے میں کبھی ہچکچاہٹ نہیں ہیں تمام ہندوستانیوں کے ساتھ ایک ہوں ـــــ اور سبھی میرے اپنے ہیں ـــــ!"

اسی وقت پریش بابو بھی خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ واپس آگئے۔ للتا اور ستیش گورا کو دیکھتے ہی ٹھٹھک گئے۔ اور لاوینہ لٹے پاؤں لوٹ گئی۔

"معلوم ہوتا ہے ہرن بابو چلے گئے"۔ پریش بابو نے پوچھا۔

سچریتا خاموش رہی ——— جواب ونے نے دیا ——— "وہ نہیں ٹھہر سکے ——— !"

"اب ہم بھی چلتے ہیں ——— "گورا نے اٹھ کر پریش بابو کو پرنام کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ اور ونے چلنے لگے۔ لیکن وردا سندری نے گورا سے اصرار کر کے ونے کو نہ جانے دیا۔

للتا نے کہا۔

"ماں، تم نے ڈرامے میں پارٹ کرنے کے لئے ونے بابو کو بے کار ہی ساتھ کر لیا۔ پہلے ان کے دوست کو تو راضی کر لیتیں۔"

"دوست کو راضی کرنے کی بات نہیں ہے ———" ونے بولا۔ "نہ تو میں نے کبھی ڈرامے میں پارٹ کیا ہے ——— ! اور نہ مجھ میں اتنی قابلیت ہے۔"

"اس کے لئے آپ فکر نہ کریں ——— !" وردا سندری نے کہا۔ "مجسٹریٹ کے جنم دن پر ہونے والے ڈرامے میں ایک آدمی کم ہو گیا ہے۔ میں ایکو پارٹ یاد کرا کے سب کچھ ٹھیک کر لونگی۔"

ادناش اور اپنے شاگرد دوستوں کو دیکھ کر گورا چھت سے نیچے اُتر آیا ـــــ اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ اب وہ پریش بابو کے گھر کبھی نہ جائے گا۔ اور ان تذکروں کو ختم کرنے کے لئے کچھ دن ونے سے بھی ملاقات نہ کرے گا۔ بس جب نیچے پہنچ کر یہ فیصلہ ہوا کہ گورا اپنے دوستوں کے ساتھ پیدیا ترا کے لئے گرانٹر ٹرینگ پر نکلے گا تو اسکا دل انتہائی خوش ہوا۔

گورا کپڑوں کی چھوٹی سی پوٹلی کمر پر باندھے ماں کے پاس جاکر بولا ـــــ " ماں، میں کچھ دن باہر گھومنے جا رہا ہوں ـــــ ! میں پراتھنا کرتا ہوں کہ مجھے روکنا مت ہیں نہ تو سنیاسی ہو جاؤں گا اور نہ ہی زیادہ دن تم سے الگ رہوں۔"

" کیا ونے بھی جائے گا ؟" آنندئی نے خوش ہو کر پوچھا۔

" وہ نہیں جائے گا۔ اگر تم ماں کے دل کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ونے کو میرا محافظ یا سرپرست سمجھتی ہو تو یہ تمہاری بھول ہے۔"

آنندئی سے آشیرواد لیکر گورا نے جونہی سڑک پر قدم رکھا۔ ونے گلاب کا پھول ہاتھ میں لئے آدھمکا۔

" تمہارے درشن سے یاترا شبھ ہوگی یا اشبھ ـــــ ؟" گورا نے پوچھا۔

" تم کہیں جا رہے ہو ــــ ؟ کہاں ــــ ؟" ونے نے پوچھا۔
" ماں سے سب پتہ چل جائے گا ــــ " کہہ کر گورا تیزی سے چل دیا۔

ونے نے اندر جا کر پھول آنندمئی کے چرنوں میں رکھ دیئے۔ پھر ان میں گورا کے بلا مقصد گھومنے پھرنے کی بات چیت ہوتی رہی ــــ ونے نے گورا کے ساتھ پریش بابو کے گھر جانے کی بات بھی کہہ سنائی۔ ونے کے چلے جانے کے بعد آنندمئی جانے کیا کیا سوچنے لگی۔ وہ بھگوان سے بار بار پرارتھنا کرنے لگی ــــ گورا کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور ونے سے اس کے الگ ہونے کی کوئی وجہ نہ بنے۔

اس دن شام کو جب ونے پریش بابو کے گھر پہنچا تو ستیش للتا کے پاس بیٹھا اسکول کا سبق یاد کر رہا تھا۔ ونے نے للتا کی طرف دیکھ کر کہا۔

" لال رنگ تو جنگ کی نشانی ہے۔ اس لئے دوستی کا پھول تو سفید ہونا چاہیئے۔" اپنی چادر کے کنارے سے سفید پھولوں کا گچھا نکال کر للتا کے سامنے رکھتے ہوئے ونے نے پھر کہا۔

" آپ کے دونوں پھول کتنے ہی خوب صورت کیوں نہ ہوں پھر بھی یہ پھول شانتی اور نمرتا کی نشانی آپ کے سامنے موجود ہیں۔"

" میرے پھول کیسے کہہ رہے ہیں ــــ !" للتا کے چہرے پر گرم گرم خون کی لہر دوڑ گئی۔

" للتا بہن نے ہی تو اس دن مجھے پھول آپ کو دینے کے لئے کہا تھا ــــ " ستیش بولا۔

"بے وقوف ——!" للتا نے ستیش کی کمر پر دھول جماتے ہوئے کہا —— تو ہی تو تصویروں کے بدلے انہیں پھول دینا چاہتا تھا۔"

"لیکن کہا تو تم نے ہی تھا ——" بے ساختہ ستیش بولا۔

"خیر، اس جھگڑے کو سلجھاؤ کے لئے میں یہ پھول آپ کو ....."

ونے بولا۔

"کیسا جھگڑا اور کیسا سلجھاؤ ——!" للتا بولی

"واہ خوب ——! سیپی میں چاندی کا سراب نہیں بلکہ سیپی بذاتِ خود سراب ہے۔

"اچھا ——! اب سنائیں کہ مجسٹریٹ کے یہاں اداکاری کی بات ہی کیا ....."

"وہ سچ ہے ——!" للتا نے کہا —— آپ یہ سمجھیں کہ اسی کے لئے ہی میں نے جھگڑا کر کے آپ سے منظوری لی ہے۔ اور احسان مند ہو گئی ہوں۔ اگر نامناسب جان پڑتا تو آپ اسے منظور ہی کیوں کرتے؟"

کہتی ہوئی للتا چلی گئی ——! وہ ونے کے سامنے ہار تسلیم کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اور سچریتا ونے کی آنکھی بات سن کر بار بار چونک پڑتی کہ شاید دیگر دنوں کی طرح آج بھی گورا اس کے پیچھے پیچھے آجائے ——! گورا کے نہ آنے کے شک سے سچریتا کو تکلیف بھی پہنچ رہی تھی۔ وہ ونے سے ادھر اُدھر کی باتیں کرتی رہی۔

تبھی ہرن بابو نے آکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کہئے ونے بابو ——! آپ کے گورا موہن نہیں آئے؟"

"وہ آجکل کلکتہ میں نہیں ہیں ——" ناراضگی کے انداز میں ونے بولا۔

"کہیں دھرم پرچار کے لئے گئے ہیں کیا ـــــ؟" ہرن بابو نے دوبارہ پوچھا۔

غصہ میں بھرا ونے خاموش رہا۔ سچریتا چپ چاپ اٹھ گئی۔

"سچریتا ـــ! تم سے ایک بات کہنی ہے ـــ" سچریتا کے پیچھے جاتے ہوئے ہرن بابو نے کہا۔

"آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ـــــ!" کہتے ہوئے سچریتا نے اپنی خواب گاہ میں جاکر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

تبھی للتا نے پہنچ کر سچریتا کو وہاں سے نکالا ـــــ! اور ونے کے پاس بھیجا۔ سچریتا ونے سے بولی۔

"بابوجی گھومنے گئے ہیں اور ماتاجی ڈرامے کی کویتا یاد کرانے کے لئے لاوینہ اور للتا کے ساتھ ماسٹر کے یہاں گئی ہیں۔ آج آپ کا بھی امتحان لیا جائے گا۔"

"کیا آپ اس میں نہیں ہیں ـــ؟" ونے نے پوچھا۔

"پھر ڈرامہ دیکھے گا کون ـــــ؟" سچریتا نے کہا۔

آج سچریتا نے چاہتے ہوئے بھی گورا کی بات نہ چھیڑی۔ للتا کے سلوک سے چڑ کر ونے بھی خاموش رہا۔

اسی وقت وروا سندری بھی آگئی ـــ اور ونے کو اداکاری کی تعلیم دینے کے لئے اندر لے گئی۔ اسی وقت ٹیبل پر رکھے ونے والے پھول غائب ہو گئے۔ ریہرسل میں للتا غیر حاضر رہی۔ اور سچریتا بھی منہ پہ ہاتھ رکھے سوچتی رہی۔ اس کے دل میں آرہا تھا۔

"یہ زندگی بے کار ہے ـــــ! حقیقت پسندی میں کڑی پریشانیاں"

ہیں۔ قدم قدم پر کانٹے دامن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اس حالت میں میں زندگی کا دامن بچا کر منزل تک پہنچ سکوں ـــــ! کہہ نہیں ـــــ! میرا دل کانپ رہا ہے ـــــ پاؤں کیوں لرز رہے ہیں ـــــ؟"

سچریتا اب پوجا میں زیادہ دل لگانے لگی۔ ایک دن وہ بڑھتے ہوئے پریش بابو کے پاس جا کر بولی۔

"بابو جی ـــــ! مجھے آپ پہلے کی طرح کیوں نہیں پڑھاتے خود کچھ بھی نہیں سمجھ پاتی ـــــ؟"

"تو میں کل سے پڑھاؤں گا۔" انہوں نے کہا۔

"میں یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ ہم لوگ جاتی بھید کی کیوں برائی کرتے ہیں ـــــ؟ سچریتا نے پوچھا۔

"اگر ایک بلی ہمارے ساتھ تھالی میں بیٹھ کر کھالے تو اسے کچھ دوش نہیں دیا جا سکتا۔ جبکہ کوئی انسان ہمارے رسوئی گھر میں گھس آئے تو کھانے کو ناپاک سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ انسان کے ذریعہ انسان کا اس قدر اپمان ادھرم نہیں تو اور کیا ہے۔ ایسا سماج کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔"

"سماجک حالت کو دیکھتے ہوئے کیا حقائق کو بھی جھٹلانا چاہیئے۔" سچریتا نے گورا کی باتوں کو یاد کر کے پوچھا۔

"حقیقت کے سامنے تخیل سے کیسے نباہ کیا جا سکتا ہے ــــ!"
"سب کو ایک نظر سے دیکھنا ہی تو ہمارے دیش کا پرم دھرم ہے ــــ"
"ایک نظر سے دیکھنا گیان کی بات ہے ــــ" پریش بابو بولے۔ ــــ دل کی نہیں ــــ لیکن انسانی دل ایک جگہ ٹھہر کر نہیں رہتا تبھی تو نیچ جاتیوں کو مندر میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔"
گورا سے ہوئی بات کے نتیجہ کے طور پر ذہنی انتشار کو دور کرنے کے لئے سچریتا نے یہ تذکرہ چھیڑا تھا ــــ اسے قدرے سکون حاصل ہوا۔ وہ بولی۔
"بابوجی ــــ! پوجا کے وقت آج مجھے بھی ساتھ لے لیجئے گا۔" اور وہ اپنے سونے کے کمرے میں چلی گئی۔
چمکتا ہوا گورا کا چہرہ اس کے ذہن کے پردے پر رقص کرتا رہا اسے لگا کہ گورا کی باتیں کوری ہی نہیں ہیں بلکہ ان میں زندگی ہے۔ رنگ اور روپ ہے ــــ گورا کے دل میں اعتماد ہے ــــ پیار کا جذبہ پنپ رہا ہے اس کے رگ و ریشے میں۔ وہ مکمل انسان ہے اور انسان بھی معمولی نہیں ــــ اسے اپنے سامنے سے ہٹانے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھ سکتا۔
سچریتا کا دل بھر آیا آنکھیں چھلچھلا اٹھیں۔ کوئی شخص اسے تذبذب میں ڈال کر خود غیر مانوس سا بن کر دور چلا جا رہا ہے۔
ادھر للتا کی حالت عجیب تھی۔ ونے بغیر کسی کی مدد کے اتنی اچھی اداکاری کر سکے گا۔ یہ دیکھ کر خوشی کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں رشک

کا جذبہ بھی پیدا ہو رہا تھا۔ وہ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی کہ آخر وہ ونے کے بارے میں چاہتی کیا ہے ــــ پہلے جس پارٹ کے لئے اس نے خود ونے کو اکسایا تھا۔ اب وہ خود اسے اس سے الگ کر دینے کے لئے بیقرار ہونے لگی۔ لیکن وہ کوئی ترکیب نہ سوچ پائی۔ اور آخر میں اپنی ماں سے بولی ــــ

"ڈرامے میں میں حصہ نہ لے سکوں گی ــ!"

"کیوں ــــ؟" وردا سندری نے مختصر سا سوال کیا۔

"مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکے گا ــــ" للتا نے کہا۔

وردا سندری پر تو جیسے بجلی گر پڑی۔

وہ پریش بابو کی شرن میں جا گری۔ لڑکیوں کے کاموں میں اپنے سبھاؤ کے خلاف پریش بابو نے وقت کی نزاکت کا احساس کر کے للتا سے کہا ــــ "تمہارا اس وقت انکار کرنا بہت انیائے ہوگا ــــ اگر تمہاری آن کو چوٹ بھی پہنچے، تب بھی تمہیں اپنے موجودہ فرض کو پورا کرنا تمہارا فرض ہے۔"

للتا نے منظور کر لیا اور اس دن دل میں اٹھتے ہوئے طوفان کو دبائے وہ ونے کے سامنے اداکاری کرنے کو تیار ہو گئی۔ ونے بھی للتا کے گلے کی آواز اور لب و لہجہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اسکی نظروں میں للتا کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی۔ ایک دن ونے نے وردا سندری کے سامنے للتا کی بہت تعریف کی۔ نتیجہ کے طور پر للتا کی شردھا بھی ونے کے تئیں دوگنی ہو گئی۔ اور دونوں آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے قریب آتے گئے۔

اس تبدیلی سے ونے بہت زیادہ خوش ہوا اور آنندی کے پاس جاکر بچپن کی باتیں کرنے لگا۔ سچریتا سے بھی ونے باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے درشن ہی نہ ہوتے۔ للتا اب ونے کی باتیں زیادہ سنجیدگی سے سنتی۔ ونے صاف صاف کچھ بھی نہیں کہہ پاتا۔

للتا کئی بار سچریتا سے ملاقات کرنے گئی۔ لیکن ہر بار اس نے اس کے دل کی گہرائیوں کی گھٹن اور رکاوٹ کا احساس کیا۔ نتیجہ کے طور پر وہ دل مسوس کر رہ گئی۔ اور واپس لوٹ آئی۔ للتا نے پریش بابو کی شکایت کی اور سچریتا کو بھی ڈرامے میں پارٹ کرنے کو کہا —— پریش بابو کے کہنے سے سچریتا تیار بھی ہو گئی۔

گورا کی غیر موجودگی میں ونے جیسے جیسے اپنے آپ کو پریش بابو کے خاندان کے نزدیک لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ویسے ویسے ہی سچریتا اس سے دور ہوتی گئی۔ للتا نے بھی تبدیلی محسوس کی۔ لیکن خاموش رہی ——

سچریتا کو ڈرامے میں شامل دیکھ کر ہرن بابو بہت ہی خوش ہوئے۔ انہی ناموزوں حالات میں ہرن بابو نے پریش بابو کے سامنے سچریتا کا رشتہ طے کر دینے کی تجویز رکھی۔

پریش بابو نے کہا۔

"میں سچریتا سے پوچھ کر جواب دوں گا ——!"

"اس نے تو پہلے ہی منظوری دے دی ہے ——!" ہرن بابو نے کہا۔

پریش بابو کے دل میں سچریتا کی دلی کیفیت کے بارے میں

شک تھا۔ اس لئے انہوں نے اسے وہیں بلا کر ہرن بابو کے سامنے ہی اس کی مرضی جاننا چاہا۔

سچر پتا تذبذب سے چھٹکارہ چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے فوراً منظوری دے دی۔ آخر میں یہی فیصلہ ہوا کہ براڈلے صاحب کی دعوت سے فارغ ہو کر سب کی موجودگی میں اس رشتہ کو پکا کر دیا جائیگا۔

ہرن بابو جس اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ آج ڈاک سے سچر پتا کو اس کی ایک کاپی ملی۔ اس میں پرانے خیالات کے پاگل نے عنوان سے ایک مضمون چھپا تھا ــــ مضمون براہ راست کسی سے متعلق نہیں تھا۔ اس کے باوجود سچر پتا کو یہ اندازہ لگاتے دیر نہ لگی کہ اس حملہ کا نشانہ صرف گورا ہی ہے۔ اس لئے یہ مضمون ان کے لئے ناقابلِ برداشت تھا۔ اس نے دل ہی دل میں کہا

"گورا بابو چاہیں تو اس مضمون کو مٹی میں ملا سکتے ہیں ــــ اور گورا کی دلکش شبیہہ وصورت سچر پتا کی آنکھوں میں رقص کرنے لگی۔ گورا کی پرکشش اور سنجیدہ آواز اس کے دل میں بے اختیار گونجنے لگی۔ سچر پتا نے اس اخبار کو اٹھا کر زمین پر پھینک دیا۔

آج بہت دنوں کے بعد سچر پتا خود ہی ونے کے پاس جا پہنچی۔ اور بولی ــــ "جن اخبارات میں آپ لوگوں کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ انہیں دینے کا وچن دیا تھا آپ نے ــــ! لیکن ابھی تک دیئے نہیں ــــ!"

"کل ہی آپ کو لا دوں گا ــــ" ونے نے جواب دیا۔

"دوسرے دن ونے نے اخبارات و رسائل کے ڈھیر لا کر سچر پتا کے

کے سامنے رکھ دیا —— پڑھنے کے بجائے سچریتا نے انہیں صندوق میں، میں بند کر کے رکھ دیا۔ چاہتے ہوئے بھی وہ پڑھ نہ سکی۔ کیونکہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے دل کو کسی بھی طرح بہکنے نہ دے گی۔

اتوار کو علی الصبح آنندی پان لگا رہی تھی، کہ ونے اس کے پاس آپہنچا۔ آنندئی نے کہا۔

"ونے کل گورا کا خط آیا تھا ——"

"کیا لکھا ہے —— !" ونے نے پوچھا۔

"دیش کے چھوٹے چھوٹے لوگوں کا حال ہی خاص طور پر لکھا ہے۔" آنندئی نے جواب دیا —— "دھول پاڑہ نامی گاؤں میں مجسٹریٹ نے کیسے کیسے ظلم ڈھائے ہیں۔ کچھ ان کا بھی تذکرہ ہے۔"

"گورا کو دوسروں کا بھی دھیان رہتا ہے —— ! اپنے مظالم کو بھلنے ہی ہم لوگ انصاف مانتے ہیں —— !" ونے نے کہا۔

آنندئی کو ہنسی آ گئی۔

"تم ہنس رہی ہو ماں —— ؟" ونے بولا —— "میرے قصہ کی وجہ تو سنو —— اس دن میں نے جودھپور اسٹیشن پر دیکھا کہ ایک بنگالی بابو اپنی بیوی کے ساتھ صاحبی ٹھاٹھ میں اترے۔ پانی برس رہا تھا بیچاری عورت تو بچے کے سمیت پانی میں بھیگتی رہی۔ اور وہ صاحب

چھنری لگائے قلیوں کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر بین نے عہد کیا کہ عورت کو دیوی یا لکشمی کہہ کر تخیلی پرستش سے ہوائی قلعے کبھی تعمیر نہیں کروں گا۔ دیش کی عورتیں کتنی شکتی شالی ہیں۔ اس بات پر ہم نے کبھی دھیان نہیں دیا۔ لیکن اب اور اس حالت کو برداشت نہیں کروں گا۔" کہہ کر ونے انتہائی جوش سے بھرا چلا گیا۔

آنندئی نے ماہم کو بلا کر کہا ــــ "ہماری ششی مکھی کی شادی ونے کے ساتھ نہ ہو سکے گی ــــ یہ رشتہ آخر تک نہ ٹک سکیگا۔"

"گورا اور ونے دونوں تیار ہو گئے ہیں ــــ پھر کیوں نہ ٹکے گا۔ ہاں ــــ! اگر تم نے اجازت نہ دی تو ونے کبھی شادی نہیں کرے گا۔" ماہم بولا۔

"ونے کی چنتا میں جانتی ہوں ــــ گورا ابھی نہیں جانتا ــــ یہی سوچ کر میں شادی کی اجازت نہیں دے سکتی۔"

"دیکھا جائے گا ــــ" کہہ کر منہ میں پان کی گلوری دبایا اور بگڑتا ہوا ماہم چلا گیا۔

دورے کے دوران میں کلکتہ سے باہر نکل کر گورا نے پہلی بار دیکھا کہ تعلیم یافتہ سماج کے باہر ہمارا دیش کیسا ہے۔ ہندوستان کے زیادہ تر دیہاتوں میں ــــ جہالت ــــ افلاس ــــ غریبی ــــ

بدحالی ـــــــ نے کس طرح جنتا کو اپنے چنگل میں پکڑ رکھا ہے۔ سماجک کام کرنے کے لئے کن کن رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی اسے معلوم ہو گیا کہ دیہاتیوں کے درمیان رہے بغیر ان باتوں کو کبھی نہیں جانا جا سکتا۔

ایک بار گورا جس گاؤں میں ٹھہرا تھا۔ اس کے ایک محلے میں آگ لگ گئی، لیکن گاؤں والے چیخ چلا رہے ہیں۔ ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ لیکن آگ بجھانے کی کوشش کوئی نہیں کر رہا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا گھر جل کر راکھ ہو گیا۔ گاؤں کے پاس کوئی تالاب یا کنواں بھی نہ تھا۔ عورتوں کو بھی گھر کے کاموں کے لئے پانی بہت دور سے لانا پڑتا تھا۔ لیکن تھوڑا سا خرچ کر کے گاؤں کے پاس کنواں کھود لینے کی طرف کسی نے دھیان نہیں دیا تھا۔

گورا کو اس وقت تو اور بھی تعجب ہوا کہ جب اس کی یاترا کے ساتویں دن بھی اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور نہ کیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ چھوٹے لوگوں میں تو ایسا ہوتا ہی ہے۔ ان کے لئے چنتا کرنا بے کار ہے۔ دھیرے دھیرے اس کے سبھی ساتھی کھسک گئے

اس کے بعد گورا اپنے آخری ساتھی رمایتی کے ساتھ ندی کے پاس کی ریتیلی بھومی میں بسی ایک مسلم بستی میں جا پہنچا۔ ساری بستی میں صرف ایک ہی ہندو نائی کا گھر تھا۔ لیکن اس نائی کی عورت نے بھی ایک مسلمان لڑکا پال رکھا تھا۔ گورا نے جب اس ادھرم کے لئے اس نائی کو دھتکارا تو وہ بولا۔

" پنڈت جی! ہم لوگ جسے ہری کہتے ہیں ـــــ اسے یہ لوگ

اللہ کہتے ہیں۔ پھر بھید بھاؤ کیسا ۔۔۔ ؟"

"کیا اس لڑکے کے ماں باپ نہیں ۔۔۔ ؟ گورا نے پوچھا۔

"ہیں تو سہی ۔۔۔! وہ لوگ نیل کے صاحب کے ٹھیکیداری میں رہتے ہیں. گاؤں کے سب باشندوں نے تو صاحب کی غلامی قبول کر لی ہے۔ لیکن اللہ پور نامی گاؤں کے مسلح باشندوں نے اسے قبول نہ کیا۔ ان کا سردار پھیرو میاں بڑا نڈر شخص ہے۔ وہ کئی بار پولیس کے ساتھ مار پیٹ کرنے کے قصور میں جیل کاٹ آیا ہے۔ اس کے گھر کبھی اتفاق ہی سے چولہا جلتا ہے۔ اس گاؤں پر پولیس کا قہر برس رہا ہے۔ عورت کی عصمت و عفت تک محفوظ نہیں۔ پھیرو اور دوسرے سارے آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں ۔۔۔! پھیرو کا اکلوتا لڑکا میری بہن کو گاؤں کے رشتہ سے موسی کہتا ہے۔ اس لئے یہ اسے بھوکا دیکھ کر اپنے گھر لے آئی ہے ۔۔۔!"

نائی اور بھی پولیس کے اتیا چاروں کی کہانی سناتا رہا ۔۔۔ اس کی بات ختم کرنے پر گورا نے پوچھا ۔۔۔

"یہاں سے ہندوؤں کا گاؤں کتنا دور ہے ۔۔۔ ؟"

"تین میل پر ۔۔۔! جہاں نیل کی کوٹھی ہے ۔۔۔! وہاں ایک کائستھ تحصیلدار منگل پرشاد رہتا ہے ۔۔۔" نائی نے کہا ۔۔۔ "وہ ساکھشات یم دوت ہے۔ اتنا ظالم اور چالاک شخص میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ وہ پولیس کے داروغہ کو کئی دنوں سے اپنے گھر ٹھہرائے ہوا ہے۔

"اچھا ۔۔۔! میں کھانا کھا کر یہاں آؤں گا ۔۔۔" گورا

نے کہا۔

کڑکتی دھوپ اور گرم ریت میں چلتے ہوئے جب انہیں وہ جگہ دکھائی دی تو گورا نے رماپتی سے کہا۔

"تم وہاں جاکر کھاؤ پیو ——— میں نائی کے گھر جارہا ہو ——— ہو سکتا ہے کہ مجھے کچھ دن وہاں رکنا پڑے ——— ! ہاں ——— !تمہیں وہاں ٹھہرنا آسان نہ ہوگا ——— !

رماپتی حیران رہ گیا ——— وہ سوچنے لگا ——— "کیا گورا برت رکھے گا ——— ؟" اس نے دیکھا کہ گورا تپتی ریت پر اکیلا ہی کوٹا جارہا ہے ———

بھوک سے بیتاب ہونے پر بھی گورا ظالم منگل پرشاد کے یہاں کھانا نہیں کھانا چاہتا تھا۔ وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا ———

ہندوستان میں پوترتا کا ڈھونگ اصل میں ادھرم ہے۔ کیا مسلموں پر اتیاچار کرنے سے میری قوم بچ گئی ——— ؟ کیا جس نے ان کی تکالیف برداشت کرکے بھی ایک مسلم لڑکے کی جان بچائی ہے۔ اس کے یہاں کھانے سے دھرم نشٹ ہوجائے گا ——— !"

گورا کو اکیلے ہی لوٹتے دیکھ کر نائی حیران رہ گیا ——— نائی کے لوٹے کو پہلے اچھی طرح سے مانجھ دھو کر گورا نے جی بھر کے کنوئیں سے پانی پیا۔ اور پھر نائی سے بولا۔

"تمہارے گھر میں کچھ دال چاول ہو تو دے دو ——— بنا کر کھا لوں گا ——— "

کھانے کے بعد گورا بولا ——— "تمہارے گھر میں دو چار دن

ٹھہروں گا۔

"میری خوش قسمتی ـــــ لیکن آپ کے یہاں رہنے سے پولیس وغیرہ کوئی بکھیڑا نہ کھڑا کردے۔" نائی بولا۔

"اگر پولیس کوئی ظلم کرے گی تو میں تمہاری مدد کروں گا۔" گورا بولا۔

"پولیس والے سمجھیں گے کہ میں نے ان کے خلاف گواہ بنا کر آپ کو یہاں رکھ لیا ہے۔ اس حالت میں وہ مجھے بھی یہاں نہ رہنے دیں گے۔ اگر میں اکیلا آدمی بھی اس گاؤں سے چلا گیا تو یہ برباد ہو جائے گا۔ یہاں رہ کر آپ کی دخل اندازی ہمیں اور مصیبت میں ڈال دیگی۔" نائی نے کہا۔

نائی کی بزدلی کی وجہ سے گورا تیسرے پہر ہی وہاں سے چل پڑا۔ اور شام ہوتے ہوتے ہی نیل کی کوٹھی والی کچہری میں جا پہنچا۔ اس کے پرسکون چہرے کو دیکھ کر جوں ہی منگل پرشاد اس کے استقبال کو اٹھا، گورا اس پر بگڑتے ہوئے بولا۔

"میں تمہارے یہاں کا پانی بھی نہ پیوں گا۔"

اور وجہ پوچھنے پر گورا نے اسے انتہائی اتیاچاری وغیرہ الفاظ سے مخاطب کیا ـــ اور کھڑا رہا۔

پاس ہی مسند کے سہارے تمبا کو پیتے ہوئے گورا سے پوچھا ـــــ

"تم کون ہو ـــ کہاں سے آئے ہو ـــ؟"

اُن کی بات کا جواب نہ دے کر گورا بولا۔

"معلوم ہوتا ہے وہ داروغہ تم ہی ہو ـــ تم نے اللہ پور میں جو مظالم ڈھائے ہیں ـــ ان کی اطلاع پا کر میں آرہا ہوں ـــــ اگر تم اب بھی سنبھل کر نہ چلے۔۔۔۔"

"تو کیا تم پھانسی لگا دو ۔۔۔! تمہارا واسطہ شاید کسی دارو غہ سے نہیں پڑا۔" داروغہ بیچ ہی میں بول پڑا۔

منگل پرشاد کے سمجھانے بجھانے پر داروغہ نے گورا سے کہا۔

"ہم یہاں سرکاری کام سے آئے ہیں۔ اگر تم نے اس میں کوئی روڑا اٹکایا تو مصیبت میں پڑجاؤ گے ۔۔۔!"

گورا چپ چاپ باہر نکل آیا ۔۔۔

شام ڈھلے مجسٹریٹ بریڈلا دریا کے کنارے پیدل ہی گھوم رہے تھے۔ ساتھ میں ہرن بابو بھی تھے۔ ان کے پیچھے پریش بابو کی لڑکیوں کے ساتھ بریڈلا صاحب کی میم بھی ہوا خوری کے لئے گھوڑا گاڑی میں نکل پڑی تھیں۔

پرسوں شام کے وقت کمشنر اور گورنر کے سامنے پریش بابو کی لڑکیوں کے ڈرامے کی بات طے تھی۔ اسے دیکھنے کے لئے شہر کی مہذب و برگزیدہ شخصیتیں مدعو کی گئی تھیں۔

ہرن بابو نے مجسٹریٹ صاحب کو خاص طور پر متاثر کر رکھا تھا انہوں نے ہرن بابو سے یہ بھی پوچھ لیا تھا ۔۔۔ کہ عیسائی دھرم کو اپناتے میں اب تک کیوں کمی جا رہی ہے؟ ہرن بابو یہ ہم سماج کے کام کی حالت اور ہندو سماج کی برائیوں کے بارے میں سنجیدگی سے

بحث کر ہی رہے تھے کہ گورا نے آکر کہا۔ "گڈ ایوینگ۔"

گورا کو دیکھ کر ہرن بابو نے اس طرح ظاہر کیا۔ گویا اسے جانتا ہی نہ ہو۔ مجسٹریٹ اس کے تجیم شہیم ڈیل ڈول اور خالص ہندو پن کا اور ہاتھ میں لاٹھی دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"میں گھوش پور سے آرہا ہوں ——!" گورا پھر بولا۔

"گھوش پور کی کاروائی میں باہری دخل اندازی کی اطلاع مجسٹریٹ صاحب کو کل ہی مل چکی تھی۔ اس لئے سوچنے لگے ——

"یہی تو وہ آدمی نہیں ہے ——!" پھر بولا —— "تمہاری ذات کیا ہے —— ؟"

"میں بنگالی براہمن ہوں —— گھومتے گھومتے گھوش پور جا پہنچا۔ وہاں پولیس کے مظالم دیکھ کر اس مسئلہ کے حل کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں ——" گورا نے جواب دیا۔

"کیا تم جانتے نہیں کہ گھوش پور کے لوگ بدمعاش ہیں ——"

"وہ نڈر اور بہادر انسان ہیں اس لئے ظلم کو خاموشی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتے۔"

"تمہیں وہاں کی حالت کا پتہ نہیں۔" مجسٹریٹ نے گھڑکی دی۔

"میرے خیال میں آپ کم جانتے ہیں۔ گورا نے کڑک کر جواب دیا۔

"میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اگر تم نے وہاں کے معاملے میں کوئی دخل اندازی کی تو تمہیں باغی قرار دے دیا جائے گا۔ اور اس کی سزا بھی تمہیں بھگتنی پڑے گی۔"

"میں اس گاؤں کے لوگوں کو ظلم کے خلاف یکجا کرنے کے لئے

اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دوں گا۔"

"اتنی شیخی ۔۔۔۔۔!" مجسٹریٹ نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

گورا خاموشی کے ساتھ ساتھ دھیرے دھیرے چل دیا۔

اس کے جانے کے بعد ہرن بابو نے کہا ۔۔۔ "آپ کے ملک کے باشندوں میں یہ کیسے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔"

"تہذیبی، سماجی اور ساماجک قدروں میں ترقی ہونے کے ساتھ ساتھ یہاں کے لوگوں میں ایسی تبدیلی رونما ہو رہا ہو ۔۔۔۔" ہرن بابو بولے ۔۔۔ "اگر احسان فراموش لوگ انگریزی راج کو منظور کرنا نہیں چاہتے ۔۔۔ آپ کو حقائق کا پتہ نہیں ۔۔۔"

ڈاک بنگلہ پر پہنچ کر ہرن بابو نے مجسٹریٹ کے ساتھ ہوئی اور گزری ساری باتیں تو سنائیں۔ لیکن گورا کے آنے کا ذکر نہیں کیا۔

اور گاؤں کو تباہ کرنے کے لئے بغیر قصور کے لوگوں کو پکڑ کر حوالات میں بند کر دیا گیا تھا۔ اسی لئے گورا وکیل کی تلاش میں نکلا اپنے ہم جماعت وکیل کی مدد سے گورا جب ضمانت کرانے عدالت میں پہنچا تو اسے دیکھ کر مجسٹریٹ نے عرضی نامنظور کر دیا۔ گورا نے اپنے اس وکیل دوست کی مدد سے ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کی بات سوچی۔ لیکن غدار بن جانے کے خیال سے وہ تیار نہ ہوا۔ اس بات کا انتظار کرنے کے لئے گورا اگلے دن کلکتہ جانا چاہتا تھا کہ ایک واقعہ درپیش آیا۔

کلکتہ کے چند طلبا میچ کھیلنے کے لئے اس میلے کے موقع پر وہاں آئے ہوئے تھے۔ وہ لوگ مشق کر رہے تھے۔ ایک طالب علم کو گیند

لگ جانے سے خون بہنے لگا۔ اسے پانی میں بھگو کر پٹی باندھنے کے لئے ایک طالب علم جیسے ہی ایک نزدیکی تالاب پر پہنچا۔ اور پٹی بھگونے لگا تو ایک سپاہی نے ٹوکا۔

"یہ پانی صرف پینے کے لئے ہے ـــــ!"

طلبا چڑ گئے اور سپاہی پیٹنے لگے۔ یہ دیکھ کر چار پانچ سپاہی اور دوڑے آئے۔ اور طالب علموں کو پیٹنے لگے۔ عین اسی وقت گورا وہاں سے گزر رہا تھا۔ طالب علموں پٹنا وہ برداشت نہ کر سکا۔ اور آگے بڑھ کر بولا ـــ "خبردار ـــ!"

سپاہیوں نے جیسے ہی گورا کو گالی دی۔ وہ ان پر ٹوٹ پڑا۔ اور لاتوں و گھونسوں سے انہیں پیٹنے لگا۔ گورا کو دیکھ کر دوسرے طالب علم بھی سپاہیوں پر ٹوٹ پڑے ـــــ خوب ہاتھا پائی ہوئی اور آخر میں پولیس کئی طالب علموں کے ساتھ گورا کو بھی پکڑ کر لے گئی۔

شام کو تین چار بجے کے قریب لاچار طالب علموں نے ڈاک بنگلہ میں پہنچ کر ونے اور پریش بابو کی لڑکیوں وغیرہ کو گورا کے پکڑے جانے کی خبر دی۔ ہرن بابو کو چھوڑ سبھی چونک پڑے۔

ونے اسی وقت وکیل کو لیکر حوالات پہنچا۔ اور گورا کے آگے ضمانت کی تجویز رکھی۔ لیکن وہ بولا۔

"میں وکیل نہیں کروں گا، مجھے ضمانت پر چھڑانے کی کوشش بھی نہیں کی جانی چاہیئے۔"

ونے اور وکیل کے سمجھانے پر بھی گورا نہ مانا ـــــ رنجیدہ خاطر ونے ڈاک بنگلہ لوٹ آیا۔ ونے کو اداس لوٹتے دیکھ کر سچریتا دل

تڑپ اٹھا۔ جب ونے نے تمام حال سنایا تو سچریتا حیران رہ گئی۔ للتا کے ہاتھ سے گر گئی اور چہرہ یکبارگی سرخ ہو گیا۔

"آپ فکر نہ کریں ونے بابو ــــــ!" وردا سندری نے کہا ــــــ "میں مجسٹریٹ کی میم سے کہہ کر گورا کے لئے سفارش کروں گی۔"

"ایسا ہرگز نہ کیجئے گا ــــ" ونے بولا ــــ "پتہ چلنے پر گورا مجھے تازندگی معاف نہ کرے گا۔" اور ونے نے ضمانت سے انکار کرنے والی بات کہہ سنائی ــــ

"یہ زیادتی ہے۔" ہرن بابو بولے۔

"زیادتی کچھ بھی نہیں ــــــ" للتا ہرن بابو کے الفاظ سن کر خاموش نہ رہ سکی ــــ "گورا بابو ٹھیک ہی کہتے ہیں ــــــ"

للتا کا بولنا ہرن بابو کے لئے ایک عجیب وغریب بات تھی ــــــ ناخوش ہو کر وہ بولے ــــــ "تم کیا سمجھو ــــــ" اور انہوں نے رات گورا کے ساتھ مجسٹریٹ کی بات کا ذکر کر دیا۔

لیکن ہرن بابو کی کوششیں بے کار ثابت ہوئیں۔ ابھی تک گورا کی بات چھپا کر انہوں نے جس گراوٹ کا ثبوت دیا تھا۔ سچریتا اس سے بھڑک اٹھی۔ وہ حقارت بھری نظروں سے دیکھ کر کتاب کے صفحات پلٹنے لگی۔ اسی وقت للتا نے دخل اندازی کرتے ہوئے کہا ــــ

"ہرن بابو کی رائے چاہے مجسٹریٹ سے کتنی ہی ملتی ہو ــــ لیکن گھوش پور کے معاملہ میں گورا بابو نے جو پارٹ ادا کیا ہے۔ اسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔"

مجسٹریٹ نے اپنی عدالت میں پولیس کے کام میں دخل اندازی کرنے کے جرم میں گورا کو ایک ماہ قیدِ بامشقت کی سزا سنائی۔

بغیر گورا کی طرف دیکھے ونے عدالت سے باہر نکلا۔ اور چلتا ہوا ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے شام ہو گئی۔ ونے نے منہ اٹھا کر دیکھا تو اور سچریتا اس کی طرف چلے آ رہے تھے۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور گاڑی میں جا بیٹھا۔

ڈاک بنگلہ میں پہنچ کر ونے نے دیکھا کہ وہاں ہنگامہ ہو رہا ہے۔ للتا نے مجسٹریٹ کی تقریب میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ونے کے آتے ہی للتا نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے تھے ـــ ہرن بابو کے خیال کے مطابق ہندوستان میں مجسٹریٹ کا راج اور حکم خدائی فرمان کا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن میں کہتی ہوں کہ اس حکومت کی بنیادوں کو من، وانی اور شریر کی مدد سے ہلا دینا بھی خدائی فرمان کا درجہ رکھتا ہے۔"

"للتا۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ ہرن بابو غصہ ہو کر بولے۔

"جناب، خاموش رہیئے ـــ" للتا گھوم کر ہرن بابو کے قریب سامنے کھڑی ہو گئی ـــ اور بولی ـــ "میں آپ سے کچھ نہیں کہہ رہی، ونے بابو، آج ناٹک کسی بھی طرح نہیں ہوگا۔"

وردا سندری نے ونے کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔
سبھی کو خاموش دیکھ کر وہ بولی ——— "تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔
——— سچتریتا تم ہی ونے کو سمجھا دو نا ——— ! ہم آج کے لئے زبان دے
چکے ہیں۔ میں ان لوگوں کو کیسے منہ دکھا سکوں گی۔"
سچریتا منہ لٹکائے بیٹھی رہی اور ونے پاس ہی دریا میں سٹیمر پہ چلا
گیا۔ دو تین گھنٹے کے بعد ہی سٹیمر کلکتہ کے لئے چھوٹنے والا تھا۔ ہرن بابو
آگ بگولہ ہو کر ونے اور گورا کی برائی کرنے لگے۔ سچریتا اٹھ کر پاس والے
کمرے میں چلی گئی ——— اور للتا بھی وہیں جا پہنچی۔
"دیدی ——— چلو ہم لوگ کلکتہ لوٹ چلیں ———" للتا نے
کہا ——— "آج کے ڈرامے میں میری تو زبان کٹ کر اگر خون بھی نکلنے لگے
تو بھی ایک لفظ منہ سے نہ نکل سکے گا۔"
"یہ میں جانتی ہوں ——— " سچریتا بولی ——— لیکن اب کوئی علاج
بھی تو نہیں ——— آج کا دن کبھی بھول نہ سکوں گی۔"
للتا ماں کے پاس پہنچ کر بولی ——— "میں کلکتہ جانے کی بات
کہہ رہی ہوں۔"
"اس لڑکی کی بات تو سنو ——— " وردا سندری نے کہا ——— "اس
جھنجھٹ میں بہت دیر ہو گئی ——— اب سب لوگ آرام کرو ———
نہیں تو رات کو نیند ستائے گی۔ اور وہ سب کو خود ہی سلا آئیں۔
ادھر سٹیمر پر بھونپوں ——— بار بار بول رہا تھا۔
سٹیمر چھوٹنے سے ٹھیک پہلے للتا نے سیڑھیاں پار کر کے اوپر قدم
رکھا ——— عین اسی وقت ونے للتا کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"مجھے اوپر لے چلئے ــــ !" للتا بولی۔

سیٹی بجی ــــ سٹیمر چل دیا ــــ

للتا کو اوّل درجہ کے ڈیک پر کرسی پر بٹھا کر ونے خاموشی سے اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔ للتا بولی۔

"مجھ سے ٹھہرا نہ گیا وہاں ــــ اب کلکتہ چل رہی ہوں ــــ میں چٹھی رکھ آئی ہوں ــــ ! پڑھ کر سب جان جائیں گے۔"

ونے حیران و ششدر رہ گیا۔ للتا بولی ــــ

"میں عورت ہوں تو کیا ــــ نیائے اور انیائے سبھی سمجھتی ہوں۔ آج کی تقریب میں ڈرامہ کرنے کے مقابلہ میں خودکشی کر لینا ہی زیادہ آسان سمجھتی ہوں ــــ" کچھ ٹھہر کر وہ پھر کہنے لگی ــــ "آپ کے دوست گورا کی بات سن کر میرا دل ان سے بغاوت پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مجھے غصہ بھی آتا تھا۔ لیکن ان کا بس اور پر نہیں اپنے پہ ہے ــــ یہ آج پتہ چلا ــــ ایسا شخص میں نے کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔"

ونے کے لئے کچھ بھی بول سکنا مشکل ہو رہا تھا۔ للتا کے تئیں اس کے دل میں استعجاب و احترام کے جذبات ابھر رہے تھے۔

للتا کو ساتھ لے کر ونے پریش بابو کے گھر جا پہنچا۔

ستیش نے دونوں کا سواگت کیا۔ للتا باہر کے کمرے کی طرف چل دی۔ ادھر ستیش نے اس کا اور ونے کا ہاتھ پکڑ کر کہا ــــ

"دیکھو، ہمارے گھر میں کون آیا ہے۔"

دونوں نے ستیش کے پیچھے جا کر دیکھا۔ تو سہ منزلے کی کونے والی کوٹھری میں ایک ادھیڑ عورت رامائن پڑھ رہی ہے۔ ستیش اسے گھونگھٹ

نکال اٹھتے دیکھ کر بولا ــــ

"موسی۔ یہ میری للتا دیدی ہے اور یہ ونے بابو ہیں ۔ بڑی دیدی کل آئیں گی۔"

وہ عورت ایک چٹائی بچھا کر انہیں بیٹھنے کے لئے بولی ــــ ان کے بیٹھ جانے پر ستیش کو گودی میں کھینچتے ہوئے وہ بولی۔

"آپ لوگ مجھے نہیں جانتے ــــ میں ستیش کی موسی ہوں ــــ اسکی ماں میری سگی بہن ہے۔"

بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ پریس بابو ابھی تک باہر سے نہیں لوٹے تھے۔ للتا نے ونے سے کہا ــــ

"بابو جی کے آنے کا کوئی پتہ نہیں۔ آپ اتنی دیر کیوں رکے ہیں۔ کیا گورا کی ماں کے پاس نہ جائیں گے ــــ ؟"

وہ نیم رضامندی کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اور آنندی کے گھر کی جانب چلدیا۔

آنندی دالان میں ہی آسن بچھائے بیٹھی تھی۔ اسے پرنام کرتے ہوئے ونے بولا ــــ "ماں مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔"

"میں سب کچھ سن چکی ہوں ونے ــــ !" وہ بولی۔

"سب سن چکی ہو ــــ !" وہ چونکا۔

گورا نے اپنے دوست وکیل کی مدد سے جیل سے جو خط بھیجا تھا۔ آنندی کو اس سے پختہ یقین ہو گیا کہ وہ جیل جائے بغیر نہ رہے گا ــــ

خط کے آخر میں گورا نے لکھا تھا:

"جیل تمہارے گورا کا اتنا سا بھی نقصان نہ کر سکے گا ــــ

تمہاری تکلیف ہی میری سزا ہو گی ــــ مجسٹریٹ میں مجھے سزا دینے کی طاقت نہیں ہے ــــ ! ماں ــــ ! لاتعداد ماؤں کے بچے جیل میں سڑ رہے ہیں۔ میری خواہش ایک بار ان کے ساتھ رہنے کی ہے۔ میری خواہشات کی تکمیل کا تم دکھ نہ کرنا ــــ ! ماں ــــ ! اس زمین سے متعارف ہونے پر مجھے بہت تعلیم ملی ہے۔ اس دھرتی پہ جنہوں نے خیالات کا بوجھ خود پہ رکھا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر رحم کے خواستگار ہیں۔ اپرادھ کو بہت سے لوگ مل کر جنم دیتے ہیں۔ لیکن پراشچت ان رحم کے خواستگار لوگوں کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ جو لوگ جیل سے باہر آرام اور عزت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے پاپ کیسے نشٹ ہوں گے۔ میں ان کے ناش کرکے اور انسانی کلنک کے نشانات اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں چھپا کر ہی جیل کے باہر نکلوں گا ــــ ! ماں تم مجھے آشیرواد دو۔ میرے لئے آنسو نہ بہانا ــــ !"

آنندی ماہم کے پاس گئی اور بولی ــــ "ماہم ــــ ایک آدمی میرے ساتھ کر دو۔ تاکہ میں گورا کو دیکھ آؤں ــــ"

ماہم نے اسے انتظام کرنے کا یقین دلا دیا تھا ــــ اس لئے وہ لوٹ آئی تھی۔

ایسی حالت میں ونے کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکا کہ ماں آنندی کیا کہے۔ تبھی آنندی نے ونے سے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ تم ابھی تک نہائے بھی نہیں ــــ چلو نہا

لو ــــ بہت دیر ہو گئی ہے ــــ"
غسل کے بعد جب و نے کھانے بیٹھا تو اس کی بغل میں گورا کی جگہ خالی دیکھ کر آنندی کا دل ہاہا کار کر اٹھا۔ وہ کسی کام کا بہانہ بنا کر وہاں سے اٹھ گئی۔

گھر پہنچ کر للتا کو دیکھتے ہی پریش بابو کا ماتھا ٹھنکا ــــ کہ یقیناً یہ ضدی لڑکی کوئی خاص بات کر کے وہاں سے لوٹ آئی ہے۔
"بابوجی ــــ! میں وہاں سے چلی آئی ــ" للتا بول اٹھی۔
"کیوں ــــ کیا ہوا ــــ؟" پریش بابو نے پوچھا۔
"مجسٹریٹ نے گورا کو جیل بھیج دیا ــــ! آپ ہی بتائیں کیا یہ ناانصافی نہیں ــــ"
للتا کی بات سن کر پریش بابو کچھ بھی نہ سمجھ سکے۔ بولے ــ "گورا نے کیا کیا میں نہیں جانتا ــــ! ہو سکتا ہے وہ اپنے فرائض کے احساسات سے مغلوب ہو کر قانون کی حد سے تجاوز کر گیا ہو ــــ لیکن قصور گورا سے نہیں ہو سکتا ــــ" اور پھر بات بدلتے ہوئے بولے ــــ "تم کس کے ساتھ آئیں ــــ؟"
"ونے بابو کے ساتھ ــــ" للتا کے لب و لہجہ تڑپ اور بیقراری تھی ــــ "اپنا قصور میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ لیکن کیا مجسٹریٹ کے

رویہ کو برداشت کر کے میرا وہاں رہنا مناسب ہوتا ہے؟"

" تو پگلی ہے للتا ---- !" پریش بابو کچھ نہ کہہ سکے اور مسکرا دیئے۔

شام کو جب فکرمند سے پریش بابو باغیچہ میں ٹہل رہے تھے، تو ونے نے آکر انہیں آداب کیا۔ بہت دیر تک اس کے ساتھ گورا کی بات چیت کرتے رہے۔

دوسرے دن وروا سندری بھی سب کے ساتھ آ پہنچی ---- پریش بابو کے کمرے میں داخل ہوتے ہی ہرن بابو کہنے لگے۔

" بہت بڑا انیائے ہوا۔"

پاس والے کمرے سے یہ بات سنتے ہی للتا بھی وہاں آ دھمکی۔

" میں نے للتا سے سب سن لیا ہے۔ پریش بابو بولے۔ "گزرے وقت پر تنقید و تبصرے سے اب کوئی فائدہ نہیں۔"

" کلنک کبھی نہیں مٹتا ---" ہرن بابو ملامت بھرے انداز میں بولے " اگر آپ کی شہ نہ پاتی تو للتا ایسا ہرگز نہ کرتی۔"

" ہرن بابو ---- ! وقت آنے پر آپ بخوبی محسوس کرنے لگیں گے کہ اولاد کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے پیار اور پریم کی بھی ضرورت ہوتی ہے ---" مسکرا کر پریش بابو بولے۔

للتا نے پریش بابو کو نہانے کے لئے بھیجدیا۔ اور خود ہرن بابو کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی ---" آپ جانتے ہی ہوں گے کہ سبھی کو اپنی بات کہنے کا ادھیکار ہوتا ہے۔ ہمارے پتاجی کو اچھائیوں کے بارے میں آپ کی نسبت زیادہ پتہ ہے آپ کو یہ جان لینا چاہیئے ---- ابھی تک ہم لوگوں نے آپ کی بزرگی کا احترام کیا ہے۔ لیکن . . . . ہمارے گھر

یں توکرنک آپکی بات نہ پوچھیں گے۔"

"للتا — ! تم بہت بڑھ رہی — !" خون کی دوران کی شدت سے ہرن بابو کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"غصہ نہ کریں — !" للتا درمیان میں بول پڑی — "آپ خود کو بہت بڑا سمجھتے ہیں — ! ہمارے پتاجی اس سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔"

ہرن بابو منہ لٹکائے بیٹھے رہے۔

تبھی ستیش آکر للتا اور سچریتا کو وہاں سے کھینچ کرلے گیا۔ اور پریش بابو غسل کر کے لوٹ آئے۔

ہرن بابو ان سے بولے۔

"میں چاہتا ہوں کہ سچریتا سے میری شادی کے متعلق کارروائی آئندہ اتوار تک ہو جائے۔"

"یہ سچریتا کی مرضی پر ہے۔" پریش بابو نے کہا۔

"اس کی مرضی تو پہلے معلوم ہو چکی ہے۔"

ادھر ونے کو سبھی کچھ ویران سا لگ رہا تھا — ! وہ آنندئی کے پاس جاکر بولا۔

"ماں — میں کچھ دن تمہارے ہی پاس رہوں گا۔"

ایک دن شام کو ونے نے آنندئی سے کہا۔ "ماں ! اس دنیا میں میں تمہارے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا۔"

"بیٹے پریش بابو کے گھر کا کیا حال ہے — " آنندئی نے رخ بدل کر پوچھا — "میری بڑی خواہش ہے کہ ان کی لڑکیوں سے ملاقات

کروں ــــ!"

"میری بھی خواہش تھی کہ انہیں تم سے ملاؤں ــــ" ونے امنگ بھرے لہجہ میں بولا ــ "لیکن گورا کی ناراضگی کے بارے میں کبھی ذکر نہیں کیا ــــ!"

"بڑی لڑکی کا نام کیا ہے ــــ؟"

"سچر یتا ــــ"

للتا کا تذکرہ ونے نے ٹالنا چاہا ــــ لیکن آنند مئی اس کے بارے میں بات کرتی ہوئی بولی۔

"سنا ہے وہ بہت ذہین ہے ــــ"

"تم سے کس نے کہا ماں ــــ!"

"تمہیں نے ــــ!"

ونے نے آخر میں للتا کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ اس کا دل ایک قسم کی شدید امنگ سے بھر گیا۔

رات کو آنند مئی بہت دیر تک سوچتی رہی ــــ "عجیب وغریب رویہ اختیار کیا ہے گورا نے۔ اس کا علاج پریش بابو کے گھر میں ہی ہو سکتا ہے۔" آنند مئی نے فیصلہ کیا ــــ "ایک بار پریش بابو کی لڑکیوں سے ملنا ہی ہوگا۔"

ایک دن آنند مئی نے ونے سے پوچھا ــــ "ونے ــ بہت دنوں سے تم پریش بابو کے گھر نہیں گئے۔"

اسی وقت نوکر نے آکر اطلاع دی کہ کچھ عورتیں ملنے آئی ہیں ــــ ونے اٹھ کھڑا ہوا ــــ! اسی وقت سچر یتا اور للتا وہاں داخل ہوئیں۔

ونے ساکت و جامد کھڑا رہا۔ دونوں نے آنندی کو پرنام کیا۔ سچریتا نے ونے سے پوچھا ——" آپ اچھے تو ہیں ——" پھر وہ آنندی سے بولی ——" ہم پریش بابو کے گھر سے آئے ہیں۔"

" زیادہ تعارف کی ضرورت نہیں بیٹی۔" آنندی انہیں بیٹھاتے ہوئے بولی۔" میں تمہیں اپنے گھر کی ہی سمجھتی ہوں۔"

باتیں ہونے لگیں —— للتا نے ونے سے کہا ——" آپ ہمارے یہاں کئی دنوں سے کیوں نہیں آئے ——؟"

" بار بار تکلیف دے کر کہیں آپ کی انسیت نہ کھو بیٹھوں ——" ونے للتا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

" شاید آپ یہ نہیں جانتے کہ انسیت بار بار تکلیف دینے سے ہی بڑھتی ہے ——!" سچریتا نے ہنس کر کہا۔

" لیکن وہ تنگ کرنا ہی جانتا ہے بیٹی —— سارا سارا دن اس کی خواہش پوری کرنے ہی بیت جاتا ہے ——" آنندی نے پیار بھری نظروں سے ونے کو دیکھتے ہوئے کہا ——" اب ونے اپنے دھرم کا امتحان لینا چاہتا ہے ——! شام کو وہ تم لوگوں کا ہی تذکرہ ہے۔"

للتا کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا۔

" تم لوگوں کے نزدیک جانے کے بعد تو ہمیں اس کا پتہ بھی نہیں لگ پاتا ——" آنندی نے پھر کہا ——" میں تو تم لوگوں سے جھگڑنے کی سوچ رہی تھی۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ مجھے بھی اس گروہ میں شامل ہونا پڑے گا ——"

ونے کی حالت پر رحم کھا کر سچریتا بولی —— " ونے بابو، بابوجی

بھی ہمارے ساتھ آئے ہیں ــــــ ! اور باہر کرشن دیال بابو کے پاس بات چیت کر رہے ہیں۔"

ونے فوراً باہر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی یہاں گورا اور ونے کی دوستی کا ذکر چھڑ گیا۔ گورا کی جیل یاترا تذکرے پر آنندی نے کہا۔

میرے گورا کا خط پڑھ کر اگر تم دیکھو تو سمجھ سکو گی کہ وہ کبھی بھی دکھ سے نہیں ڈرتا ــــــ ! کسی پر کبھی وہ بے کار ناراض نہیں ہوتا ــــــ کسی کام کے نتیجہ کا خیال کر کے ہی وہ اسے کرتا ہے ــــــ !" وہ گورا کی چٹھی لاکر سچریتا سے بولی ــــــ "تم اسے ذرا زور سے پڑھو۔ تاکہ میں ایک بار پھر سن سکوں ــــــ !"

گورا کے اس عجیب خط کو پڑھا۔ دونوں خاموش بیٹھی رہیں۔ آنندی نے ماں کے پیار بھرے آنسو پونچھ لئے ــــــ للتا کے دل میں بغاوت انگڑائی لے رہی تھی۔ وہ بولی ــــــ

"گورا بابو میں اتنی شکتی کہاں سے آئی ہے۔ یہ میں آج دیکھ پائی ہوں ــــــ"

"یہ بات نہیں ہے بیٹی ــــــ ! گورا اگر معمولی بچہ ہوتا تو میں اس کے دکھ کو کیسے برداشت کر پاتی ــــــ"

للتا جانتی تھی کہ ہندو ہونے کی وجہ سے ونے کے ساتھ اس کی شادی نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی وہ شانت تھی۔ اسی لئے وہ سچریتا اور پریش بابو کو اکسا کر یہاں لے آئی تھی۔ لیکن یہاں آکر جیسے وہ اپنے آپ کو ونے کے سامنے ہارا ہوا سا محسوس کر رہی تھی۔ تبھی ونے آکر ہچکچا کے بولا۔

"ہریش بابو گھر جانا چاہتے ہیں ـــــ انہیں خبر دینے کہا۔
" منہ میٹھا کئے بغیر کیسے جا سکیں گے ـــــ" آنندی بولی ـــــ" تم یہاں بیٹھو ونے ـــــ! میں جا کر دیکھ آؤں ـــــ"
ونے کچھ دور بیٹھ گیا ـــــ سچریتا بولی۔
" ونے بابو ـــــ تو ہم لوگوں کو درندے سمجھ کر ایک .. دم دور ہو گئے ہیں ـــــ"
" جو لوگ منہ کھول کر بات نہیں کر پاتے ـــــ! انہیں تو تھوڑا دور ٹھہرایا جاتا ہے دیدی ـــــ! آپ ہی دور چلی گئی ہیں۔ اس لئے دوسروں کو بھی سمجھتی ہیں ـــــ" ونے نے کہا۔
سب شام ڈھلے واپس چلے گئے ـــــ تو ونے آنندی کے پاس پڑ گیا ـــــ کیوں کہ وہ ان لڑکیوں کے بارے میں ان کی رائے جاننا چاہتا تھا ـــــ آنندی ان کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے بے اختیار کہہ اٹھی ـــــ
" سچریتا کے ساتھ اگر گورا کی شادی ہو سکے تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ "
" میں نے بھی بارہا مرتبہ سوچا ہے ـــــ" ونے اچھل پڑا ـــــ " گورا کے قابل سچریتا دیدی ہی ہیں ـــــ میں سمجھتا ہوں گورا بھی سچریتا کو پسند کرتا ہے۔ "
آنندی کا بھی خیال تھا کہ گورا کہیں الجھا ضرور ہے ـــــ وہ لمحہ بھر بعد پھر بولیں ـــــ " کیا کسی ہندو کے گھر شادی کرنا سچریتا گوارہ کر سکے گی ـــــ؟ "

"کیا گورا برہم سماج میں شادی نہیں کر سکتا —! تمہاری کیا رائے ہے ماں —"

"شادی کی کامیابی دل ملنے پر ہی منحصر ہے۔ منتر پڑھنے یا نہ پڑھنے سے کچھ بنتا بگڑتا نہیں۔" آنندی نے کہا۔

ونے کے دل سے گویا بوجھ سا ہٹ گیا۔ وہ بولا —" ماں —! تم نے یہ فراخدلی کہاں سے پائی ہے۔"

"گورا سے —!" آنندی بولی — انسان کتنا اچھا اور برا ہے یہ بات بھگوان نے اس دن مجھے بتا دی تھی جس دن گورا کو میری گود میں بھیجا تھا —! برہم اور ہندو کوئی نہیں — انسانی آتما کی کوئی ذات نہیں — صرف منتر یا مت سے ہی کوئی کام نہیں چلتا —"

ونے نے ماں کے پاؤں چھو کر کہا — ماں! میرا آج کا دن سپھل ہوا۔ تمہاری باتیں کتنی پیاری ہیں۔"

ہری موہنی کو دیکھ کر پریش بابو کا گھر جھگڑے کا میدان بن گیا۔ جھگڑے کی وجوہات کے لئے پہلے ہری موہنی نے سچریتا کو اپنا جو تعارف کرایا وہ مختصراً اسی طرح تھا —

"میں تمہاری ماں سے دو سال بڑی تھی —" ہری موہنی کہنے

کہنے لگی ـــــ "صرف دو لڑکیاں ہونے کی وجہ سے پتاجی ہماری بہت عزت کرتے۔ گھر میں دوسرا کوئی بچہ نہ تھا۔ چاچا ہم دونوں بہنوں کو گود میں اٹھائے رہتے ـــــ آٹھ سال کی عمر میں کرشن کمار کے مشہور چودھری گھرانے میں میری شادی کر دی ـــــ لیکن میری قسمت میں اس خوش حال اور باعزت گھرانے میں سکھ نہ لکھا تھا۔ شادی کے موقع پر ہی لین دین کے سوال پر سسر اور میرے پتاجی میں جھگڑا ہو گیا ـــــ اس وجہ سے میرے سسر بہت دنوں تک بگڑے رہے۔ سسرال کے سبھی لوگ کہنے لگے کہ ہم اپنے لڑکے کی دوسری شادی کر دیں گے ـــــ میری اس پریشان کن حالت کو دیکھ کر ہی پتاجی نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی بھی امیر گھرانے میں لڑکی کی شادی نہ کروں گا۔

میرے سسرال کے خاندان میں بہت سے لوگ ایک ساتھ رہتے تھے۔ صرف نو دس سال کی عمر میں ہی مجھے سارے خاندان کی رسوئی بنانے کا کام سونپا گیا ـــــ! پچاس ساٹھ آدمیوں کے لئے روزانہ کھانا بنانا پڑتا تا۔ سب کو کھلانے کے بعد کبھی مجھے روکھا سوکھا بھات اور کبھی صرف دال بھات کھا کر ہی گزر کرنی پڑتی۔ رات کے گیارہ بارہ بجے سے پہلے مجھے کبھی کھانے کا موقع نہیں ملتا۔ میرے سونے کے لئے بھی کوئی جگہ مقرر نہ تھی۔ کبھی کبھی تو ساری ساری رات چٹائی بچھا کر جہاں تہاں پڑی رہتی ـــــ خاندان کے سبھی لوگ مجھے حقارت بھری نظروں سے دیکھتے ـــــ میرے پتاجی مجھ پر کچھ دھیان نہ دیتے۔ بہت دنوں تک وہ بھی مجھ سے دور رہی دور رہے اور گھر والوں سے ملے رہے۔

سترہ سال کی عمر میں میری لڑکی سندری نے جنم لیا ـــــ لڑکی

کو جنم دینے کی وجہ سے وہاں میرے ساتھ اور بھی بدسلوکی کی جانے لگی۔۔۔ منورما کو کوئی پیار نہیں کرتا۔ اس لئے وہ مجھے ہی اپنا سب کچھ جانتی۔۔۔"

ہری موہنی کہتی رہی۔۔۔ "تین سال بعد جب میں نے ایک لڑکے کو جنم دیا تو میری حالت میں تبدیلی ہوئی اور مجھے گھر والی کہلانے کا حقدار سمجھا جانے لگا۔ گھر کے سبھی لوگ مجھے کچھ عزت سے دیکھنے لگے۔۔۔ میری ساس تو تھی ہی نہیں۔ سسر بھی منورما کے جنم کے دو سال بعد رخصت ہو گئے۔۔۔ سسر کی موت کے بعد ہی گھر میں دولت اور بٹوارے کا جھگڑا ہونے لگا۔ میرے دیوروں نے مقدمہ کر دیا اور سبھی الگ ہو گئے۔

منورما شادی کے قابل ہو گئی۔۔۔ میں نے اسے اپنے نزدیک ہی رکھنے کے خیال سے کرشن نگر سے پانچ چھ کوس دور رادھا نگر میں اس کی شادی کر دی۔۔۔ منورما کا ور دیکھنے میں بہت خوب صورت تھا۔۔۔

میری قسمت پھوٹنے سے پہلے بھگوان نے مجھے کچھ دن سکھ بھی دیا۔ میرے پتی مجھے بڑی عزت سے دیکھنے لگے۔۔۔ میری صلاح کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔۔۔ لیکن قدرت میری خوش قسمتی برداشت نہ کر سکی۔۔۔ ہیضہ پھیلا اور صرف چار دن میں ہی میرا لڑکا اور پتی دونوں چل بسے۔

دھیرے دھیرے اپنے داماد کی حقیقت بھی میرے سامنے کھلنے لگی۔۔۔ برے لوگوں کی صحبت میں وہ شراب پینے لگا تھا۔ لیکن میری

نے کبھی یہ بات مجھے کبھی نہ بتائی۔ داماد گاہے گاہے آکر اپنی ضرورت کا ذکر کر کے مجھ سے روپیہ اینٹھ کر لے جاتا تھا۔ اس کا مانگنا مجھے ایسا ہی لگتا۔ میری لڑکی کبھی کبھی درمیان میں پھٹکار کر کہتی ـــــ کہ اس طرح روپیہ دے کر تم ان کا مزاج بگاڑ رہی ہو ـــــ تب میں منورما سے چھپ کر داماد کو روپیہ دینے لگی ـــ پتہ لگنے پر ایک دن منورما نے بلک بلک کر اپنے پتی کی بد کرداری کی ساری باتیں کہہ سنائیں۔ میں نے اپنا سر پیٹ لیا ـــ دکھ تو اس بات کا ہے کہ میرے ہی ایک دیور نے داماد کو شراب کی عادت ڈال کر اس کے اخلاق کو تہس نہس کر دیا تھا۔

میری طرف سے روپیہ ملنا بند ہو جانے پر اپنی پتنی کو ہی اس کا سبب سمجھ کر داماد نے اس پر انتہائی ظلم وستم ڈھانے شروع کر دیئے۔ میرے دکھوں کی حد نہ تھی۔ میری لڑکی کو وہ دکھ نہ دے اس لئے پھر میں چھپ چھپ کر اسے روپئے دینے لگی۔ اس طرح داماد کو مطمئن کرنے کی کوشش یہ جانتے ہوئے بھی کرتی کہ روپیہ میں پانی میں پھینک رہی ہوں ـــ

اپریل کے کچھ دن باقی تھے۔ اپنی پروسن کے ساتھ میں باغ کے آموں پر آئے بور کے بارے میں باتیں کر رہی تھی اسی وقت منورما کی پالکی میرے دروازے پر اتری۔ ہنستی ہوئی منورما نے مجھے پرنام کیا سمدھی نے کہلا بھیجا تھا کہ منورما کے پاؤں بھاری ہیں۔ زچگی تک وہ اپنی ماں کے پاس رہے تو اچھا ہے۔ میں نے سوچا اچھا ہی ہے۔ کیوں کہ داماد اس حالت میں بھی منورما کو مار پیٹ کر اپنے دل کی

بھڑاس نکالتا۔ اس لئے سمدھی نے اسے میرے پاس بھیج دیا تھا۔ اپنی ساس ننے کے سکھانے کی وجہ سے منورما نے مجھے کچھ بھی نہ بتایا۔ اس لئے منورما مجھے اپنے جسم پر تیل بھی نہ ملنے دیتی۔ کیونکہ اس کے نازک جسم پر بھی چوٹوں کے نشان تھے۔ وہ مجھے دکھانا نہ چاہتی تھی۔

داماد روپیہ بدستور لے جاتا ــــ اس لئے ایک دن منورما نے روپیے پیسے کی چابی اپنے قبضہ میں کر لی۔

داماد جب اسے روپیہ دینے کے لئے رضامند نہ کر سکا تو غصہ کرنے لگا ــــ کہ میں اپنی بیوی کو اپنے گھر لے جاؤں گا ــــ ایک دن وہ آنکھیں لال کر کے بولا۔

"کل میں پالکی بھیج دوں گا ــــ اگر اپنی لڑکی کو میرے گھر نہ بھیجو گی تو اچھا نہ ہوگا۔ میں پہلے کہے دیتا ہوں ــــ"

دوسرے دن پالکی آتے ہی میں نے منورما سے کہا ــــ اب دیر مناسب نہیں ــــ! اگلے ہفتے میں پھر نہیں کسی کو بھیج کر بلوالوں گی پالکی لوٹا دینے سے وہ آپے میں نہیں رہے گا۔ میرے بار بار کے اصرار سے لاچار ہو کر نہ چاہتے ہوئے بھی منورما کو جانا پڑا ــــ! پالکی میں بیٹھنے سے پہلے میرے چرن چھو کر وہ بولی ــــ "ماں ــــ! اب میں جاتی ہوں"

ہری موہنی اپنی کہانی سچریتا کو سناتی رہی ــــ اور پھر بولی۔

"میں کیا جانتی تھی کہ گھر سے سدا کے لئے جا رہی ہے۔ اس دکھ کی وجہ سے آج تک میری چھاتی جل رہی ہے۔ وہ اسی رات سسرال پہنچی اور اسی رات کو اس کا حمل گر گیا۔ اس اندوہ ناک حادثہ کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی چل بسی۔ مجھے خبر ملنے سے پہلے ہی اس کی

تجہیز و تکفین کر دی گئی۔ میں اس کا منہ تک نہ دیکھ پائی۔

ایک ایک کر کے میرے سبھی چلے گئے ــــ لیکن میری مصیبتوں کا اختتام کہاں تھا۔ میرے دیوروں کے دانت میرے خاوند کی جائداد پر گڑے تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میری موت کے بعد سبھی کچھ انہیں کا ہوگا اتنے دنوں کا صبر بھی ان لوگوں میں نہ تھا۔ سب دوش میری پھوٹی قسمت کا ہی تھا۔ مجھ جیسی ابھاگی کا زندہ رہنا ہی جیسے ایک گھور اپرادھ تھا۔ دنیا میں اپنے سوارتھ کو ہی سب کچھ سمجھنے والے مجھ جیسی بیکار کا جینا کیسے برداشت کر سکتے تھے۔

منورما کے جیتے جی تو میں اپنے دیوروں کے بہکاوے میں نہ آئی۔ میں نے بھی یہی فیصلہ کر رکھا تھا کہ جیتے جی کیوں اپنا گھر برباد ہونے دوں ــــ؟ میرے پتی کا ایک نیل کانت نامی پرانا وفادار ملازم ہی صرف میرا مددگار تھا۔ آخر میں میری جائداد ہڑپنے کے لئے دیوروں کی طرف سے کوششیں کی جانے لگیں ــــ میری لڑکی کی موت کے دوسرے ہی دن آ کر میرے منجھلے دیور نے مجھے بیراگ کا اپدیش دیا۔

"بھابی ــــ اس حالت میں اب تمہارا گھر میں رہنا مناسب نہیں ــــ! اب تم کسی تیرتھ استھان پر جا کر اپنی زندگی کے باقی دن گزار دو ــــ دھرم کرم میں من لگاؤ۔ ہم لوگ تمہارے کھانے پینے کا سارا انتظام کر دیں گے۔"

"میں نے گورو مہاراج کو بتا کر سب کچھ ان سے کہا ــــ وہ مجھے ہری مندر میں لے گئے اور بولے ــــ

"آج سے تم ان کا بھجن کرو ــــ یہ گوپی ہی تمہارے سوامی، پتر،

کنہیا سب کچھ ہیں ـــــ ان کی خدمت سے ہی تمہارے دکھوں کا انت ہوگا ـــــ تب سے میں دن رات ٹھاکر جی کی سیوا میں رہنے لگی۔ لیکن جب انہیں میرا من پسند نہ تھا تو کیسے انہیں اپنا من آرپت کرتی۔ مجھ ابھاگی کا من لیکر وہ کرتے بھی کیا۔

میں نے نیل کانت کو بلا کر کہا ـــــ "میں نے اپنی تمام ترجائیداد دیوروں کے نام لکھ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔"

وہ بولا ـــــ "یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ عورت ہونے کے ناطے یہ بات آپ کیا جانیں۔"

"میں یہ جائیداد لیکر کیا کروں گی۔"

میں نیل کانت کا دل دکھانا نہ چاہتی تھی۔ پھر بھی نہ جانے کیوں میں نے اس سے چھپا کر اپنے دیوروں کے کہنے پر ایک کاغذ پر اپنے دستخط کر دیئے۔ لکھا پڑھی رجسٹری وغیرہ سبھی کچھ ہو گیا ـــــ اس کے بعد میں نے ایک دن نیل کانت کو بلا کر کہا۔

"آپ ناراض نہ ہوں ـــــ میرے پاس جو کچھ بھی تھا۔ وہ سب میں نے لکھ پڑھ دیا تھا۔ مجھے اب کسی سے کچھ نہیں لینا۔"

دستاویز کی نقل پڑھ کر ہی اسے میری صداقت پر یقین آیا ـــــ نیل کانت بہت ناراض ہوا ـــــ اس کے دل کو شانت کرنا کچھ غیر ممکن سا ہو گیا۔ کیوں کہ اس کے سب کیئے کرائے پر پانی پھر چکا تھا۔

ناخوش ہو کر وہ بولا۔

"آج سے تمہارے ساتھ میرے تعلقات ختم ہو گئے ـــــ میں جاتا ہوں ـــــ"

اسی طرح میرے پتی کا ایک سچّا خیر خواہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا میں پوجا گھر میں رہنے لگی ــــ ایک دن دیور نے کہا۔

"تم کسی تیرتھ استھان پر جاکر رہو ــــ"

"میں نے کہا سسر کا گھر ہی میرے لئے تیرتھ ہے ــــ میرے ٹھاکر جی جہاں رہیں گے میں بھی وہاں رہوں گی۔"

میں جو ایک اور کمرہ اپنے قبضہ میں لئے بیٹھی تھی۔ یہ بھی انہیں برداشت نہ تھا۔ میرے گھر کے کمروں کو وہ لوگ کن کاموں میں لائیں گے۔ اور پہلے ہی فیصلہ ان میں ہو چکا تھا۔ آخر میں ایک دن وہ بولے۔

"تم اپنے ٹھاکر کو جہاں چاہو لے جاؤ۔ ہم لوگ تمہارے اس کام میں رکاوٹ نہ ڈالیں گے ــــ یہاں رہنے سے تمہیں کھانا کپڑا کون دیگا۔"

میں نے کہا ــــ "تم لوگوں نے جو دینا منظور کیا ہے۔ وہی میرے لئے کافی ہے ــــ"

انہوں نے کہا ــــ "دستاویز میں لین دین کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے ــــ"

میں اپنی شادی کے پچاس سال بعد اپنے ٹھاکر جی کو لے کر جلدی گاؤں کے تیرتھ یاتریوں کے ساتھ میں کاشی چل دی۔ لیکن اس پاپی من کو کہیں شانتی نہیں ملی۔ میرے من کی تپش دور نہ ہوئی۔ آٹھ سال کی عمر میں سسرال گئی تھی۔ پھر لوٹ کر گھر میں نہ جا سکی ــــ تمہاری ماں کے بیاہ میں جانے کی ساری خواہش بے کار گئیں۔ آخر میں پتا جی کے خط سے تم لوگوں کے جنم کا علم ہوا۔ اپنی بہن کی موت کی خبر بھی میں نے سنی۔ تم سب کے یتیم ہونے پر بھی گود میں کھلانے کا موقع مجھے بھگوان

نے نہ دیا۔

تیرتھ یاترا کر کے بھی جب میں نے دیکھا کہ خواہشات میرا ساتھ نہیں چھوڑتیں تو تم لوگوں کو تلاش کرنے لگی ۔۔۔ اگرچہ میں نے سنا تھا کہ تمہارے پتا جی نے سناتن دھرم چھوڑ کر برہم سماج سے ناطہ جوڑ لیا ہے تو بھی تم لوگوں کی یاد من سے نہ گئی ۔۔۔ اس طرح کاشی کے اسی آدمی سے سے تمہارا پتا کر میں یہاں پہونچ گئی۔"

اپنے گھر میں ایک ویشنومی کو دیکھ کر وردا سندری جل بھن گئی۔ جب اس نے پریش بابو سے احتجاج کیا تو وہ بولے۔

"ہم لوگوں کا رہنا تم پسند کرتی ہو اور ایک اناتھ ودھوا کا رہنا تمہیں پسند نہیں ۔۔۔!"

ستیش اور سچریتا کی موسی ہری موہنی سچریتا کو اپنی مرحوم بیٹی منورما کے برابر ہی سمجھنے لگی۔ کبھی کبھی تو سچریتا کو پیچھے سے دیکھ کر ہری موہنی چونک پڑتی ۔۔۔ اسے لگتا گویا منورما ہی آ رہی ہے ۔۔۔! وہ یکبارگی سچریتا کا منہ چوم لیتی ۔۔۔ آنسوؤں سے بوجھل سچریتا بھی موسی کے گلے لگ جاتی۔

وردا سندری کو یہ دیکھ کر تو اور بھی غصہ آیا کہ دو ہی دن میں سچریتا ہری موہنی کی ہو کر رہ گئی ہے۔ اسی لئے سماج کے لوگوں کے

سامنے صرف تنقید و تبصرے سے ہی اس نے کام نہیں لیا۔ بلکہ ہری موہنی کو ناحق پریشان بھی کرنے لگی ـــــ ہری موہنی نے بھی گویا تکلیف برداشت کرنے کا پرن کر لیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ پانی لانے والا کوئی نہیں تو اس نے کھانا بنانا ہی چھوڑ دیا اور وہ پھلوں سے ہی اپنے ٹھاکر جی کو بھوگ لگا کر اسے پرشاد کی شکل میں قبول کر کے دن کاٹنے لگی ـــــ یہ سب دیکھ کر سچریتا کو بہت ہی دکھ ہوا ـــــ اس نے کہا ـــــ

"اگر میں دوسری ذات کے ہاتھ چھوا کھانا چھوڑ دوں تو تم مجھے اپنا کام کرنے دو گی ـ؟"

"بیٹی ـــــ جس دھرم کو مانتی ہو اسی دھرم کو مان کر چلو ـــــ میرے لئے تمہیں دیکھ پانا ہی کافی ہے۔ اپنے پتا کے برابر پریش بابو کی تعلیم کو مان کر چلنے ہی میں تمہارا کلیان ہے۔" ہری موہنی نے کہا ـ

درداسندری کے غیر مناسب سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ سچریتا آہستہ آہستہ اس کے ہاتھ سے نکل ہری موہنی کے ہاتھ کا کھلونا بن گئی ـــــ وہ اسی کے پاس رہنے لگی۔ اور اس کا دیا پرساد کھا کر رہنے لگی ـــــ

سچریتا نے کہا ـــــ

"موسی ـــــ تم جیسے بھی رہنے کو کہو گی میں ویسے ہی رہوں گی لیکن تمہارے پانی لانے کا کام میں کسی دوسرے کو نہ کرنے دوں گی ـــــ کیا تمہارے ٹھاکر جی بھی ذات پات مانتے ہیں۔؟ ان کا بھی کوئی سماج ہے کیا۔ جو انہیں پراشچیت کرنا پڑے گا ـ"

آخر میں ہری موہنی کو ہار ماننا پڑی ـــــ اور ہری موہنی، سچریتا اور ستیش اس گھر میں الگ سے رہنے لگے ـــــ

وردا سندری نے اب برہم بہنوں کی سبھا بھی اپنے گھر میں ہی کرنا شروع کر دی ــــ ہری موہنی عزت کے بدلے میں ان سے بے عزتی پاتی ــــ سچریتا موسی کے پاس رہتی ہوئی سب کچھ خاموشی کے ساتھ سہہ لیتی ــــ کھانے وغیرہ کے خاص انتظام والے دن وردا سندری کے بلانے پر بھی سچریتا ان کے ساتھ کھانے سے انکار کر دیتی۔ اپنے سماج میں سچریتا کا ٹھکرا دیا جانا ہری موہنی کے لئے ناقابلِ برداشت ہو گیا ــــ لیکن سچریتا کچھ بھی من میں نہ لاتی۔ ایک دن ایک برہم عورت جوتے پہن کر ہی ہری موہنی کے کمرے میں جانے لگی ــــ تو سچریتا نے اسے بالکل روک دیا ــــ "اس کمرے میں ٹھاکر جی ہیں ــــ"

"ٹھاکر جی کی تم بھگتی کرتی ہو ــــ؟" اس برہم عورت نے کہا ــــ

"ایسی قسمت کہاں ــــ؟ بھگتی کرتی تو میں اپنا جیون سپھل سمجھتی۔" سچریتا نے کہا۔

للتا درمیان میں ہی بول اٹھی۔ "تم جسے مانتی ہو کیا اس کی بھگتی نہیں کرتی ہو ــــ؟"

وہ سر ہلا کر چلی گئی۔

اس واقعہ نے ہرن بابو اور وردا سندری کو اور بھی نزدیک کر دیا۔ اب وہ اس کی تعریف کرتے نہ تھکتیں۔ ہرن بابو نے ایک دن پریش بابو کے سامنے سچریتا سے کہا۔

"سنا ہے آجکل تم نے ٹھاکر کا پرساد کھانا شروع کر دیا ہے؟"

غصہ سے لال ہو کر بھی وہ خاموش رہی۔ پریش بابو نے سچریتا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم لوگ جو کچھ بھی کھاتے ہیں، سبھی ٹھاکر جی کا پرساد ہے۔ اس کے خلاف بولنے سے کیا ہوگا ـــــ میں اسے بہت دنوں سے دیکھ رہا ہوں ہرن بابو ـــــ! اگر وہ راستے سے بھٹک جاتی تو میں مطمئن نہ رہتا۔

"سچریتا تو یہیں ہے ـــــ! اس سے کیوں نہیں پوچھ لیتے ـــــ" ہرن بابو نے کہا۔

"بابو جی سب جانتے ہیں ـــــ!" سچریتا نے کہا ـــــ اگر وہ میرا کردار برا نہیں مانتے ـــــ تو دوسروں کے ماننے سے کیا ـــــ؟ اگر آپ کو اچھا نہیں لگتا تو جی بھر کے برائی کیجئے۔"

ہرن بابو ساکت و جامد رہ گئے۔ لیکن انہوں نے سب برائی پریش بابو کے ماتھے جڑ دی۔ ہرن بابو کے کارن برہم سماج میں جہاں تہاں پریش بابو کے تذکرے سے سچریتا کو بہت ہی تکلیف محسوس ہونے لگی۔ ہری موہنی بھی یہ سب کچھ دیکھ کر انتہائی دکھ محسوس کرتی ـــــ

ادھر سچریتا کے فوری بیاہ پر وردا سندری پریش بابو کو پریشان کرنے لگی ـــــ پریش بابو سچریتا کی وجہ سے تو نہیں، ہاں گھر کے دیگر لوگوں کی اشانتی دیکھ کر بہت فکر مند ہو گئے تھے۔ اس سارے جھگڑے کی وجہ ہری موہنی کا اس گھر میں رہنا ہی تھا۔ اسی وجہ سے وردا سندری گڑبڑ مچا رہی تھی۔ پس وہ بولے۔

"اگر ہرن بابو سچریتا کو شادی کے لئے رضامند کر لیں تو میں کچھ نہیں

کہوں گا ـــ زبردستی میں کر نہیں سکتا۔

" اسی وقت ہرن بابو داخل ہوئے ـــ اور ایک کرسی کھینچ کر سچریتا کے قریب بیٹھ گئے ـــ پھر سچریتا سے بولے ـــ

" تم سے ایک خاص بات کرنی ہے۔"

سچریتا خاموش رہی۔ تبھی للتا بھی وہاں آ گئی ـــ اور ہرن بابو کے نہ چاہنے پر بھی سچریتا کے پاس بیٹھ گئی۔ لیکن ہرن بابو بھی رکاوٹوں سے گھبرانے والے نہ تھے۔ بولے۔

" شادی میں اور زیادہ دیر میں مناسب نہیں سمجھتا ـــ! میرا خیال ہے کہ اس اتوار سے اگلے اتوار ...."

" نہیں ـــ!" سچریتا درمیان میں ہی بول اٹھی ـــ

" کیا تم اور دیر کرنا چاہتی ہو ـــ" حیران ہو کر ہرن بابو بولے۔

" نہیں ـــ! شادی کے لئے میری رضامندی نہیں ہے ـــ"

سچریتا نے سر ہلا دیا۔

" اس کا مطلب ـــ؟"

للتا نے ہنس کر کہا ـــ" آج کل آپ مطلب کا مطلب بھی بھول گئے۔ ہرن بابو ـــ؟"

" میرے ساتھ ناانصافی کیوں کرنا چاہتی ہو ـــ" ہرن بابو نے استعجاب بھرے لہجہ میں جواب دیا۔

" اگر آپ اسے ناانصافی ہی سمجھتے ہیں تو میں وہی کروں گی ـــ"

اسی وقت باہر سے آواز آئی ـــ" وینے گھر میں ہیں ـــ"

" آئیے ونے بابو ـــ" سچریتا نے پرمسرت لہجہ میں کہا۔

ونے اندر آیا ـــ ہرن بابو کو اداس دیکھ کر بولا ـــ "اتنے دن نہ آنے کی وجہ سے آپ ناراض تو نہیں ـــ"

"ناراضگی کی تو بات نہیں ہے ـــ" ہرن بابو نے گفتگو میں حصہ لینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ـــ "لیکن آج آپ بے وقت آئے ہیں ـــ سچریتا کے ساتھ میری کچھ خاص باتیں ہو رہی تھیں ـــ"

ونے لوٹنے لگا تو سچریتا نے کہا ـــ "بیٹھئے ونے بابو ـــ ان کے ساتھ باتیں ہو چکیں ـــ آپ اچھے موقع پر آئے ـــ!"

خوش و خرم ونے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

جب سچریتا نے ہرن بابو کو کسی بھی طرح وہاں سے ٹلتے نہ دیکھا تو وہ ونے سے بولی۔

"آپ موسی سے نہیں ملیں گے کیا ـــ؟"

"بغیر ملے کیسے جا سکتا ہوں ـــ!" ونے اٹھ کھڑا ہوا اور سچریتا کے ساتھ چل دیا ـــ ان کے جانے کے بعد للتا نے ہرن بابو سے کہا "مجھ سے تو آپ کو کوئی خاص کام نہیں ـــ؟"

"شاید تمہیں کہیں دوسری جگہ کام ہے۔ تم جا سکتی ہو ـــ"

"ونے بابو آج بہت دنوں کے بعد آئے ہیں۔ میں ان سے بات چیت کرنے جاتی ہوں ـــ" للتا نے ہرن بابو کے اشارے کو سمجھتے ہوئے بھڑک کر کہا اور چلی گئی ـــ

ہرن بابو کے لئے وہاں اور بیٹھا رہنا دشوار ہو گیا۔ انہوں نے ورد اسندری سے سب کہہ دیا۔ وہ آگ بگولہ ہو اٹھی اور اوپر ہری موہنی کے کمرے میں جا کر انہوں نے للتا ـــ سچریتا ـــ وغیرہ پر اپنا غبار نکالا۔

اور دونوں کو نیچے جانے کے لئے کہا ــــ دنے کو سب حالات سمجھتے دیر نہ لگی۔

"کہئے ــــ آپ کو کیا کہنا سننا ہے ــــ" سچریتا نے نیچے دالان میں آکر ہرن بابو سے کہا ــــ

"سچریتا، تم میرے ساتھ نا انصافی کر رہی ہو۔ میں نے تمہیں جو وچن دیا ہے وہ اب بھی . . . ."

کیا صرف منہ کی بات سے ہی ہوتا ہے ــ" سچریتا درمیان ہی میں بول اٹھی ــــ" اس وچن کی بنیاد پر کیا آپ مجھ پر بھی ظلم کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی بھول سمجھ لینے کے بعد پہلی کسی بھی بات کو ماننا میرے لئے ممکن نہیں ہے ــــ!"

"تم نے کیا بھول کی تھی ــــ؟"

"میرا دل اب نہیں ــــ! کتنا ہی ٹھیک نہیں ــــ!"

"سماج کے آگے ہم کیا جواب دیں گے؟"

"آپ کہہ سکتے ہیں کہ سچریتا کے ارادوں میں پختگی نہیں ــــ جو چاہیں کہیں۔ لیکن میرا اس بات میں آخری جواب 'نہیں' ہی ہے۔"

اس وقت پریش بابو بھی آگئے ــــ ہرن بابو ان سے بولے ــــ

"پریش بابو ــــ! اتنے دن بعد اس شادی کے بارے میں سچریتا کی

منظوری نہیں ہے۔ ان توہین آمیز حالات کے تئیں آپ کو کبھی جواب دینا پڑے گا۔"

"بیٹی۔۔۔ نہیں یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" پریش بابو نے کہا۔ پھر پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ سچریتا کے چلے جانے کے بعد وہ ہرن بابو سے بولے۔ "اس حالت میں شادی نہیں ہو سکتی۔"

"کیا آپ سچریتا کو ابھی رائے نہیں دے سکتے۔۔۔؟" ہرن بابو کہنے لگے۔۔۔ "آپ کے خاندان میں آج کل جو کچھ بھی ہونے لگا ہے وہ سب آپ کے ناجائز لاڈ پیار کا ہی نتیجہ ہے۔"

"اپنے خاندان کے بھلے برے کا بوجھ میرے علاوہ اور کون لے گا۔۔۔"

پریش بابو مسکرائے۔

"آپ کو دکھ اٹھانا پڑے گا۔"

"اپرادھ سے ڈرتا ہوں ہرن بابو۔۔۔ پشچاتاپ سے نہیں۔"

آگ بگولہ ہو کر ہرن بابو چلے گئے۔۔۔

سچریتا کو کہیں بھی چین نہ ملتا۔ گورا کے تئیں اس کی ذہنی الجھنیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ وہ رات دن فکر مند رہتی۔ ادھر ہرن بابو نہ صرف سماج میں بلکہ اخباروں میں بھی اس کے خلاف لکھنے لگے ہیں۔ اس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔ لیکن وردا سندری کا سارا غصہ بھو کی شیرنی کی مانند ہری موہنی پر برسنے لگا۔ اس نے ایک دن ہری موہنی سے کہا۔

"تم جب تک چاہے ہمارے یہاں رہو۔ لیکن تمہارے ٹھاکر جی کو میں اپنے یہاں نہیں رہنے دوں گی۔۔۔"

ہری موہنی سمجھ گئی کہ اب کچھ نہ کچھ فیصلہ کرنا ہی ہوگا۔ کچھ دیر خاموش

رہنے کے بعد وہ پاس بیٹھے ونے سے بولی —— "میں تیرتھ یاترا کو جاؤں گی
تم لوگوں میں سے کوئی مجھے پہنچا آئے گا کیا۔"

"میں پہنچا آؤں گا —— !" ونے بولا —— "جب تک تمہاری مرضی
ہو تم میری ماں کے پاس رہو۔ ایک بار میں تمہیں اپنی ماں کے پاس لے
چلوں گا۔ پھر تم جس تیرتھ پر کہو گی پہنچا آؤں گا۔"

"تو کل سویرے —— !"

"آج ہی رات کو چلئے نا —— !"

سچریتا نے اوپر آکر دیکھا کہ ہری موہنی اپنا سامان اکٹھا کر رہی ہے۔
وہ بولی —— "موسی یہ کیا —— ؟"

"ادھر گھر میں موسی کا رہنا سب کے لئے ناقابلِ برداشت ہو گیا ہے
اس لئے میں انہیں ماں کے پاس لے جا رہا ہوں۔" ونے نے جواب دیا۔

خاموش سچریتا موسی کے پاس جا بیٹھی۔ کیونکہ وہ موسی کی تکلیف
جانتی تھی۔ کچھ دیر بعد سچریتا نے کہا —— "موسی، بابو جی کو اطلاع دیئے
بغیر جانا انیائے ہو گا۔"

"ہاں —— یہ ٹھیک ہے۔" ونے بولا۔

پریش بابو روشنی میں بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے۔ سچریتا ان کے پاس
جا بیٹھی۔ وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ کہہ نہ سکی۔ اور جب لوٹنے لگی تو پریش
بابو نے کہا۔ "رادھا —— تم اپنی موسی کی بات مجھ سے کہنے آئی تھیں نا۔
اس قسم کے تکلیف دہ ماحول میں وہ اس گھر میں رہ بھی کیسے سکتی۔"

"موسی تو یہاں سے جانے کے لئے تیار ہیں۔" سچریتا بولی۔

"میں جانتا ہوں۔ اس لئے تمہاری موسی کے لئے میں نے ایک مکان

ٹھیک کر رکھا ہے۔ اس کا کرایہ تم دینا۔"

کچھ نہ سمجھی۔ سچریتا ان کا منہ دیکھنے لگی۔ پریش بابو کچھ مسکرا کر پھر بولے "تم نہیں جانتی کہ کلکتہ میں تمہارے گیارہ مکان ہیں۔ ایک تمہارا اور ایک ستیش کا۔ موت سے قبل تمہارے پتا جو روپئے دے گئے تھے انہی سے میں نے یہ مکان خریدے ہیں۔ ان میں رہنے سے تمہاری موسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

"وہاں کیا وہ اکیلی رہ سکیں گی ــــ؟"

"تمہاری موجودگی میں وہ اکیلی کیوں رہیں گی۔"

"آپ جو کہیں گے وہی کروں گی۔"

"یہاں سے دو تین گھر بعد ہی تمہارا مکان ہے۔ برآمدے میں کھڑے ہونے سے ہی وہ گھر دکھائی دیتا ہے۔ میں تمہاری خبر لیتا رہونگا۔"

سچریتا کے دل سے ایک بھاری بوجھ اتر گیا۔ اور وہ اسی وقت اپنی موسی کے پاس چلی گئی۔

دوسرے دن سچریتا کے ساتھ ہی لاوینہ، للتا خوشی خوشی سچریتا کا نیا مکان سجانے لگیں۔ لیکن اس امنگ اور جوش میں دلی درد و کرب بھی پوشیدہ تھا۔

اپنی پوجا ختم کر کے جب پریش بابو نے سچریتا کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو کہنے لگے۔ "بیٹی، روتی کیوں ہو ـــ؟ پیچھے کی طرف دیکھ کر آگے کا راستہ طے کرو ــــ سکھ دکھ کو چپ چاپ سہ لیا کرو ــــ اور بہر طور اچھا کام کرو۔ خوش رہنا ہی زندگی کا اولین کام ہے۔ مکمل طور پر ایشور کو سب کچھ سونپ کر اسکو اپنی منزل اپنا نشانہ سمجھو۔"

جب وہ پوجا گھر سے باہر آئے تو دیکھا کہ ہرن بابو انتظار کر رہے ہیں۔ سچیریتا نے آہستگی سے اسے آداب کیا۔

"سچیریتا ——! آج تک تم نے جس سچائی کا دامن تھاما۔ آج اس سے پیچھے ہٹ رہی ہو۔" ہرن بابو اعتماد بھرے لہجہ میں بولے۔ "یہ ہم لوگوں کے لئے دکھ کی بات ہے۔"

سچیریتا خاموش رہی۔ پریش بابو بولے —— "بھگوان ہی بہتر جانتے ہیں۔ ادھر ادھر کا خیال کر کے ہم بے کار ہی دکھی ہوتے ہیں۔ میں تخیلی باتوں کو دل میں جگہ نہیں دیتا۔"

"للتا اکیلی ونے کے ساتھ اسٹیمر پر چلی آئی۔ کیا یہ تخیلی بات ہے؟" ہرن بابو نے کہا۔

غصہ کے مارے سچیریتا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پریش بابو نے کہا ——

"ہرن بابو، آپ کے دل میں جوش ہے۔ اس لئے اس بارے میں آپ سے باتیں کرنا انیائے ہو گا۔"

"آپ سوچیئے، میں ذاتی طور پر نہیں۔ بلکہ سماج کی طرف سے کہہ رہا ہوں۔ آپ ایسے لوگوں کو گھر میں عزت و توقیر بخش رہے ہیں جو آپ کے گھر کے لوگوں کو اپنے سماج سے دور لے جانا چاہتے ہیں۔"

"آپ کی سوجھ بوجھ انوکھی ہے۔" خفا ہو کر پریش بابو کہنے لگے —— "آپکے ساتھ میرے خیالات کیسے ملیں گے۔"

"ٹھیک ہے ——" ہرن بابو بولے —— "میں سچیریتا کو ہی ساکھی مانتا ہوں۔ وہی سچ سچ کہے کہ کیا للتا اور ونے کے تعلقات ظاہری نہیں اس بات کا جواب دینا ہی ہو گا۔ یہ معمولی بات نہیں۔"

"معمولی ہو یا نہ ہو۔ آپکو اس بارے میں کچھ بھی کہنے کا حق نہیں۔"
سچریتا نے کہا۔

"جب تک تم لوگ سماج میں ہو، سماج وچار کرے گا ہی۔"
للتا نے دخل دیتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ کو سماج نے وچارک کے عہدے پر لیبنات کیا ہے۔ تو اس سماج کے باہر ہو جانا ہی ہمارے لئے مناسب ہے۔

"ہرن بابو۔۔۔! اپنے گھر میں جا کر اپنا اجلاس لگائیے۔ کسی گرہست کے گھر میں آکر اگر اسکی برائی کریں۔۔۔ ہم لوگ آپ کے اس حق کو کبھی نہ مانیں گے۔ آؤ للتا بیٹھو۔" سچریتا بولی۔

للتا تب بھی کھڑی ہی رہی اور بولی۔۔۔ "ہرن بابو، جو کہنا چاہیں میں سب سننا چاہتی ہوں۔"

ہرن بابو خاموش رہے۔ للتا بھی سچریتا کی مانند ان کے خلاف کھڑی ہو جائے گی۔ انہیں اس کا خیال تک نہ تھا۔ پھر بھی وہ ہار نہ ماننے والے تھے۔
"ستیہ کی جیت یقیناً ہو گی۔"

ونے کے ساتھ سٹیمر پر آئے للتا کو پندرہ دن ہو گئے تھے۔ آہستہ آہستہ یہ بات سماج میں پھیل رہی ہے۔ لوگ برہم سماج کا مستقبل بھی تاریک سمجھنے لگے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سچریتا کا ہندو موسی کے ساتھ رہنا۔ اور ہندو

ہو جانا بھی سماج میں پھیل رہا ہے۔

للتا نے کبھی بھی ہار نہ ماننے کا دل ہی دل میں پختہ ارادہ کر لیا تھا. و نے اس کے دل پر مکمل طور سے قبضہ کئے بیٹھا تھا. اگر وہ ایک دن بھی اس کے گھر میں نہیں آتا تو وہ فکر مند ہو جاتی۔

ایک دن للتا نے پریش بابو کے ساتھ جاکر سکول ٹیچر بننے کی خواہش کا اظہار کیا. جب انہوں نے لڑکیوں کے سکول کی کمی کا ذکر کیا تو وہ بولی.

"تو کیا پتا جی ـــــ لڑکیوں کا سکول کھولا نہیں جا سکتا ـــ ؟"

"اس کے لئے کافی خرچ چاہیئے ـــ!" وہ بولے ـــ "اور دوسرے لوگوں کی امداد کی بھی ضرورت ہے۔"

کچھ دیر بعد وہ چپ چاپ اٹھ کر چلی گئی۔ پریش بابو اس کی ذہنی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگے۔

اس دن دوپہر کو للتا سچریتا کے گھر گئی۔ للتا کو آتا دیکھ کر سچریتا نے ہاتھ والی کتاب نیچے رکھ دی اور پھر اٹھا کر پڑھنے لگی۔ یہ کتاب گورا کے مضامین کا مجموعہ تھا۔

للتا سچریتا کے پاس بیٹھ کر اپنے دل کا درد بتانے لگی. اس نے اس محلہ میں لڑکیوں کا اسکول کھولنے کی تجویز بھی رکھی۔ للتا کی ذہنی کیفیت کا اندازہ لگا کر سچریتا خاموش ہی رہی۔ وہ بولی۔

"عورت ہو کر جنم لینے کی وجہ سے ہی کیا ہم خاموش رہیں ـــ ؟ کیا ہم دنیا میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ محلے کی ان پڑھ لڑکیوں کو اگر ہم مفت پڑھانا چاہیں گے تو بہت خوش ہوں گی ـــ! وہ پڑھنا چاہیں گی، انہیں ہم دونوں مل کر یہاں تمہارے گھر میں پڑھا دیا کریں گے۔

اس میں خرچ کی کیا ضرورت ہے۔"

"اگر پڑھنے والی لڑکیاں ملیں تو میں یہ کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔"
سچر یتا نے کہا۔

"میں کوشش کر کے دیکھوں گی۔" اور للتا چلی گئی۔

للتا نے لڑکیاں جمع کرنے کا کام لاوینہ کو سونپا۔ بہت سی لڑکیاں تیار بھی ہو گئیں۔ لیکن اسکا سجا سجایا اسکول والا گھر سونا ہی رہا۔ کیونکہ لوگوں نے اسے برہمو سماج کے پرچار کا بہانہ سمجھا۔ اور ناراض ہو کر اپنے گھروں کی عورتوں کو پریش بابو کے گھر کی عورتوں سے بات چیت کرنے سے روک دیا۔

پھر للتا نے خود دھن برہم کماریوں کو پڑھانے کی تجویز بنائی۔ لیکن وہاں سے بھی ناامیدی ملی۔ اسکی وجہ تھی اور دونے کا برہمو نہ ہونا۔ اور سچریتا کا ہندو ہو جانا —— کچھ لوگوں نے چال چلن پر کیچڑ بھی اچھالا۔ سچریتا کے پاس جا کر للتا نے کہا۔

"کچھ سنا دیدی —— !"

"سنا تو نہیں۔ جانتی سب کچھ ہوں۔" سچریتا مسکرائی۔

"کیا یہ سب باتیں برداشت کرنے کے قابل ہیں۔ کوئی بات سہہ لینا ایک طرح سے ناانصافی کو قبول کر لینا ہے۔" للتا بولی۔

"تو کیا کرنا چاہتی ہو —— !"

"کچھ کرنا ہی ہوگا ——" للتا بولی۔ "ان نیچ لوگوں سے میں ہار ماننے والی نہیں۔ کسی بھی طرح نہیں۔"

"ایک بار بابو جی سے تو بات کر لو۔" سچریتا نے کہا۔

"میں ابھی ان کے پاس جاتی ہوں۔"
گھر پہنچ کر للتا نے دیکھا کہ ونے سر جھکائے جا رہا ہے۔ وہ چھٹک کر نمستے کر کے چلدیا۔
للتا کے دل میں گویا گرم سلاخ چبھ گئی۔ وہ تیزی سے اپنی ماں کے کمرے میں گئی اور کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔
"ونے بابو سے میرے بارے میں کچھ بات ہوئی تھی؟"
"ہاں بیٹی — ! جب دیکھا کہ سماج میں چاروں طرف برائی ہو رہی ہے۔ تو مجبور ہو کر انہیں بتا دینا ہی مناسب سمجھا۔" وردا سندری نے کہا۔
"کیا بابو جی نے بھی انہیں آنے سے منع کر دیا ہے۔" دھڑکتے دل سے للتا نے کہا۔
"وہ اگر ایسی باتیں سوچتے تو ایسا ہوتا ہی کیوں۔"
"کیا ہرن بابو یہاں آسکیں گے؟"
"ہرن بابو کیوں نہیں آئیں گے؟" وردا سندری کی بھنویں تن گئیں۔
"تو ونے بابو کیوں نہیں آئیں گے —؟"
"تم جاؤ — ! میرا جی مت جلاؤ۔"
پریشان للتا فوراً چلدی۔ پریش بابو کے پاس پہنچ کر اس نے فوراً سوال کیا — بابو جی ! کیا ونے بابو ہم لوگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہیں؟
سوال سنتے ہی پریش بابو گھریلو ماحول سمجھ گئے۔ ونے اور للتا کے بارے میں وہ کئی بار سوچ چکے ہیں۔ وہ بولے —
"ونے کو میں بہت اچھا سمجھتا ہوں۔"

چند لمحہ خاموش رہ کر للتا بولی۔ "گورا بابو کی ماں دو بار ہمارے گھر آچکی ہیں۔ میں آج پتا دیدی کے ساتھ ان کے گھر جانا چاہتی ہوں۔"

"جاؤ ــــ!" چند لمحہ تک ذہنی الجھنوں پر عبور پاکر پریش بابو نے کہا۔

ونے کے خواب و خیال میں نہ تھا کہ جہان کی شکل میں وہ جس گھر میں جاتا ہے وہاں شعلہ برسانے والا جوالا مکھی چھپا ہے۔ پریشان و متفکر ونے آنندی کے گھر جاکر خاموشی کے ساتھ گورا کے کمرے میں لیٹ گیا۔

تیسرے پہر آنندی جب سوکھے کپڑے اٹھانے کے لئے چھت پر آئی تو ونے کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"تو اتنے اداس کیوں ہو۔؟" آنندی نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"جب پہلے میں نے پریش بابو کے گھر آنا جانا شروع کیا تھا تو گورا کو ایسا نہ لگا تھا۔" اٹھتے ہوئے ونے بولا۔ "اسکا غصہ نامناسب نہیں تھا۔"

"تم نے خود میں کونسی بے وقوفی کی نشانی رکھی ہے ــ" مسکرا کر آنندی نے پوچھا۔

"ہاں، ہمارا سماج دیگر سماجوں سے مختلف ہے۔ میں نے کبھی نہیں

سوچا تھا۔ ان لوگوں کے پر خلوص سلوک سے متاثر ہو کر میں نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ قربت کبھی میرے لئے تکلیف کا باعث بن جائے گی۔ میں سماج میں ان لوگوں کے لئے بدنامی پھیلانے کا باعث بنا ہوں ان لوگوں کی بدنامی کی وجہ سے اب میں وہاں جانے کے قابل نہیں رہا ——" ونے بولا۔

"گورا ایک بات بار بار کہتا تھا —— جہاں اندر اندھیرا چھپا ہو۔ وہاں ظاہری شانتی کے باوجود اشانتی کی آگ سلگتی رہتی ہے، اور نقصان پہنچاتی ہے۔ ان کے سماج کی اشانتی سے کچھ لینا دینا نہیں۔ پھل اچھا ہی ہوگا۔ تمہیں اپنا برتاؤ پاکیزہ رکھنا چاہیئے۔"

دوسرے سماج کی ہونے کی وجہ سے ونے کے ساتھ للتا کی شادی نہیں ہوسکتی۔ پھر اس کی محبت کیوں —— ؟ یہ بات ونے کو تڑپا رہی تھی —— وہ یکایک بولا۔

"ششی مکھی سے میری شادی ہو ہی جانی چاہیئے تھی۔"

"تم ششی مکھی کو گھر کی بہو نہیں، زنجیر بنا کر رکھنا چاہتے ہو ——" آنندمئی ہنس کر بولی۔

اسی وقت دالان میں پریش بابو کے گھر سے دو عورتوں کی آمد سے اطلاع ملی۔ دھڑکتے دل سے ونے اٹھ کر بولا۔ "میں اب جاتا ہوں۔"

"ابھی مت جاؤ ونے۔ نیچے کمرے میں بیٹھو۔" آنندمئی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

ونے کو تھوڑی دیر بعد پھر آنندمئی کے پاس واپس آنا پڑا۔ اس کے مرجھائے چہرے کو دیکھ کر سچریتا اور للتا دونوں متفکر ہو گئیں۔

ونے کے پہنچتے ہی للتا نے کہا۔

"ونے بابو — ! آپ سے چند باتیں کرنا ہیں۔"

ونے کا سوکھا چہرہ کھل گیا۔

"ہم کئی بہنیں مل کر ایک کنیا پاٹھ شالہ چلانا چاہتی ہوں —"
للتا نے پھر کہا — "آپ کو ہماری مدد کرنا ہوگی۔ ہمیں برہم ہندو لوگ وشواش کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ آپکو کچھ ذمہ داری اپنے اوپر لینا ہوگی۔"

"آپ فکر نہ کریں۔" خوش ہو کر ونے نے کہا — "میں وہ ذمہ داری لینے کو تیار ہوں۔" لیکن ورداسندری کی باتوں کا دھیان آتے ہی اور سماج میں للتا کے خلاف چل رہی تحریک کا خیال کر کے ونے کچھ ہچکچانے سا لگا۔

"اس بارے میں ایک بار پتا جی سے مشورہ کر لینا ضروری ہے۔"
یکبارگی سچریتا نے کہا۔

"پتا جی سے تو مشورہ لینا ہی ہوگا۔" للتا نے کہا — "ونے بابو راضی ہوں تو پتا جی سے بھی پوچھ لوں گی — وہ اعتراض نہ کریں گے۔ انہیں بھی تو ہمیں تعاون دینا ہوگا —" وہ آنندئی کی طرف دیکھ کر بولی — "آپ کو بھی ہم نہ چھوڑیں گے۔"

"میں تمہارے سکول کو صاف کر آؤں گی۔ اس سے زیادہ اور میں کیا کر سکتی ہوں۔" مسکرا کر آنندئی نے کہا۔

سچریتا اور للتا کے چلے جانے کے بعد ونے بھی گھومنے کے خیال سے ایڈن گارڈن کی طرف چل دیا۔

للتا نے پریش بابو کے پاس جا کر کہا۔ "ہمارے برہم ہونے کی وجہ

سے کوئی ہندو لڑکی ہمارے پاس پڑھنے نہیں آنا چاہتی۔ اس لئے سوچتے ہوں کہ کسی ہندو سماج کے آدمی کو اس معاملہ میں شامل کرنے میں بہتر رہے گا۔"

"ہندو سماج کا آدمی کہاں سے ملے گا؟" پریش بابو نے کہا۔

"ونے بابو جو ہیں۔" للتا نے کہا۔

"سب باتوں پر غور کرنے کے بعد وہ کبھی تیار نہ ہوں گے ــــ" پریش بابو نے کہا ــــ "کوشش کرنے سے اور زیادہ تلخی و کشیدگی بڑھے گی ــــ"

للتا نے اپنے کمرے میں جاکر دیکھا کہ اس کی ایک سہیلی شیل بالا کا خط پڑا ہے۔ للتا اٹھاکر پڑھنے لگی۔

"تم لوگوں کے بارے میں مختلف قسم کی باتیں سن کر دل فکر مند ہو گیا ہے۔ یہ سن کر کہ تم کسی ہندو نوجوان سے شادی کرنے جارہی ہو۔ دل متفکر ہو گیا ہے۔"

للتا کا تن بدن جل اٹھا۔ وہ فوراً جواب لکھنے بیٹھ گئی۔

"برہم سماج کے آدمی نے تمہیں جو خبر دی ہے اس کی سچائی بھی کیا جاننا ہو گی۔ برہم سماج میں ایسے مشہور نوجوان ہیں جن کے ساتھ شادی کی بات ہی موت کے برابر ہے اور ہندو سماج کے ایسے نوجوان کو میں جانتی ہوں۔ جس کے ساتھ شادی ہونا ہر ایک برہم کماری کے لئے فخر کی بات ہے۔ اس سے زیادہ میں تم سے کچھ کہنا نہیں چاہتی۔"

ادھر پریش بابو اور زیادہ متفکر ہو گئے۔ وہ سچریتا کے گھر جا پہنچے۔ اور بیٹھتے ہوئے بولے ــــ "بیٹی ــــ! للتا کے بارے میں

فکر کی بات پیدا ہو گئی ہے۔"

"جانتی ہوں بابوجی۔" ڈوبی ہوئی آواز میں سچریتا بولی۔

"میں سماج میں کی جانے والی برائیوں کی بات نہیں سوچتا ـــــ"

پریش بابو کہنے لگے ـــــ "اچھا للتا کیا ـــــ! اس کے دل میں کوئی ایسا خیال پیدا ہوا ہے جسے وہ خود منظور کرنا نہیں چاہتی۔ کیا ونے کو اپنے گھر میں آنے دینا اس کے مفاد کے خلاف ہے۔"

"ونے بابو کا چال چلن ٹھیک ہے۔" سچریتا نے کہا۔

پریش بابو کے ہاتھ جیسے کوئی نئی بات لگ گئی۔ وہ بولے۔

"تم نے ٹھیک کہا رادھا۔ ونے کو بھلا آدمی سمجھتے ہیں میں نے بھول نہیں کی۔" پھر وہ سچریتا کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"تم سے آج مجھے ایک نیا سبق ملا ہے بیٹی ـــــ!"

"یہ کیا کہتے ہیں بابوجی۔"

"انسان خود ہی برہمو، ہندو، مسلمان وغیرہ سماج کے بنائے ہوئے ناموں کو خود ہی ایک گورکھ دھندا تیار کر لیتا ہے۔ میں اب تک بے کار ہی ان میں بھٹکتا رہا۔" پریش بابو کچھ رک کر بولے۔

"کیا پاٹھ شالہ کے بارے میں ونے کی امداد لینے کے لئے للتا میری اجازت چاہتی ہے ـــ؟"

"بابوجی ابھی کچھ دن اسے رہنے دیجئے۔" سچریتا بولی۔

چار دن بعد ہرن بابو ایک خط لے کر ورداسندری کے پاس آئے۔ اور اسے خط دیتے ہوئے بولے ــــ "میں آپ لوگوں کو محتاط کرنے کی وجہ سے برا نہیں ہوں ــــ! لیکن اس خط کو پڑھ کر آپ سمجھ جائیں گی کہ معاملہ کہاں تک بڑھ چکا ہے۔"

شبل بابو کو لکھے گئے اس خط کو ورداسندری نے پڑھا اور پھر بولی ــــ "جو کبھی سوچا تک نہیں وہی ہو رہا ہے۔ جو مناسب سمجھیں آپ لوگ ہی کریں۔ میں نہیں جانتی۔"

ہرن بابو نے ورداسندری کی عظمت کا خیال کرتے ہوئے آخر میں وہ خط پریش بابو کو تھما دیا۔ تین بار اسے پڑھنے کے بعد وہ بولے۔

"تو کیا ہوا ــــ؟"

"اب اور باقی رہا ہی کیا ہے؟" ورداسندری نے کہا ــــ "ٹھاکر ہوں ــــ ذات پات کا جھگڑا ــــ سبھی کچھ تو ہو گیا۔ اب صرف ہندو گھر میں تمہاری لڑکی کی شادی ہونا رہ گئی ہے۔ وہ بھی ہو جائے۔ بس اس کے بعد پراشچت کر کے ہندو سماج میں داخل ہو جانا ــــ"

"تمہیں کچھ بھی کہنا نہ ہوگا ــــ" پریش بابو ہنستے ہوئے بولے ــــ "اس خط میں تو میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھتا ــــ"

"اگر وقت پہ ہی تم سب کچھ دیکھ لیتے تو اتنا بڑا حادثہ وقوع پذیر ہی کیوں ہوتے۔" ورداسندری نے کہا۔

میرے خیال میں للتا کے خط کا مطلب اس سے پوچھنا مناسب ہے۔" ہرن بابو بولے۔

اسی وقت آندھی کی طرح للتا اندر داخل ہوئی اور بولی ــ
" پتاجی ـــ! دیکھئے ـــ! برہم سے آج کل اس قسم کے نہ معلوم خط آتے ہیں۔"

پریش بابو نے للتا سے خط لیکر پڑھا۔ ونے کے ساتھ للتا کی شادی خفیہ طور پر طے ہو گئی ہے۔ اس بات کو لیکر خط لکھنے والے نے طرح طرح کی دھمکیاں، تنبیہ اور اپدیش دیئے تھے۔

ہرن بابو نے بھی وہ خط پڑھا۔ لیکن پہلے والا خط للتا کی طرف بڑھا کر بولے۔" تم نے اپنے ہاتھ سے یہ خط کس وجہ سے لکھا ؟ برہم سماج کے تئیں اپنے فرض کا احساس کرتے ہوئے ہی یہ خط شیل بالا نے میرے پاس بھیجا ہے۔"

للتا تن گئی ـــ" اب برہم کیا کہنا چاہتے ہیں کہیں۔"

"میں ونے اور تمہارے بارے میں اڑ رہی افواہوں کا واضح الفاظ میں جواب چاہتا ہوں ـــ" ہرن بابو بولے۔

للتا کانپتی ہوئی بولی۔ "کیوں کسی طرح بھی وشواس نہیں کر سکتے ـــ؟ میں صاف صاف کہے دیتی ہوں کہ میں ونے بابو کے ساتھ کو کسی بھی طرح ,کچھ بھی ناممکن یا انصافی نہیں سمجھتی۔"

" کیا یہ پکاّ ہو گیا ہے کہ وہ برہم دھرم اختیار کر سکے گا ـــ!"
ہرن بابو چونک اٹھے۔

" ایسی ہی کیا بات ہے کہ برہم دھرم کی دیکشا لینی ہی ہو گی۔"
للتا نے کہا۔ " میں ہرن بابو وغیرہ کے اس سماج سے خود کو آزاد کر لونگی"

"قید و بند کو ہی تم آزادی کہتی ہو ـــ ہرن بابو نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ ! کمینگی کے حملے اندر جھوٹ کی غلامی سے چھٹکارہ پانے کو میں آزادی سمجھتی ہوں۔" للتا بولی ۔۔۔ "جہاں میں کوئی اپنائے یا ادھرم نہیں دیکھتی وہاں برہم سماج ہمیں کیوں قبول کرے گا ۔۔۔"

"دیکھئے پریش بابو ۔ میں نے لوگوں کو محتاط کرنے کی کوشش کی ۔۔۔ لیکن بے کار ۔۔۔" ہرن بابو نے کہا۔

"یکھئے ہرن بابو ۔۔" للتا بولی ۔۔۔ "آپ سے جو کوئی بھی باتوں میں بڑے نہیں انہیں محتاط کرنے کا غرور دل میں نہ کیجئے۔"

للتا وہاں سے چلی گئی۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔۔۔" وروا سندری نے کہا ۔۔۔ "آپ کیا کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔"

"فرض کو نبھانا ہی ہوگا۔" پریش بابو نے کہا۔

سچریتا سوچنے لگی ۔۔۔ للتا یہ کیا کر بیٹھی۔

چند لمحہ خاموش رہ کر اس نے للتا سے کہا ۔۔۔ "برہم سماج میں چاروں طرف طوفان کھڑا ہو گیا ہے اگر ونے بابو راضی نہ ہوئے تو ۔۔"

"وہ یقیناً راضی ہوں گے۔" للتا کی آواز میں پختگی تھی۔

"بابو جی سے صلاح کر کے دیکھوں ۔۔۔؟" سچریتا نے کہا۔

"بابو جی ۔۔۔ ! کبھی میں اس شنگاریوں کے گروہ میں شامل نہ ہوں گے ۔۔۔ بابو جی نے جو ہمیں ہر قسم کی تکالیف اور رکاوٹوں کے باوجود ۔۔۔ انسان بنایا ہے تو آخر میں کیا ہرن بابو جیسے جیل داروغہ کے ہاتھ میں سونپ دیں گے۔" للتا بولی۔

"مان لیا بابو جی کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں گے ۔۔" سچریتا کہنے لگی

—" اس کے بعد پھر —؟"

"تم لوگ اگر کوئی علاج نہ سوچو گی تو میں خود ہی . . . ."

اسی وقت پریش بابو داخل ہوئے۔ وہ سچریتا سے بولے "للاوتا سب سنا تو ہوگا۔"

"مگر آپ اتنی چنتا کیوں کرتے ہیں۔" سچریتا نے کہا۔

"فکر صرف اتنی ہی ہے کہ اس طوفان کے حملوں کو کیا للتا برداشت کر سکے گی؟"

"سماج کی کوئی بھی اڑچن للتا کو کبھی بھی شکست نہ دے سکے گی۔ میں وثوق سے کہتی ہوں۔"

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ للتا کہیں ناراض ہو کر انتقامی جذبہ کے تحت تو یہ حرکت نہیں کر رہی —"

"اگر یہ بات ہوتی بابوجی تو میں اس کی بالکل نہ ڈرتی — بابوجی! ونے بابو تو بڑے اچھے آدمی ہیں۔" سچریتا نے کہا۔

"اچھا — ! ونے کیا برہمو سماج میں آنے کو راضی ہوگا —؟" پریش بابو نے سوال کیا۔

"یہ تو میں ٹھیک نہیں کہہ سکتی۔" سچریتا بولی — "اچھا بابوجی ایک بار گورا بابو کی ماں کے پاس ہو آؤں —"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔" پریش بابو نے کہا۔

"تو چلو — !" سچریتا بولی۔

آج گھر آنے پر ونے کو ایک گمنام خط ملا۔ خط میں للتا کے ساتھ اس کی شادی کو تکالیف کا باعث بتاتے ہوئے لکھا تھا کہ للتا کو تپ دق کا بھی خطرہ لاحق ہے ـــ اور بھی لمبی چوڑی اندیشہ کی باتیں لکھی تھیں۔ ونے سکتے کے عالم میں کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ وہ خط پاکر للتا کی سماج میں ہو رہی بدنامی کی بات سوچ کر اس کا دل خاص طور پر پریشان تھا۔ وہ اور زیادہ متفکر ہو گیا۔ وہ برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ تبھی اسے ہرن بابو آتے دکھائی دیئے۔ اندر انہیں کرسی پر بٹھا کر ونے ان کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

"آپ تو ہندو نا ـــ !" ہرن بابو نے سوال کیا ـــ "اگر کوئی سوال کرے کہ ہم کیا ہیں ـــ ؟ ہماری حدود کیا ہیں ـــ ؟ ہمارے کردار کا پھل کہاں تک پہنچتا ہے ـــ وغیرہ سوالات کسی حقیقت ہونے پر بھی سوال کرنے والے کو اپنا دوست سمجھے گا۔"

"آپ بلا تردد سب سوال کر سکتے ہیں ـــ" ونے نے کہا ـــ "جو حقیقت ہے وہ بلا شک کہہ ڈالئے۔"

"جب آپ کے لئے اپنا ہندو سماج چھوڑنا ناممکن ہے تو پریش بابو کے گھر جانا کیا مناسب ہے ؟ جس سے سماج میں پریش بابو کے گھر کی لڑکیاں تذکرے کا باعث بن جائیں۔"

"دیکھئے ہرن بابو ——!" ونے سنجیدگی سے بولا —— "سماج کی تمام تر ذمہ داری میں اپنے سر نہیں لے سکتا۔ ایسی باتوں کا اٹھنا دراصل آپ کے سماج کے لئے ہی باعث شرم بات ہے۔ برہم کے واقعات کو اگر آپ لوگ بھی اندرونی جھگڑوں کا نام دیں۔ تو پھر ہندو سماج کو چھوڑ کر انہیں آپ کے برہم سماج میں آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اپنے فرائض کا احساس مجھے خود کرنا ہے۔ آپ کچھ بھی مدد نہ کر سکیں گے۔"

"میں آخر میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو پریش بابو کے پریوار سے دور ہی رہنا چاہیئے —— شاید آپ نہیں جانتے کہ آپ لوگوں نے ان کا کتنا اور کیا نقصان کیا ہے۔" ہرن بابو نے کہا۔

ہرن بابو کے چلے جانے کے بعد ونے کے دل میں نشتر سے چبھنے لگے۔ اس کے بعد جب وہ آنندئی کے گھر گیا تو اس کا اداس منہ دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ وہ پریشان ہے۔

کھانے کے بعد آنندئی نے کہا —— "ونے! تجھے کیا ہو گیا ہے؟"

"ماں —— ! یہ خط پڑھ کر دیکھو ——" ونے بولا۔ اور جب آنندئی نے وہ خط پڑھ لیا تو اس نے پھر کہا —— "آج صبح میرے گھر آ کر ہرن بابو مجھے ڈانٹ ڈپٹ گئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میرا کردار سماج میں پریش بابو کی بدنامی کا باعث بن رہا ہے۔

"لوگ جو کہتے ہیں کہ للتا کے ساتھ تیرا بیاہ جوڑے ہو گیا ہے اس میں مجھے کوئی بھی بدنامی کی بات نظر نہیں آتی ——" آنندئی نے کہا۔

"اگر تمہیں کسی بات کا احساس ہو تو فوراً ہی للتا کی اس بدنامی کی

حفاظت کر سکتے ہو۔"

"کس طرح ماں ۔۔۔؟"

"للتا کے ساتھ شادی کر کے ۔۔۔!"

"کیا کہتی ہو ماں ۔۔۔؟ کیا میرے ارشاد کی طرف ہی سب لوگ دھیان لگائے بیٹھے ہیں ۔۔۔!"

"تو جو کچھ کر سکتا ہے۔ اتنا کرنے سے ہی اپنے فرض سے چھٹکارہ پا جائے گا۔ تو کہہ سکتا ہے کہ میں شادی کرنے کے لئے رضامند ہوں۔"

"کیا ایسا کہنا للتا کے لئے باعث توہین نہیں ہوگا؟"

"تم دونوں کی شادی کے تذکرے جب پھیل ہی گئے ہیں۔ یقیناً ہی ان میں کوئی وزن ہوگا۔"

"لیکن ماں ۔۔۔! گورا خیال ۔۔۔"

"اس معاملے میں گورا کے خیال کی ضرورت نہیں ۔۔۔" آنندئی نے عزم کے ساتھ کہا ۔۔۔ "للتا کے تئیں احترام دیتے ہوئے سماج میں اس کے لئے الجھان کی وجہ رہنے دینا تیرے لئے ممکن نہیں۔"

"ماں ۔۔۔!" ونے بولا ۔۔۔! "تم دنیا کی راہوں میں کہیں نہیں رکیں ۔۔۔؟"

"ونے تیرے لئے اب یہی مناسب ہے کہ پریش بابو کے پاس جا کر بات چیت کر ۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

آنندئی خود سچریتا کے پاس پہنچی۔ متعجب سی ہو کر سچریتا بولی۔ "میں خود آپ کے پاس آنے والی تھی۔

"وہ تو میں نہیں جانتی۔" آنندئی نے کہا ۔۔۔ "لیکن وجہ کی

اطلاع پاکر مجھ سے نہ رہا گیا۔ چلی آئی ــــ تمہارے ساتھ ناانصافی میں کیسے برداشت کرسکتی ہوں۔ بیٹی، ونے نے کوئی ناانصافی کی ہے نا۔"

"کچھ بھی نہیں ــــ ہلچل والی بات کیلئے للتا خود جواب دیگی۔"

"کوئی علاج تو کرنا ہی ہوگی ــــ! ونے بہت پریشان ہے ــــ دیکھو بیٹی ــــ للتا کے لئے ونے کو جو کچھ بھی کرنے کے لئے کہو گی، وہ کرےگا۔"

"ماں للتا کی اجازت کے لئے تمہیں کچھ بھی فکر نہیں کرنا ہوگی۔ لیکن کیا ونے بابو اپنا سماج چھوڑنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔"

"اس بات کی کیا ضرورت ہے اگر وہ ایسے ہی شادی کرنے کو تیار ہو تو تم لوگوں کو کیا اعتراض ہے۔" آنندی نے کہا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ یہ سب کیسے ہوگا ــــ" سچریتا نے کہا۔

"دیکھو میں گھر کے اصول مان کر نہیں چلتی۔ یہاں تک کہ گورا میرے دالان میں پانی تک نہیں پیتا۔ لیکن اس سے اس گھر کو میں اپنا گھر کیوں نہ کہوں۔ جو میرا ہے۔ اسے آخر تک اپنا ہی کہوں گی ــــ" آنندی نے کہا۔

اسی وقت للتا داخل ہوئی۔ اور آنندی کو دیکھ کر شرم سے ٹھٹھک گئی۔ لیکن آنندی نے اسے باہوں سے پکڑ کر پاس بٹھا لیا۔ پھر وہ سچریتا سے بولی۔" اس زمین پر بھلے برے کا ملن بھی دیکھا گیا ہے۔ اس کا بھلائی بھی ہوتا ہے۔ پھر جہاں دل مل چکے ہیں وہاں تھوڑا سا مت کا بھید ہونے سے وہ کیوں نہیں مل سکتے ــــ؟ انسان کا حقیقی میل کیا مت پر ہی منحصر

ہے ــــ؟"
جب سچریتا کچھ بھی نہ کہہ پائی تو آنندئی سوچنے لگی ــــ "گورا
کے پیار کی وجہ سے ہی میں نے سماج کے سارے بندھن توڑے ہیں۔ گورا
کے لئے سچریتا کے دل میں جگہ نہیں ہے۔"
اس کا دل اداس سا ہو گیا۔ گورا کے جیل سے لوٹنے میں صرف دو ہی
دن باقی ہیں۔ جیسے بھی ہو اسے بندھن میں باندھنا ہی ہوگا۔ آنندئی سوچتی
رہی۔ لیکن گورا کو باندھ لینا کسی معمولی لڑکی کا کام نہیں ہے۔ لیکن
سماج کی کسی لڑکی کے ساتھ گورا کی شادی کرنا بھی ناانصافی ہوگی۔
گورا کے نئے طور طریقے دیکھ کر ہی وہ دل ہی دل میں مطمئن تھی۔ لیکن
آج سچریتا کی خاموش مخالفت نے انہیں چوٹ پہنچائی۔"

آنندئی کے کہنے پر ونے پریش بابو کے گھر جا پہنچا۔ اور بولا۔
"میرے وجہ سے آپ کے گھر میں اشانتی ہوئی، یہ میں سہہ نہیں
سکتا۔"
"فرض کا احساس کرتے ہوئے میری لڑکی کے ساتھ جو تم شادی
کے خیال سے حاضر ہوئے ہو۔ کوئی قابلِ فخر بات نہیں ــــ! تبھی تو
میں کہتا ہوں یہ ایسی کوئی بڑی بات نہیں۔ جس کے لئے کچھ تیاگ
کی ضرورت ہے۔" پریش بابو نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ ایسا نہ سمجھیں کہ میں صرف غرض کے احساس سے ہی یہ سب کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی اجازت میرے لئے باعثِ خوش قسمتی ہو گی——"

پریش بابو بلا تردد بولے۔ "میں نے سچریتا سے سب سنا ہے۔ للتا بھی تمہاری طرف راغب ہے۔"

"اگر آپ مجھے قابل سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر میرے لئے خوشی کی بات کیا ہو سکتی ہے۔" ونے بولا۔

اور پریش بابو اوپر ورداسندری سے صلاح لینے چلے گئے۔ وہ بولی "ونے کو برہم دھرم کی دیکشا تو نہیں ہو گی——یہ پہلے ہی طے ہو جائے۔ اسے یہیں بلا لو نا۔"

جب ونے اوپر پہنچا تو ورداسندری نے کہا "تو دیکشا کا دن مقرر ہو جائے۔ دیکشا کے بغیر برہم سماج میں تمہاری شادی کیسے ہو گی۔"

کچھ دیر خاموش رہ کر ونے بولا۔ "میرا سلوک جب برہم سماج کے خلاف نہیں تو پھر دیکشا کی کیا ضرورت ہے؟"

"اگر خیال ملتا ہے تو دیکشا لینے میں بھی کیا نقصان ہے۔" ورداسندری نے کہا۔

"میں ایک دم ہندو سماج کو چھوڑ نہ سکوں گا——!" ونے نے کہا۔

"تو کیا آپ ہم لوگوں پر احسان کرنے کی نیت سے ہی میری لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔" ورداسندری نے کہا۔

ونے کو چوٹ لگی۔ آہ بھر کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دونوں کو پرنام

کر کے بولا۔ "معاف کریں اس بات کو اور بڑھا کر میں قصوروار بننا نہیں چاہتا۔" اور وہ چلا گیا۔

سیڑھیوں پر سے گزرتے ہوئے ونے نے سامنے ڈیک پر بیٹھی ہوئی للتا کو دیکھا۔ آنکھیں ہی اس کا دل تڑپ اٹھا، لیکن وہ خاموشی سے ساتھ سیڑھیاں اتر گیا۔

جیل سے نکلتے ہی گورا نے ونے اور پریش بابو کو انتظار کرتے دیکھا۔ اس نے انہیں انتہائی عزت و احترام سے آداب کیا۔ پریش بابو نے گورا کو گلے لگا لیا۔ گورا نے ہنس کر ونے سے کہا۔

"تم دونوں ایک ساتھ رہے، لیکن یہاں میں تمہیں چھوڑ کر اکیلا ہی چلا آیا۔ ماں کیسی ہے۔"

"اچھی ہیں۔!" ونے نے سنجیدگی سے بولا۔

تینوں پہلے گاڑی اور پھر سٹیمر پر سوار ہو کر دوسرے دن آ پہنچے۔ کلکتہ میں بے پناہ ہجوم نے گورا کا سواگت کیا۔ ان سے پیچھا چھڑا کر وہ آنندی سے ملا۔ اور پھر کرشن دیال کے پاس جا کر دور سے ہی نمستے کر کے بولا۔

"پتاجی، میں پرائشچت کروں گا۔"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں اجازت نہیں دے سکتا۔"

وہ بولے۔

کھانے کے بعد جب ونے اور گورا دونوں دوست آج بہت دنوں کے بعد چھت پر بیٹھے۔ دونوں کو پہلے بولنے میں کچھ ہچکچاہٹ سی ہو رہی تھی۔ گورا چاہتے ہوئے بھی پریش بابو کے گھر کی خیر و عافیت نہ پوچھ سکا۔

" ایک ناگزیر واقعہ سے میرا للتا سے تعلق کچھ الجھ سا گیا ہے۔" ونے بولا۔ " سماج میں اسے بہت بدنامی برداشت کرنا پڑے گی۔"

" اگر للتا کی قسمت میں سماج میں بدنامی جھیلنا ہی لکھا ہے تو اس کا علاج ہی کیا ہے۔" گورا بولا

" لیکن تمہارے دل کا علاج میرے پاس ہے۔" ونے نے کہا۔

" للتا کے ساتھ شادی کو ہی کیا تم اپنے فرض کو مقدم سمجھتے ہو"

" یہاں ہماری رائے نہ ملے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی فرد یا سماج دونوں کے اوپر ایک دھرم ہے۔ اس کی حفاظت میرا اولین فرض ہے۔" ونے بولا۔

فرد اور سماج سے پرے میں دھرم کو نہیں مانتا۔" گورا بولا۔

" میں سمجھتا ہوں کہ دھرم کی بنیاد پر ہی فرد اور سماج قائم ہے۔ اگر للتا سے شادی میرے لئے انیائے نہیں بلکہ مناسب ہے تو اس حالت میں سماج کی مخالفت کیا میرے لئے ادھرم ہوگی۔" ونے نے کہا۔

" اس شادی سے ہونے والی اولاد کو تم کہاں لے جاؤ گے! یہ بھی تو سوچو۔" گورا نے کہا۔

"اس سوچ وچار میں تو انسان سماجک انیائے کو فروغ دیتا ہے۔"

"یہاں دلیل نہیں دل کی بات ہے۔ یہیں ہمیں ایک دوسرے سے اختلاف ہے۔ میرا پریم جہاں ہے وہاں تمہارا نہیں۔ میں ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہتا جس سے اپنے بھارت ورش سے رتی بھر بھی بھید ہو۔ یہ جاتی بھید کا بھارت میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ تم اگر اس سے الگ ہونا چاہتے ہو تو مجھ سے بھی علیحدگی سمجھو۔"

گورا کمرے سے نکل کر چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور ونے خاموشی کے ساتھ چھت پر ٹہلنے لگا۔ تبھی نوکر نے گورا سے کہا کہ آنندی بلا رہی ہیں۔ وہاں جاکر گورا نہ پہچان سکا کہ ماں کے پاس کوئی اور بھی بیٹھتا ہے۔

سچریتا نے اٹھ کر گورا کو آداب کیا

گورا بولا۔ "اوہ، آپ آئی ہیں۔ بیٹھئے۔"

گورا کے لہجہ میں ایک خاص اہمیت کی جھلک تھی۔ وہ سچریتا کو صرف سچریتا کی شکل میں نہیں، بلکہ ہندوستانی عورت کی صحیح شکل و شبیہہ میں دیکھ رہا تھا۔ اسے ایسا لگا گویا سچریتا ہندوستانی گھروں کو پاکیزگی، خوبصورتی اور پریم سے پوتر کرنے کے لئے ہی پیدا ہوئی ہے اسکا دل جھوم جھوم اٹھا۔

سچریتا کا دل چاہا کہ گورا کے قدموں کی خاک کو پیشانی پہ لگالے ایک ان جانی کھگتی کے احساس سے اس کا دل دھڑکنے لگا۔ اور وہ خاموش ہی رہ گئی۔

"گوراتو جتنے دن یہاں نہیں رہا، سچریتا نے مجھے کتنی تسلّی دی یہ سب میں جانتی ہوں۔" آنندی نے خاموشی کو توڑا۔

گورا نے تشکرانہ نظروں سے سچریتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ جن کا دل فراخ اور عظیم ہوتا ہے۔ ان کی دوستی اسی طرح باعث راحت ہوتی ہے۔"

رخصت ہوتے ہوئے سچریتا نے ونے سے کہا "آپ کسی وقت ہمارے یہاں آئیے گا۔"

ونے سچریتا کے گھر پہنچا تو وہ سلائی میں مصروف تھی۔ ادھر ہی نظر جھکائے سچریتا نے کہا۔

"ونے بابو ۔۔۔! جہاں باطنی روکاوٹیں نہیں، وہاں کیا ظاہری راستوں کو دیکھ کر ہی چلنا ہوگا۔"

"دیدی ظاہری رکاوٹوں کو تو تم لوگ بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔" ونے نے کہا۔

"اس کی وجہ ہے، ہمارا سماج، دھرم دنیا بھر میں عزت و توقیر دیکھا جاتا ہے۔ لیکن آپ کے سماج کے بندھن صرف ساماجک ہی نہیں۔ اس لئے للتا کے سماج چھوڑنے پر کتنا نقصان ہے۔"

اسی وقت ستیش اخبار لے کر آیا۔ اس برہم سماجی اخبار میں واضح الفاظ میں ونے اور للتا کی شادی کی توقع ختم ہو جانے کا تذکرہ چھپا ہے۔ سچریتا نے دل ہی دل میں سوچا۔ کسی بھی طرح سے ہو، ونے اور للتا کی شادی کرنی ہی ہوگی۔ اس لئے اس نے للتا کو بلوا بھیجا۔

للتا جیسے ہی آئی، ونے کو بھی وہاں دیکھ کر چونک اٹھی۔ للتا کا دل

یکبارگی تڑپ اٹھا۔ پھر سچریتا بھی ان سے نہا کر آنے کے لئے کہہ کر چلی گئی۔ اس لئے للتا نے ہری موہنی سے کہا۔

" دیدی کہہ دینا کہ اس وقت میں ٹھہر نہیں سکتی۔ پھر کسی وقت آؤں گی۔ اور بغیر ونے کی طرف دیکھے وہ فوراً چلی گئی۔

اداس اور پریشان دل ونے سچریتا کے گھر سے نکلا۔ اور تالاب کے کنارے ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا۔ سورج ڈھلتے ہی وہاں سے اٹھ کر وہ سڑک پر چلنے لگا۔

تبھی اسے ستیش نے پکارا اور اس کا ہاتھ زبردستی اپنے گھر کی طرف لے جانے لگا۔ جیسے ہی وہ دونوں پریش بابو کے گھر کے سامنے پہنچے پریش بابو کو بیٹھا دیکھ کر ستیش چلا اٹھا۔

" او للتا دیدی دیکھو میں ستیش بابو کو راستے سے پکڑ لایا ہوں۔"

ونے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ للتا کرسی چھوڑ اٹھ کھڑی ہوئی۔ پریش بابو نے بھی گلی کی طرف دیکھا۔ اور مجبوراً ونے کو اندر جانا پڑا۔ وہ گھبرا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ للتا چلی گئی تھی۔

رسمی گفتگو کے بعد ونے ایک دم کہنے لگا۔

"جب میں ہندوؤں کے رسم و رواج کو نہیں مانتا تو برہم سماج کو قبول کر لینا ہی میرا فرض ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ سے ہی دیکشا لوں۔"

" تم نے اچھی طرح سوچ لیا ونے۔" پریش بابو نے پوچھا۔

" اس میں زیادہ سوچنے کی کوئی بات نہیں۔ میں صرف قول و کردار کو بھی ہندو دھرم نہیں مانتا۔ جو لوگ شردھا کے ساتھ ہندو دھرم

کا آسرا لیتے ہیں۔ ان کے لئے تو میں یقیناً ناقابلِ برداشت ہوں۔ دیکھا جائے تو میں انیائے ہی کر رہا ہوں۔"

دھرم وشواس کے بارے میں برہم سماج سے تو تمہاری رائے ملتی ہے نا۔" پریش بابو نے کہا۔

"میری زندگی میں دھرم کی کوئی واضح تصویر منقش نہیں۔ اس پر مجھے وشواس بھی نہیں۔ یہ سوچنے کی ضرورت بھی میں نہیں سمجھتا کہ کونسا دھرم ستید ھ ہے۔" ونے بولا۔

اسی وقت کسی کام سے وردا سندری بھی آگئی، لیکن اس نے اس طرح ظاہر کیا، جیسے اس نے ونے کو دیکھا ہی نہ ہو۔ وہ جیسے ہی مڑنے لگی ونے نے اس کے چرنوں میں سر جھکا کر کہا۔ "میں آج برہم سماج میں دیکشا لینے کی تجویز لیکر آپ کے پاس آیا ہوں۔"

متعجب ہوکر وردا سندری نے پریش بابو کی طرف دیکھا۔

وہ بولے۔

"ونے بابو دیکشا کے لئے فرمائش کرتے ہیں۔"

"پرسوں کے دن ہی میں دیکشا لوں گا۔" ونے بولا ——

"میں چاہتا ہوں کہ اگر پریش بابو . . . ."

"جس دیکشا سے میرا خاندان پھل کی امید رکھتا ہے۔ وہ میں نہیں دے سکتا۔" پریش بابو درمیان میں ہی بولے۔ "تمہیں اس کے لئے برہم سماج میں خط بھیجنا ہوگا۔"

خط کی بات سن کر ونے کچھ ہچکچایا۔ اسے خاموش دیکھ کر وردا سندری نے گھبرا کر کہا۔ "میں آج ہی ہرن بابو کو بلائے لیتی

ہوں۔ پرسوں ہی تو اتوار ہے!"

یک بارگی ہرن بابو کی آواز سُن کر ونے اٹھ کھڑا ہوا۔ وردا سندری نے کہا۔ "ذرا بیٹھئے، ہرن بابو آ ہی جاتے ہیں۔"

"مجھے معاف کیجئے۔"

پرلس بابو نے ونے کے کندھے پر ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "جلدی نہ کرو۔ اطمینان اور سکون دل کے ساتھ سب باتیں سوچو۔ ذہنی سکون اور اطمینان کے بغیر اتنے بڑے کام کو کرنا مناسب نہیں۔"

وہ چلا گیا۔

ہرن بابو کو وردا سندری نے ساری باتیں سنائیں۔ وہ چند لمحے سنجیدگی کے ساتھ خاموش رہ کر بولے۔ "اس بارے میں للتا سے پوچھ لینا ضروری ہے۔"

جب للتا آ گئی تو ہرن بابو سنجیدگی سے بولے۔۔۔ "للتا تمہیں من اور دھرم سے ایک کو اپنانا ہوگا۔ شاید تم سُن ہی چکی ہو کہ ونے ہمارے دھرم کی دیکشا لینے کو رضامند ہو گئے ہیں۔"

للتا خاموش بیٹھی رہی۔

"ونے کی اس تبدیلی سے پریش بابو خوش نہیں۔" ہرن بابو نے پھر کہنا شروع کیا۔۔۔ "لیکن حقیقت میں یہ خوشی کی بات ہے یا نہیں۔ یہ تمہیں فیصلہ کرنا ہے۔"

اس پر بھی جب للتا خاموش رہی تو اپنے اثر کو سمجھ کر ہرن بابو پھر بولے۔

"دیکشا، جیون کی ایک پوتر سکتی ہے۔ کیا اسے داغدار کرنا ہوگا۔

سکون و اطمینان اور دلفریب محبت کی خاطر کیا ہم اپنے سماج میں جھوٹ اور فریب کو داخل ہونے دیں — " کیوں نہیں۔ تمہارے جیون کی سنک بہ ہم سماج کی تباہی کی تاریخ ہمیشہ کے لیے وابستہ نہ ہو جائے۔"

للتا پھر بھی خاموش رہی۔

اس بار وروا سندری کو بھی ہرن بابو کی بات اچھی نہ لگی کیونکہ وہ ونے کو کسی بھی طرح چھوڑنا نہ چاہتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے ہرن بابو کو بلا کر نیچے ہی نیچے رخصت کر دیا۔

ونے بھی ہرن بابو کے ساتھ مشورہ کرنے کی بات سن کر گھبرا گیا تھا۔ اس لئے اپنے گھر میں چپ چاپ پڑا رہا۔

شام ڈھلے جیسے ہی نوکر بتی جلانے آیا۔ ونے کو نیچے سے آواز سنائی دی۔ اس نے دیکھا کہ وروا سندری ستیش کے ساتھ کھڑی ہے۔ گھبرایا سا وہ نیچے آیا —— اور انہیں عزت سے بٹھایا۔ ستیش ونے کی دی ہوئی تصویروں کی کتاب میں کھو گیا۔

" ونے —— ! تم ایک خط لکھ کر مجھے دے دو —— میں خود سب انتظام کر لوں گی۔ تاکہ اتوار کو دیکشا ہو جائے۔" وروا سندری نے کہا۔

ونے نے خط لکھ کر دے دیا۔

وروا سندری خوب اچھی طرح جانتی تھی کہ للتا نے ونے کو دل سے چاہتی ہے۔ اس لئے آج وہ اس کے ساتھ بہت دنوں کی ناراضگی کو ختم کرنے کے لئے بے قرار ہو گئی۔ وہ للتا کے کمرے میں پہنچی۔ للتا اٹھ کر

کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"ماں، تم کہاں گئی تھیں ــــ!"

"میں ونے کے گھر گئی تھی۔" وردا سندری نے کہا۔

"کیوں ــــ؟" للتا کے لہجہ میں شدت تھی۔

"بتاتی ہوں ــــ!" کہہ کر وردا سندری نے کہا۔ اور ونے کا خط للتا کے سامنے رکھ دیا۔ پڑھتے ہی للتا کا چہرہ خون کی روانی سے سرخ ہو گیا۔ وہ منہ ڈھانپ کر کرسی پر پڑی رہی۔ وردا سندری نے سمجھا کہ شاید للتا میرے سامنے دلی خوشی کا اظہار کرنے سے شرما رہی ہے اس لئے وہ چلی گئی۔

دوسرے دن خط لے کر برہم سماج میں جانے کے وقت وردا سندری نے دیکھا کہ للتا نے خط کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

نوکر سے ایک گورے سے بابو کے آنے کی اطلاع پا کر سچریتا جب بالائی کمرے میں پہنچی تو دیکھا کہ گورا کرسی پر بیٹھا ہے۔

دھڑکتے دل سے سچریتا خود کو تذبذب میں محسوس کر کے اپنی موسی ہری موہنی کو بلا لائی۔ ہری موہنی گورا جیسے پوتر اور شبھ براہمن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اور کچھ دیر تک اس سے ہندو دھرم پر باتیں کرتی رہے۔ آخر میں اپنے ہاتھوں سے گورا جیسے پوتر نوجوان براہمن

کو کھلانے کی خواہش سے ہری موہنی رسوئی کا انتظام کرنے کے لیے اُٹھ گئی ــــ

اس کے جاتے ہی سچریتا کا دل دھڑکنے لگا۔

گورا بولا۔

" آج ونے آپ کے یہاں آیا تھا۔"

"جی ہاں۔" سچریتا نے جواب دیا۔

" مجھ سے اس کی ملاقات تو نہیں ہوئی، لیکن اس کے آنے کی وجہ میں جانتا ہوں۔"

دونوں خاموش رہے۔

گورا پھر بولا۔

" آپ لوگ اجو برہم مت کے مطابق ونے کی شادی کرنا چاہتے ہیں کیا یہ مناسب ہے ؟"

"کیا آپ مجھ سے ہی کہلوانا چاہتے ہیں کہ برہم مت کے مطابق بر شادی جائز نہیں۔" سب ہچکچاہٹ دور کر کے سچریتا نے کہا۔

"میں تو اور بھی بہت کچھ کہلوانا چاہتا ہوں۔" گورا بولا۔ "آپ کی ایک دل کی تئیں نہیں اسی لیے آپ نیچوں کی باتوں میں پڑ کر خود کو حقیر نہ سمجھیں ــــ"

"کیا آپ کسی دل میں نہیں ہیں ــ ؟" چونک کر سچریتا نے کہا۔

"میں تو ہندو ہوں ــــ! اور ہندو کوئی دل نہیں ہوتا ــــ فرقہ نہیں ہے ــــ ہندو قوم کو اتنا عظیم ہے کہ اس کی حد بندی نہیں کی جاسکتی۔"

"تو پھر ہندو مت فرقہ پرست جیسے جھمیلے میں کیوں پڑتا ہے؟"
"انسان کو جب کوئی مارنے جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بچانا کیوں چاہتا ہے۔"
"میرے دھرم کو اگر ہندو برا سمجھیں تو مجھے کیا کرنے کی صلاح دیں گے آپ۔" سچریتا نے کہا۔
"تب آپ کو خوب غور و خوض کر کے دیکھنا ہوگا کہ آپ کے خیال میں کوئی بھول یا غلطی تو نہیں ——— سنسکاروں کے بل پر اپنے فرقہ کو سبھی کچھ کہہ کر ایک بکھیڑا کھڑا کر دینے کی بات تو مناسب نہیں۔" گورا بولا۔
سچریتا کو خاموش دیکھ کر گورا بولا۔ "آپ کے دل میں جو فطری خلوص پوشیدہ ہے۔ وہ سماج میں بندھ کر رائیگاں ہی جائے گا۔ آپ بھارت ورش کو اپنے پُرخلوص دل اور فہم و فراست سے دیکھیں اسے پیار کریں۔"
"آپ مجھے کیا کرنے کو کہتے ہیں؟" سچریتا نے کہا۔
"میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہندو دھرم تیاگ کے سمان لا تعداد جذبات اور فرقوں کو اپنی گود میں لینے کے لئے ہمیشہ تیار رہے۔"
اسی وقت ستیش نے آکر ہرن بابو کے آنے کی اطلاع دی۔ سچریتا چونک اٹھی۔ اسے ان کا آنا اچھا نہ لگا۔ وہ چپ چاپ اٹھ کر ہرن بابو کے پاس آکر بولی ——— "معاف کیجئے آج آپ کے ساتھ بات چیت نہ ہو سکے گی۔"
"سڑک سے گورا بابو کی آواز سنائی دی تھی۔" ہرن بابو بولے

" لگتا ہے وہ ابھی یہیں ہیں۔"

"ہاں ہیں تو ـــــ" سچریتا ٹال نہ سکی۔

"اچھی بات ہے۔ میں ان ہی سے بات چیت کروں گا۔" اور بغیر کے جواب کا انتظار کئے ہرن بابو اوپر آ گئے۔

سچریتا بہانہ بنا کر موسی کے پاس چلی گئی۔

"ونے کے بارے میں آپ سے کچھ پوچھنا ہے ـــ" ہرن بابو بولے۔ "آپ نے سنا ہی ہو گا کہ آئندہ اتوار کو وہ دیکشا لے رہے ہیں۔ آپکی اس میں اجازت ہے۔"

"جب وہ دیکشا کے لئے تیار ہے، تب آپ کے سوال ایک دم بے کار ہیں ـــ" گورا نے کہا۔

"متضاد نظریوں کے باوجود میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ کا سنبیہ استیہ اپنا وشواس تو ہے۔ میں پوچھتا ہوں ونے جو پریش بابو کے گھر شادی کے لئے حاضر ہوا ہے، کیا آپ اسے روکیں گے نہیں"۔ ہرن بابو بولے۔

"آپ توان کی فطرت سے واقف ہیں ــــ!" گورا ناراض ہو کر بولا۔ "آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے تھا کہ ونے میرا دوست ہے تو کیا نہیں ـــ"

اسی وقت سچریتا وہاں آئی۔ اسے دیکھ کر ہرن بابو بولے۔

"سچریتا ـــ! مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔"

سچریتا ان باتوں کو ان سنی کر کے گورا سے بولی۔

"آپ کے لئے کھانا تیار ہے۔ آپ اس کمرے میں چلئے۔ موسی

آپکا انتظار کر رہی ہیں۔
گورا اٹھا۔ ہرن بابو بولے —— "میں اس وقت تک بیٹھتا ہوں ——"

"بے کار کیوں بیٹھتے ہیں ——؟" سچریتا نے کہا اور چلی گئی۔
ہرن بابو تنت۔ کبھی ڈٹے رہے۔ وہ سچریتا کے لئے زیادہ فکر مند ہو گئے۔ وہ کاغذ لے کر خط سچریتا کے لئے لکھنے لگے۔ ان کے دل میں دیگر اندھ وشواس کے مانند یہ بھی تھا کہ ستیہ کی دوہائی دے کر جب ہم کسی کو پھٹکارتے ہیں کہ وہ کوششیں رائیگاں نہ جائیں۔
جانے کے وقت جب گورا اپنی چھڑی لینے کے لئے سچریتا کے کمرے میں آیا تو ہرن بابو کا لکھا خط دیکھ کر اس کا دل بے چین ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں سچریتا کا ہرن بابو کے تئیں کیا گیا سارا سلوک گھوم گیا۔ اس نے سمجھا کہ ان کے حقوق میں کوئی فرق پڑ گیا ہے۔
"میں کل آؤں گا ——" گورا نے گھوم کر سچریتا سے کہا۔ اور چلا گیا۔

"ہاں —— ! پرسوں برہمو سماج میں میرا دیکشا لینے کا خیال ہے۔" ونے نے آنندمئی کے پاس آکر کہا۔
"کیا ——؟" آنندمئی تڑپ کر بولی۔ "اپنے وشواس کو ٹھیک کیا

تو ہمارے سماج میں نہیں رہے گا۔۔۔؟"

"رہنے سے دھوکا دینے کا پاپ ہوگا۔ سماج کے لوگ اگر سویکار نہ کریں تو کیا میں پھر بھی ہندو بنا رہ سکتا ہوں۔" ونے بولا۔

"بحث کر کے تو خود کو بہلانا چاہتا ہے۔ لیکن اتنے بڑے کام میں چھل کپٹ کا ارادہ مت کر۔" آنندئی نے کہا۔

"لیکن میں تو خط لکھ کر وچن دے چکا ہوں۔"

"یہ نہ ہو سکے گا۔۔۔ کچھ سوچنا ہوگا۔ گورا نے تو پوچھا ہے؟"

"گورا سے تو بھینٹ نہیں ہوئی۔۔۔ پتہ چلا ہے کہ وہ سچریتا کے گھر گیا ہے۔" ونے نے کہا

اسی وقت للتا نے آکر اچانک آنندئی کو پرنام کیا۔

"میں بہت خوش ہوئی تمہارے آنے سے بیٹی۔۔۔" آنندئی نے کہا۔۔۔ "ابھی ونے یہیں تھا اور تمہارے سماج میں دیکشا کی باتیں کر رہا تھا۔"

"دیکشا کی کوئی ضرورت نہیں۔" للتا نے کہا۔۔۔ "اچانک اس طرح دیکشا دینا ان کے لئے توہین آمیز ہے۔"

"بیٹی۔۔۔! ونے یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ بنا اپنا سماج چھوڑے تم لوگوں کے ساتھ اس کا رشتہ نہیں ہو سکتا!"

للتا آنندئی کے روبرو سر جھکا کر ادب سے بولی۔۔۔! "ماں میں سچ کہتی ہوں کہ یہ سب کچھ نہیں مانتی۔"

آنندی کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا۔۔۔ "روپ، گن، سبھاؤ وغیرہ نہیں ملتے اور لوگوں کے دل مل جاتے ہیں۔ تو پھر مت بھید سے

کیا روکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ تم نے ونے کو اور مجھے بچا لیا ہے بیٹی۔ اچھا پریش بابو کے ساتھ کیا بات چیت ہوئی ہے۔"

"نہیں ــــ!" شرما کر للتا بولی ــــ "لیکن میں جانتی ہوں کہ وہ سب باتیں ٹھیک سمجھیں گے۔"

"وہ کیوں نہیں سمجھیں گے.... ؟" آنند مئی نے کہا۔ اور للتا کی ٹھوڑی کو چیم کر ونے کو بلا لائی۔ پھر وہ خود کھانے پینے کا انتظام کرنے کے بہانے وہاں سے چلی گئی۔

آج للتا اور ونے کے درمیان ہچکچاہٹ اور گھبراہٹ کے لئے وقت نہیں تھا۔ ان دونوں کے دل مل گئے ہیں۔ گنگا جمنا کی مانند ان کی جیون دھارائیں ملنے کے لئے قریب آ گئی ہیں۔ انہوں نے اپنے ملن کو ایک وسیع و عریض دھرم کا ملن سمجھا۔

للتا بولی۔

خود کو مٹا کر آپ مجھے حاصل کرنے آئیں۔ یہ میں برداشت نہ کر سکوں گی۔ آپ اپنی جگہ پر قائم رہیں۔ میں یہی چاہتی ہوں۔"

"آپکو اپنی عزت اور توقیر کے مقام سے اتنا سا بھی نہیں ہلنا ہوگا۔ پریم اگر بھید کو سویکار نہیں کر سکتا تو پھر سنسار میں کسی بھی طرح بھید بھاؤ کیوں ہے۔" ونے نے کہا۔

صرف دو انسانی روحوں کے جذبات ان میں بچے رہے تھے۔

وہ دونوں شام کے وقت پریم بابو کے پاس پہنچے۔ اور انہیں آداب کیا۔

وہ بولے ــــ "اندر چلو۔"

لیکن وہ دونوں وہیں بیٹھ گئے۔

ونے بولا

" ہم دونوں آپ کا آشیرواد لینے آئے ہیں۔ یہی ہماری زندگی کی سہی دیکشا ہے ــــ مقررہ اصولوں اور محدود الفاظ کی دیکشا میں نہ لوں گا۔ جس دیکشا سے ہم دونوں کی زندگی ایک ستیہ میں بندھے گی۔ وہ آپ کا وشواس ہی ہے۔"

ایک لمحہ خاموش رہ کر پریش بابو نے کہا۔

" تم ہندو سماج میں ہی رہنا چاہتے ہو ــــ؟" وہ للتا کی طرف دیکھنے لگے۔

وہ بولی ــــ " بابوجی، میرا دھرم ہمیشہ میرا رہے گا۔ لیکن جن لوگوں کے ساتھ میری عادات و اطوار کا میل نہیں ہے۔ ان سے دور رہ کر اپنے دھرم کی بندش میرا دل منظور نہیں کر سکتا۔"

اپنی باغی لڑکی کی پیٹھ سہلاتے ہوئے پریش بابو بولے۔

" جذبات کے شدید بہاؤ میں کیا مناسب طریقے سے غور و فکر کیا جا سکتا ہے؟ آخر تم سماج کو چھوڑ کر بھی تو کہیں نہیں جا سکتے ــــ اپنے لئے نہیں تو آنے والی نسلوں کے لئے تو تمہیں کچھ سوچنا ہی پڑے گا۔"

" ہندو سماج تو ہے۔" ونے بولا۔

" ہندو سماج اگر تم لوگوں کو قبول نہ کرے تو . . . . "

" اسے قبول کرانے کی ذمہ داری ہم لوگوں کو لینا ہوگی۔ ہندو سماج بھی دھرموں اور فرقوں کا سماج ہو سکتا ہے۔" ونے بولا۔

" بابوجی ــــ" للتا بولی ــــ " کسی سماج کی ترقی کی ذمہ داری

لینا ہیں نہیں چاہتی۔ لیکن ہمیں ہر طرف سے نظر انداز کیا جائے یہ بھی برداشت نہیں کر سکونگی۔"

"تم لوگوں کے دل کی بات چاہے مکمل طور پہ نامناسب ہی ہو۔ یہ میں بخوبی نہیں کہہ سکتا۔ سماج میں چل رہے جھگڑوں کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ سبھی کام بھگوان کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔ انہیں بڑ ہم سماج کا دھیان نہیں ہے۔ وہ تو صرف انسانیت کو دیکھتے ہیں۔ شادی ذاتی معاملہ نہیں ساماجک کام ہے۔ تم کچھ دیر اور سوچ کر دیکھو۔"

پرلیش بابو وہاں سے چلے گئے۔

للتا نے ونے سے کہا۔

"ہم لوگوں کی خواہش کسی سماج کے ساتھ نہ ملنے پر بھی ہمارے واپس لوٹ جانے کی بات میں سمجھتی ——! اس سماج میں انصاف کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

"میں کسی بھی سماج سے نہیں ڈرتا۔ سچائی سے بڑے سماج جیسا دوسرا سماج کہاں ہے۔" ونے بولا۔

آندھی کی مانند وردا سندری نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ونے —— ! میں نے سنا ہے۔ تم دیکشا نہیں لوگے۔"

ونے بولا۔

"دیکشا میں کسی اچھے گرو سے لوں گا۔ کسی سماج سے نہیں۔"

"دیکشا کے بغیر شادی کیسے ہوگی؟" وردا سندری نے کہا۔

"کیوں نہ ہوگی —— ؟" للتا بیچ میں بول پڑی۔

مجھ بھر خاموش رہ کر رندھے ہوئے گلے سے وردا سندری نے

کہا ـــ "ونئے تم جاؤ، اس گھر میں پھر کبھی مت آنا ـــ"

جیسے ہی گورا نے سچریتا کے کمرے میں پاؤں رکھا۔ اس نے سامنے موسی کے ٹھاکر جی کی مورتی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"کیا آپ اس مورتی میں بھگتی رکھتے ہیں ؟"

"ہاں ـــ ! اتنے دنوں سے سارے دیش کی پوجا پہنچتی ہے وہی جگہ میرے لئے قابلِ پرستش ہے ۔" گورا بولا ـــ "جب تم اپنی موسی کے گھر میں ٹھاکر جی کو دیکھتی ہو تو صرف سچائی ہی دیکھتی ہو۔ لیکن میں موسی کی بھگتی سے پُر دل کو ہی دیکھتا ہوں۔ کیا تمہارے خیال میں وہ دل کا دیوتا صرف پتھر ہے ؟"

چند لمحہ خاموش رہ کر گورہ پھر بولا۔ "جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے۔ ایک نئی بات میرے دل میں آئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف مردوں کے نقطۂ نظر سے ہی ہندوستان کو نہیں دیکھا جا سکتا۔ ہندوستان کی عورتوں کی نظریں جب اس پہ پڑیں گی۔ اس دن اس کا دیکھا جانا سپھل ہوگا۔ تمہارے ساتھ ایک نظر سے میں اپنے دیش کو کب دیکھ سکوں گا۔ یہ انتہائی اور شدید خواہش میرے دل کو بے قرار کر رہی ہے۔ اگر تم ہندوستان سے دُور رہو گی تو اس کی خدمت نہ ہو سکے گی۔"

گورا نے سچریتا کی طرف دیکھا۔ اس نے اپنی نظریں جھکا لیں ـــ

تبھی ہری موہنی نے آکر گورا سے کہا۔

"بیٹا ——! منہ میٹھا کر کے جانا۔"

"معاف کریں ——" گورا بولا —— "آج نہیں۔" اور وہ چلا گیا ——

کچھ دیر بعد پریش بابو نے کے یہاں آکر کہا —— "رادھے —— ونے اب دیکشا نہ لے گا —— للتا کے ڈھنگ سے پتہ چلا ہے کہ وہ اب بھی اس سے شادی کرے گی۔"

"نہیں کبھی نہیں ہو گا ——" سچریتا گویا چلا اٹھی

"کیا نہیں ہو گا۔؟" پریش بابو تذبذب میں تھے۔

"ونے کے برہم نہ ہونے سے شادی کیسے ہو گی۔"

"ہندو مت سے۔"

"تو ہمارے سماج سے للتا کو نکل جانا پڑے گا۔"

"یہی فکر ہے۔ للتا کا کہنا ہے کہ میں صرف تکالیف برداشت کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ان تکالیف میں مسرت محسوس کر رہی ہوں۔ اس سچائی میں میں اسے کیوں روکوں۔ جب شادی ہونا ہی مناسب ہے تو سماجک اڑچنوں کی ہم پرواہ نہ کریں گے۔ انسانی تقاضوں کا احساس کر کے ہی سماج کو بھی اپنی حالت سدھارنی چاہیئے۔"

"تو کیا آپ نے اجازت دے دی ہے؟"

"دینی ہی ہو گی۔ مجھے چھوڑ کر للتا کو کون آشیرواد دیگا۔"

پریش بابو کے جانے کے بعد ساکت و جامد سچریتا خیالات کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئی۔

ادھر گورا کی پارٹی کے لوگوں نے برہم سماج کے اخبار کی بنیاد پر ونے پر کڑی تنقید کی کہ وہ دیکشا لے رہا ہے، لیکن گورا خود شانت اور خاموش رہا۔ ونے جب گورا کے پاس پہنچا تو وہ بولا۔

" ونے ـــ ! نہیں جانتا کہ میں نے کیا ناانصافی کی ہے۔ جو تم نے مجھے یکایک تیاگ دیا ـــ ؟"

" گورا دادا ـــ ! تم نے سمجھنے میں غلطی کی۔ انقلابات تو زندگی میں آتے ہی ہیں۔ لیکن دوستی میں کیوں چھوڑوں۔" ونے بولا۔

" کیا تم نے برہم دھرم کی دیکشا لی ہے ؟"

" نہ لی ہے اور نہ ہی لوں گا۔"

" للتا کے ساتھ شادی کرو گے۔"

" ہاں ـــ ! یہ پریش بابو کا خط دیکھ لو۔"

گورا خط لیکر پڑھنے لگا۔ " اپنی آسانی یا مشکل کی بات نہیں کہوں گا۔ سب ٹھیک طرح سے سوچ وچار کر کے ہی تم نے اپنا راستہ منتخب کیا ہوگا اس لئے تم لوگوں کی شادی میں رکاوٹ ڈالنے کی کوئی بھی وجوہ نہیں ہیں۔ میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ سماج کی پابندیوں کو توڑنے کیلئے تمہیں سماج سے بڑا بننا ہوگا۔ تمہاری محبت قیامت کا باعث نہ ہو بلکہ تعمیر کا سبب بنے۔ میں تم دونوں کو شادی کی اجازت دیتا ہوں۔"

خط پڑھ کر گورا خاموش رہ گیا۔ ونے بولا۔

" پریش بابو کی طرح تمہیں بھی اجازت دینی ہوگی۔"

" میں اجازت نہیں دے سکتا ـــ انکی رائے ندی کے ٹوٹتے کناروں کی طرح ہے۔ اور میری کناروں کی محافظ۔ گورا بولا۔

"کیا تم اس شادی کو پسند کروگے؟" ونے نے پوچھا۔
"کبھی نہیں — اور تم سے کوئی واسطہ نہیں رکھوں گا۔"
"اگر میں تمہارا مسلمان دوست ہوتا تو —؟"
"تب بات الگ ہوتی۔" گورا بولا۔ "درخت کی ٹوٹی ڈال کو سہارا نہیں بنایا جا سکتا۔ لیکن بیلوں کو تو پیڑ سہارا دیتا ہی ہے۔" گورا بولا۔
"اسی لئے تو کہتا ہوں کہ جس سماج میں معمولی ضرب سے بھی ہلچل پیدا ہو جائے۔ وہ انسان کی ترقی میں کس قدر رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اس بات کو نہیں سوچتے —!" ونے نے کہا۔
"اس کی فکر سماج کر رہا ہے۔"
"تو میں جاتا ہوں — ایک بار ماں سے ملنے کی خواہش ہے۔"

آج صبح جب گورا سچریتا کے یہاں پہنچا تو ہری موہنی ٹھاکر کی پوجا میں مشغول تھی۔ اور سچریتا اپنی میز پر کتابیں وغیرہ سنوار رہی تھی۔
"آخر ونے نے ہم لوگوں کو چھوڑ گیا۔ کرسی پر بیٹھتے ہوئے گورا نے کہا۔
"وہ تو برہم سماج میں شامل نہیں ہوا۔" سچریتا نے کہا۔
"اگر شامل ہو جاتا، تب تو کوئی بات نہ تھی۔ وہ تو ہندو سماج کا گلا کس کر پکڑے ہوئے ہے۔"
"آپ سماج کو اس نظر سے کیوں دیکھتے ہیں؟" سچریتا کے دل کو چوٹ لگی — "آپ کا سماجی یقین و اعتماد کیا فطری ہے؟ اگر وقت کی رفتار

میں سماج پرواہ بنے تو اسے یہ خیرباد برداشت کرنے ہی ہونگے۔"

"پانی کی تیز طرار لہروں کی مانند وقت کی دفتار کا دھرم کناروں کو کاٹ گرانا ہی کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے؟ گورا بولا۔

"میں آپ کی آشا کہاں تک پوری کروں گی۔ یہ میں نہیں جانتی۔ مجھے ڈر ہے کہ مجھ پر اپنے یقین کی غلطی سمجھ کر آپکو پچھتانا نہ پڑے۔"

"غلطی ۔۔۔! بخوبی جانچ کر ہی میں نے تم پر وشواس کیا ہے۔ اپنی فہم و فراست کو ظاہر کرنے کی بات تم مجھ پہ ہی رہنے دو۔"

پوجا سے اٹھ کر ہری موہنی نے گورا اور سچریتا کو دیکھا تو اسے اچھا نہ لگا۔ سچریتا کو رسوئی کی تیاری کے لئے بھیجکر وہ گورا سے بولی۔

"رادھا اب نادان بچی نہیں ہے۔ اس لئے روزانہ اس سے گھنٹوں باتیں کرتے رہنا مناسب نہیں۔ تم خود سمجھدار ہو۔"

گورا کے دل کو یکبارگی چوٹ پہنچی۔ ہری موہنی اور بھی نہ جانے سچریتا کی تبدیلی کی باتیں کرتی رہی۔ آخر میں وہ بولی۔

"آپ ہی سوچئے۔ اب اس کی شادی کر دینا ہوگی۔ کیا یہ اس طرح ہمیشہ غیر شادی شدہ ہی رہے گی۔"

"آپ نے شادی کی بات سوچی ہے یا نہیں۔" گورا نے پوچھا۔۔۔

"کیا ہندو سماج میں اسکی شادی ہو سکے گی۔"

"اگر ٹھکانے سے رہے تو ہندو سماج میں ہی اس کی شادی کرونگی وہ بھی اچھا ہی ہے ۔۔۔ کیلاش ۔۔۔! میرا دیور ہے۔ کچھ ہی دن ہوئے اسکی بیوی مر گئی ہے ۔۔۔! رادھا رانی کے ساتھ اسکی نسبت ٹھیک رہے گی۔" ہری موہنی نے کہا۔ پھر وہ کیلاش کی باتیں سنانے لگی۔

گورا اسے پرنام کر کے چپ چاپ چلا گیا ــــ سچریتا آہ بھر کر رسوئی میں جٹی رہی۔ گلی کا موڑ مڑتے ہی گورا کو ہرن بابو مل گئے۔ اور بولے۔

"اتنے سویرے ــــ ؟ لگتا ہے سچریتا گھر پر ہی ہے۔"

"جی ہاں ــــ" کہہ کر گورا تیزی سے موڑ کاٹ گیا۔

ہرن بابو گھر میں داخل ہو کر رسوئی گھر کے دروازے کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ ہری موہنی کے کھانے کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ سچریتا سے بولے۔

"میں نہیں جانتا کہ کون سے راستے چل کر تم کہاں پہونچو گی ــــ؟ للتا کے ساتھ ونے کی ہندو رسم و رواج سے شادی کا قصور تمہارے ہی ماتھے مڑھا جائے گا۔ تمہیں نے ونے اور گورا کو اپنے گھر میں بٹھا کر انہیں یہاں تک بڑھنے کا موقع دیا۔ کہ اب وہ برہم سماج کے کسی بھی آدمی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ آج میں تمہیں محتاط کرنے آیا ہوں۔ للتا کے بعد اب تمہاری باری ہے۔ للتا تو اپنی تباہی پر پچھتا ہی رہی ہے لیکن تم بھی اپنی تباہی پر پچھتاؤ گی۔"

"میں ہندو ہوں۔" سچریتا نے ترکاری چھونکتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے گورا بابو صبح شام آ کر تمہیں منتر دیتے ہیں۔" ہرن بابو کے لہجہ میں شدت تھی۔

"ہاں، وہی میرے گرو ہیں۔"

"تم سمجھتی ہو کہ ہندو سماج تمہیں قبول کر لے گا۔" ہرن بابو نشتر چبھنے سے تلملا اٹھے۔

"میں سماج کو نہیں مانتی۔ صرف اتنا جانتی ہوں کہ میں ہندو

ہوں۔ آپ کسی بات کی فکر نہ کریں۔"

"گورا کو ونے مت سمجھو۔ خود کو ہندو ہندو چلاّ کر تم مر بھی جاؤ گی تو بھی گورا تمہیں قبول نہیں کرے گا۔ یاد رکھو۔"

"میں نے آپ سے کہا نا کہ وہ میرے گورو ہیں ـــــ گورو ـــــ!" خفگی کے ساتھ گھور کر سچریتا نے ہرن بابو کی طرف دیکھا۔ "آپ یہاں سے چلے جائیں۔ آج سے میں آپ کے سامنے باہر نہیں آؤں گی۔"

"کس منہ سے آؤ گی ـــ! اب تو تم ہندو لڑکی ہو۔ پریش بابو کے پاپوں کا گھڑا بھر گیا ہے۔ کرم کا پھل اس عمر میں بھوگیں گے۔ ہم جانتے ہیں ـــ"

اور وہ چلے گئے۔ ہری موہنی کو سچریتا کی باتوں نے آج بہت خوش کیا۔

گورا نے جس بات کو لے کر ونے کا مذاق اڑایا تھا۔ ان جانے میں سچریتا کو لے کر اپنے آپ کو بھی ان باتوں میں اور ان حالات میں گھرا دیکھ کر وہ گھبرا گیا۔ وہ ماں آنندی کے پاس پہنچا۔ اور اس کے کہنے سے بیٹھ گیا۔

"ونے کی شادی کی خبر تو تم سن چکے ہو ـــ" آنندی نے کہا۔ "اس کے چاچا اس رشتہ سے خوش نہ ہوں گے۔ ادھر پریش بابو کے گھر میں بھی اس شادی کی وجہ سے حالات بگڑے ہوئے تھیں اس لئے ہماری ہی گھر کے شمالی حد میں ونے کی شادی ہو تو بڑی آسانی ہوگی۔ یہاں میں سب انتظامات ٹھیک کر سکتا ہوں۔"

"یہ نہ ہوگا ماں ـــ!" گورا بولا ـــ "ہم اس شادی کو مان

نہیں سکتے۔ اس کا اپنا گھر ہی خالی ہے۔ اس شادی میں تمہارے شامل ہونے سے کبھی بات نہ بنے گی۔"

"تو کیا کہتا ہے۔" آنندی بولی ——" ونے کی شادی میں شامل نہ ہوؤں گی تو اور کون ہوگا۔ تمہاری رائے نہ ملنے سے کیا ونے کے ساتھ دشمنی مول لینا ہوگی۔"

ونے کی شادی میں شامل نہ ہو سکنا میرے لئے سُکھ کی بات نہیں ہے ماں۔ لیکن ونے نے ہی تو ہمیں چھوڑ دیا ہے۔" گورا بولا۔

"ونے جانتا ہے کہ میں اس شادی میں اس کا تیاگ نہ کر سکوں گی۔ اس کی پتنی کو میں آشیرواد دے کر گھر نہ لاؤں گی۔ یہ بات اگر وہ سمجھتا تو سچ کہتی ہوں کہ جان نکل جانے پہ بھی وہ شادی نہ کرتا۔" آنندی نے کہا۔

دل میں درد و کرب کا طوفان لئے گورا بولا —— ماں —— تمہیں سماج کو یاد رکھنا ہوگا۔"

"ایسی سکتی مجھ میں نہیں ہے۔"

گورا کے چلے جانے کے بعد آنندی کافی دیر چنتا میں ڈوبی رہی پھر وہ اپنے پتی کرشن دیال کے پاس جا کر بولی —— "بڑا انیائے ہو رہا ہے۔ گورا کو اب بہلائے رکھنا مناسب نہ ہوگا۔ میں اسے سب حال بتا دینا چاہتی ہوں۔"

"تم کیا پاگل ہو گئی ہو —— ؟" کرشن دیال بولے —— "اس بات کے ظاہر ہونے سے مجھے کتنی جواب دہی کرنا پڑے گی پینشن بند ہو جائے گی۔ پولیس بھی پریشان کرے۔ جتنا سنبھل کر چل سکو چلو۔"

معمول کے کاموں سے فارغ ہو کر گورا جیسے ہی بیٹھک میں پہنچا اس نے پریش بابو کو انتظار کرتے پایا. گورا نے پرنام کیا. وہ بولے۔

" ونے کی شادی تو تم سے سنی ہی ہو گی۔ ہمارے سماج کا کوئی بھی آدمی اس میں شریک نہ ہو گا۔ اپنی لڑکی کی طرف صرف میں ہوں اور ونے کی طرف بھی محسوس ہوتا ہے کہ تمہارے سوائے کوئی نہیں. اس لئے تم سے صلاح کرنی ہے۔

"میں تو اس کے درمیان نہیں ہوں۔ گورا بولا۔

" تم نہیں ہو ؟" پریش بابو استعجاب سے بولے۔" تمہارے خیال میں ونے جو کچھ کر رہا ہے وہ غلط ہے یا دھرم کے منافی ہے۔"

"دھرم کے اصول کو توڑنے سے اپنی تباہی ہو جائے گی۔ "

" تو کیا یہی مان لینا ہو گا کہ ہر کام میں دھرم مقدم سمجھا جانے لگا لگا ہے۔" کہتے ہوئے پریش بابو کھڑے ہو گئے۔ گورا بھی اٹھ کھڑا ہوا. وہ پھر بولے ــــ " میں نے سوچا تھا کہ برہم سماج کی مخالفت کی وجہ سے مجھے اس شادی سے الگ رہنا پڑے گا۔ اور تم ہی سب کرو گے۔ ایسے ہی کاموں میں رشتہ داروں کے بجائے دوست کو آسانی ہے کہ اسے سماجک جبر کو برداشت نہیں کرنا پڑتا، لیکن جب تم ہی ونے کو چھوڑ دینا چاہتے ہو تو یہ کام مجھے تنہا ہی کرنا پڑے گا۔"

پریش بابو کے جاتے ہی گورا کی پارٹی کے لوگ اس سے آدھمکے۔ اور اس کا مذاق اڑانے لگے۔ مجبوراً گورا کو اپنی پارٹی کے کاموں سے الگ رہنا پڑا۔

ادھر گورا پراشچت سبھا کی طیاریاں کر رہا تھا۔ گورا اس پراشچت کے ذریعے صرف جیل کی ناپاکی ہی دور کرنا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ نئی زندگی حاصل کر کے اپنے کام میں انتہائی تیزی سے جٹ جانا چاہتا تھا۔ پراشچت کا دن بھی طے ہو گیا۔ گورا کے دوستوں نے خفیہ طور پر اسے "ہندو دھرم پردیپ" کا لقب دینے کا فیصلہ کیا۔

سچریتا نے دیکھا کہ گورا کو اس کے یہاں آنا جانا ایک دم رک گیا ہے۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا۔ نہیں آئے تو کیا وہی میرے گورو ہیں۔

ایک دن دوپہر کا وقت للتا نے آ کر سچریتا کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور بولی۔ "دیدی، سب ٹھیک ہو گیا ہے۔ سوموار کو۔ !"

"خوش ہو نا۔" سچریتا نے کہا۔ "جو تم نے چاہا مل گیا —— ونے جیسا خاوند پا کر تم اس کے قابل ہو —— یہی میری ایشور سے پرارتھنا ہے ——"

"دیکھو دیدی، بہت دنوں کی دل کی بات آج تم سے کہتی ہوں۔ پہلے پہل جب گورا بابو ہمارے گھر آئے تھے تو مجھے بہت غصہ آیا تھا۔ کیوں کہ تم جو مجھ سے بھی بڑھ کر اس سے پیار کرتی تھیں۔ یہ مجھ سے برداشت نہ ہوتا، لیکن آج میں بہت خوش ہوں گی اگر تمہارا...."

سچریتا نے جھٹ للتا کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "یہ بات سنتے ہی میں زمین میں سما جاؤں گی ——"

"یہ تمہاری بھول ہے ـــــ" للتا بولی ـــــ "میں نے خوب سوچا ہے۔ میں سچ کہتی ہوں ـــــ"

سچریتا باہر بھاگی اور للتا بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر گئی ـــــ اور بولی ـــــ "اچھا، اب میں نہ کہوں گی ـــــ! یہ بات آج یہیں تک رہی۔"

للتا کے جانے کے بعد سچریتا دونوں ہاتھوں میں سر رکھ کر رونے لگی۔ تبھی ہری موہنی نے اندر آکر کہا ـــــ "یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ میں نہیں سمجھ پائی ـــــ"

"موسی ـــــ! دن رات مجھ پر ایسی کڑی نظریں کیوں کرتی ہو؟"

"تو کیا تو کچھ نہیں جانتی ـــــ تم نہ کھاتی ہو نہ ہنستی ہو۔ روتی ہی رہتی ہو ـــــ کیا بس اتنا بھی سمجھ نہیں پاتی؟"

"تم اتنا غلط سمجھ رہی ہو جو مجھ سے اب برداشت نہیں ہو سکتا۔" سچریتا نے کہا ـــــ "میں نے اپنے گورو سے جو تعلیم پائی ہے اس کو سمجھنے کے لئے طاقت جمع کرنے کی فکر میں ہوں۔ لیکن تم نے ہمارے تعلقات کو غلط سمجھا۔ اور میرے گورو کا اپمان کر کے رخصت کر دیا۔ ایسے مہان پُرش کو بدنام کرنے کی تم میں شکتی نہیں۔ لیکن مجھ پر تو نے ایسا اتیاچار کیا ہے۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟"

ہری موہنی ساکت و جامد رہ گئی۔

کھانے کے وقت ہر موہنی پھر کہنے لگی۔ "دیکھو رادھا تم کچھ نہیں سمجھتیں۔ اس لئے گورا تمہیں گورو بن کر ٹھگ رہا ہے۔ وہ اپنے ہی شاستر کی باتیں کرتا ہے۔ میں ہندو گھرانے میں تمہیں چلا دوں گی۔ بغیر کسی

حیل وحجت کے، برہم ہونے پر بھی ہندو سماج میں ہی اپنا لی جاؤ گی.
بس کچھ پیسے خرچ کرنا پڑے گا۔ وہی اپنے سماج کا کھیا ہے۔"
سچریتا کو ہری موہنی کی باتیں اور کھانا زہر لگ رہا تھا.
ہری موہنی کی بھی طرح سچریتا کو اپنے رنڈوے دیور کیلاش کے
ہاتھوں میں جلدی سے جلدی سونپ دینے میں خیریت سمجھنے لگی۔۔۔
اس لئے وہ رات دن اپنی تعریف و توصیف کرنے لگی۔
ہری موہنی کی رات، دن کی جھک جھک سے تنگ آکر ایک،
دن سچریتا پریش بابو کے پاس آپہنچی۔ خیر و عافیت پوچھنے کے بعد
بولے۔
"سوموار کو للتا کی شادی ہوگی۔ اس بارے میں تمہیں بلا نہیں
سکا۔"
"کیوں نہیں بلا سکے۔۔۔" سچریتا نے پوچھا۔۔۔ "کیا یہ سوچ کر
کہ میرے دل میں کوئی تبدیلی آگئی ہے۔"
"تمہیں مدعو کر کے کسی تذبذب میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔"
"ذہنی پریشانی کی وجہ سے میں اتنے دنوں تک اپنے دلی جذبات
کا اظہار آپ پر نہ کر سکی۔ اتنے دنوں تک گویا میرے ساتھ میرے دیش
کے ماضی و مستقبل کا کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ لیکن وہ غیر محسوس تعلق کتنی
بڑی حقیقت ہے اس کا گیان میں نے ایک شخص کے انوکھے روپ میں
پایا ہے۔ اب میرا دل بلا ہچکچاہٹ اور وثوق کے ساتھ کہنے لگا ہے
کہ میں ہندو ہوں۔"
اس وقت ایک شخص نے پریش بابو کو برہم سماج کی طرف سے

ایک خط لاکر دیا جسکا لب ولباب تھا۔ برہم سماج کے اصولوں کے خلاف اپنی لڑکی کی شادی کرنے سے اب سماج انہیں باعزت لوگوں کے زمرے میں نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ بحث کرنا چاہتے ہیں تو اتوار تک اپنا بیان لکھ بھیجیں۔"

خط جیب میں رکھ کر پریش بابو گھومنے لگے ــــ شام ڈھلے سچریتا ان کا ہاتھ تھام کر پوجا گھر میں لے گئی۔ پوجا کے بعد جیسے ہی وہ باہر نکلے۔ تو دیکھا کہ للتا اور ونے انتظار کر رہے ہیں۔ ان کے پرنام کے جواب میں آشیرواد دیتے ہوئے سچریتا سے بولے۔

"بیٹی، کل میں تمہارے یہاں آؤں گا۔ ابھی ایک ضروری کام ہے ــــ!" ان کے جاتے ہی ونے نے سچریتا سے کہا ــــ "دیدی، تم ہمیں آشیرواد نہ دو گی ؟" اور للتا کے ساتھ اس نے سچریتا کے سامنے سر جھکا دیا۔

شدتِ جذبات سے مغلوب ہو کر پیار بھرے لہجہ میں سچریتا نے جو کچھ کہا وہ کوئی نہ سن سکا۔

پریش بابو نے اپنے کمرے میں پہنچ کر برہم سماج کے خط کا جواب لکھا۔ "للتا کی شادی کے فرائض سرانجام دینا ہیں۔ ایشور سے میری یہی پرارتھنا ہے مجھے سب سماجوں سے نکال کر اپنے چرنوں میں جگہ دے۔"

سچریتا گھر آکر پریش بابو سے سنی گیان کی باتیں گورا تک پہنچانے کے لئے بے قرار ہو اٹھی۔ وہ سوچنے لگی ــــ ہندوستان تباہی کے غار میں غرق ہو جانا چاہتا ہے۔ کیا اب قدیم فرسودہ رسم و رواج کے سہارے گھر بیٹھے رہنے سے ہی ہندوستان کا روگ دور ہو سکے گا۔ گورا کو اس وقت میرے سامنے آکر خود ہی میرا راستہ طے کرنا ہوگا۔ اسے میرے پاس آنا ہی ہوگا! اس

باہمت شخص کو میری ضرورت ہے۔ یہ وہ تسلیم کر چکا ہے۔ پھر وہ کیسے مجھے بھول گئے۔

تب ہی آنندی کو اپنے گھر میں دیکھ کر سچریتا کا دل مسرت سے جاگ اٹھا۔ آنندئی بولی۔ "بیٹی، میں تمہارے ساتھ کچھ صلاح کرنے آئی ہوں۔ میں نے ایک مکان ٹھیک کیا ہے۔ وہیں ونے کی شادی ہو گی۔ تم پریش بابو کو راضی کر لینا۔ تمہیں بھی وہیں جانا ہو گا۔ للتا بھی یہی چاہتی ہے۔ کیا تم آ سکو گی؟"

"یہ تو اپنا ہی کام ہے۔ ونے کیا میرے لئے پرایا ہے، لیکن میں نے اس سے کہہ رکھا ہے کہ میں سب کام لڑکی والوں کی طرف سے کروں گی۔" سچریتا نے کہا۔

آنندئی کے آنے کی خبر پا کر ہری موہنی بھی وہیں آ گئی۔ آنندئی نے کہا۔ "تمہاری سچریتا کو لینے آئی ہوں۔"

"سنو — ! رادھا رانی کا دل اب ہندو دھرم کی طرف ہو گیا ہے" ہری موہنی نے کہا۔ ہندو دھرم میں آنے کے لئے اسے سنبھل کر چلنا ہو گا۔ اگر تمہاری اپنی لڑکی ہوتی تو کیا تم اسے ایسی شادی میں جانے دیتیں؟"

آنندئی نے تعجب سے سچریتا کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ غصّہ سے سرخ ہو گیا۔ آنندئی بولی۔ "اگر سچریتا نہ جانا چاہے تو . . . "

"تم لوگوں کی باتیں کچھ سمجھ میں نہیں آتیں؟ . . . " ہری موہنی کہنے لگی — "تمہارا بیٹا ہی تو اسے ہندو دھرم میں لایا ہے۔ اور تمہیں کچھ پتہ ہی نہیں۔"

"اور نہیں بہن — ! آنندئی نے کہا — "میں اب اسے کچھ نہ کہوں گی۔" آنندئی جب جانے لگی تو سچریتا نے اسکا پاؤں پکڑ کر رہ گئی۔ وہ سب

اطلاعات دینے کی بات کہہ کر چلی گئی۔

دوسرے دن جب آنندی شادی کے لئے پسند کیا ہوا مکان صاف کر رہی تھی تو پریش بابو بھی للتا کے ساتھ آپہنچے۔ اپنے گھر میں ماں اور اور برہم سماج کی مخالفت للتا کے لئے ناقابل برداشت ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ پتاجی کے ساتھ یہاں آگئی۔ سچریتا بھی صفائی میں آنندی کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔ پریش بابو سچریتا سے بولے۔ "للتا میرے گھر سے بالکل رخصت ہو کر آئی ہے۔" ان کا گلا بھر آیا۔

"یہاں اسے پریشانی نہ ہوگی۔" سچریتا نے کہا۔

ونے کے ساتھ للتا کی شادی ہو گئی۔ اس بیچ ہری موہنی کا رنڈوا دیور کیلاش ہری موہنی کے گھر آپہنچا۔ ہری موہنی نے سچریتا کے ساتھ شادی کے لئے اسکی ملاقات کرانی چاہی۔ لیکن سچریتا نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔

گنگا کے کنارے ایک باغیچہ میں گورا کی پراشچت سبھا کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اوناش نے گورا کی پراشچت کی خبریں تمام اخبارات میں شائع کرا دیں کہ گورا جیسا نشکلنک برہمن پنیت بھارت کے تمام پاپوں کا بوجھ اپنے اوپر لیکر سارے دیش کی طرف سے پراشچت کر رہا ہے۔ گورا کو یہ اشتہار بازی اچھی نہیں لگی۔ پھر بھی چاروں طرف دھوم مچ گئی۔ گورا کو دیکھنے کے لئے لوگ جوق در جوق آرہے تھے۔

"کرشن دیال کے کانوں میں پراشچت کی خبریں پہنچی۔ ویسے وہ کبھی گورا کے کمرے میں نہ جاتے تھے، لیکن آج جب وہ سوتی کپڑے پہن کر گورا کے کمرے میں گئے تو انہیں پتہ چلا کہ گورا رادھا کے گھر میں ہے۔ وہاں جا کر انہوں نے دیکھا کہ گورا پوجا کو بیٹھا ہے۔

"گورا ــــ!" کرشن دیال نے کہا۔

پتا کی آواز سن کر گورا اٹھ کھڑا ہوا۔

"گورا ــــ! تم نے پراشچت کیلئے سب پنڈتوں کو مدعو کیا ہے، لیکن میرے جیتے جی یہ کام ہرگز نہ ہوگا۔"

"کیوں ــــ؟" گورا نے پوچھا۔

"وجہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہم تمہارے قابلِ احترام گرو ہیں، ہماری اجازت کے بغیر تم کوئی بھی شاستر کرم نہیں کر سکتے۔"

"اس میں نقصان کیا ہے؟" حیران ہو کر گورا بولا۔ "میں نے اپنی پوترتا کے لئے ہی اپنے اس نجی کام کا انتظام کیا ہے۔ آپ بیکار ہی بحث میں پڑ کر کیوں کشٹ پا رہے ہیں؟"

"ایسی بہت سی باتیں ہیں جنہیں تم سمجھ نہیں سکتے ــــ! اپنے ہندو ہونے پر تمہیں فخر ہے۔ لیکن یہ تمہاری بھول ہے ــــ تم کبھی بھی ہندو نہیں ہو سکتے، کیونکہ تمہارا شریر اس کے لئے موافق نہیں۔ تم خود کو ہندو کہتے ہو۔ لیکن ولائتی بولی، کہاں جائے گی۔ اس لئے میرا کہا مان کر یہ سب کرنا تیاگ دو۔" کرشن دیال نے کہا۔

"تو سماج سے مجھے الگ رہنا پڑے گا؟" گورا بولا۔

"نقصان ہی کیا ہے، سماج کے ساتھ میرا ہی کیا تعلق ہے۔"

کرشن دیال کے چلے جانے کے بعد انکی مخالفت کی بات سوچ کر گورا کا دل شدید دکھ اور درد سے بھر گیا۔ اسے کرشن دیال کی باتوں میں کچھ پوشیدہ حقیقت کے اسرار کا احساس ہونے لگا۔ اسے لگا جیسے کوئی اسے چاروں طرف سے ڈھکیل کر سماج کے باہر پھینک دینا چاہتا ہے۔ اس وسیع و عریض دنیا میں وہ خود کو بالکل تنہا محسوس کرنے لگا۔

کل پراشچت کیلئے سبھا ہوگی۔ جس وقت گورا رات کو وہیں رہنے کے لئے جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ ہری موہنی داخل ہوئی۔ وہ بولی۔

"میں تمہارے پاس آئی ہوں۔ ذرا بیٹھو۔ زیادہ نہ بولوں گی۔"

جب گورا بیٹھ گیا تو ہری موہنی نے سچریتا کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

"سچریتا کو صحیح راستے پر لاکر تم نے مجھ پر جو احسان کیا ہے۔ میں اسے بھلا نہیں سکتی۔ اگر وہ برہم سماج میں نہ ہوتی۔ ہندو سماج میں ہوتی تو اب تک اس کی گود بال بچوں سے بھری ہوتی۔ اس لئے اس کی شادی نہ ہونے سے جو غلط کام ہوا ہے اس سے یقیناً تم بھی متفق ہوگے میں نے اس کام کے لئے اپنے دیور کیلاش کو یہاں بلایا ہے۔ اس نے جن رکاوٹوں کا ذکر کیا تھا وہ دور ہو گئی ہیں۔ لڑکے والے ایک پیسہ بھی جہیز نہ لیں گے۔ اور نہ ہی سچریتا کے پہلے دھارمک اور سماجک وچاروں پر کوئی اعتراض کریں گے۔ لیکن سچریتا شادی کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے۔ بھیا میں تم سے صاف کہے دیتی ہوں کہ وہ لڑکی تمہارے قابل نہیں ہے۔ اس سے میں شادی ہونے پر اس کے پہلے دھارمک خیالات کو جان نہ پائے گا۔ اور کسی نہ کسی طرح کام چل جائے گا۔"

"کس سے آپ نے کہا ہے کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں"، غصہ سے گورا نے کہا۔

"اخبار میں چھپ گیا ہے۔ یہ سن کر میں شرم سے گڑی جا رہی ہوں۔"

"جھوٹ ہے۔" گورا آگ بگولہ ہو کر بولا۔

"ہری موہنی چونک کر بولی۔ "میں بھی تو یہی سمجھتی ہوں۔ اب تم ایک بار جا کر ذرا سچریتا کو سمجھا دو۔"

گورا اسی وقت سچریتا کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ چند لمحہ خاموش رہ کر بولا۔" اسے کیا سمجھانا ہوگا؟"

"یہی کہ ہندو آدرش کے مطابق اسے فوراً شادی کر لینی چاہیئے۔ اور گیلاش سے اچھا پتی اسے نہیں مل سکے گا۔ ایک بار میرے ساتھ چلو گے؟" ہری موہنی بولی۔ "تمہارے ایک بار کہہ دینے سے ہی سب ٹھیک ہو جائیگا۔"

"میں کیوں جاؤں۔" دوبارہ سوچ کر گورا بولا۔ "سچریتا کے ساتھ میرا کیا رشتہ ہے۔ کچھ بھی تو نہیں۔"

"وہ تم پر دیوتا جیسی شردھا رکھتی ہے۔ تمہیں اپنا گرو مانتی ہے۔"

بجلی کی سی تیزی سے گورا سر اٹھا کر بولا۔ "میں اپنے جانے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔"

میرا اتنا کام تو تمہیں کرنا ہی ہوگا۔" ہری موہنی نے کہا۔ لیکن اسے اٹل دیکھ کر وہ پھر بولی۔ "اگر خود نہیں چل سکتے تو ایک خط لکھ دو۔ میں تم ہی سے یہ پوچھنے آئی ہوں کہ ہندو لڑکی کو شادی کی عمر میں شادی کر کے گرہست پالن کرنا چاہیئے یا نہیں۔"

"دیکھئے۔ ان باتوں میں مجھے نہ لپیٹئے۔" گورا پریشان ہو کر بولا۔

ہری موہنی تیز لہجہ میں بولی —— خود ہی گتھی ڈال کر اب اسے سلجھانے نہیں جاؤ گے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم نہیں چاہتے کہ سارا معاملہ سلجھ جائے۔"

گورا اپنے پراشچیت کی بات سوچ کر غصہ نہ کر سکا۔ کچھ سوچ کر ایک کاغذ نکال کر اس پر لکھ دیا۔ "شادی ہی عورت کی زندگی کی منزل مقصود ہے۔ یہ شادی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں۔ کلیان سادھنا کے لئے ہے۔ سکھ دکھ سے گھرے گرہست آشرم کو دل سے مان کر دھرم پالن ہی استری کا پرم کرتو یہ ہے۔"

کاغذ لیکر ہری موہنی گھر لوٹ آئی۔ کھانے کے بعد اس نے سچریتا سے دوسرے دن کہا۔ "کل شام میں تمہارے گورو کے پاس گئی تھی —— باتوں ہی باتوں میں تمہارا ذکر آیا۔ میں نے کیلاش کے بارے میں کچھ باتیں کھول کر کہی تھیں۔ واقعی گور موہن گیانی آدمی ہے۔ تمہیں اپنے گورو کی آگیا کا پالن کرنا ہوگا۔"

سچریتا کو خاموش دیکھ کر ہری موہنی نے آہستہ سے گورا کا لکھا ہوا کاغذ اسے دے دیا۔ پڑھ کر سچریتا کا دم جیسے گھٹنے لگا۔ وہ ساکت و جامد بیٹھی رہی —— ! وہ سوچنے لگی کہ گورا نے یہ اجازت کیوں دی۔ کیا وہ کسی طرح سے اسکی راہ میں رکاوٹ ہے ؟ وہ تو اسوقت بھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ہری موہنی کے ہاتھ میں اپنا لکھا ہوا خط دیکھ کر گورا کو ایسا لگا گویا

اس نے سچر بتا کے بارے میں تیاگ پتر دید یا ہو۔ لیکن اس کے دل نے ان حالات کو قطعی منظور نہیں کیا۔ وہ فوراً سچر بتا کے گھر کی طرف چل دیا۔ لیکن گرجا گھر کی گھنٹی سے دس بجے رات کی اطلاع پا کر اس نے وہاں جانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ رات کی پراشچت سبھا میں بھی نہیں جا سکا۔

دوسرے دن صبح ہی اٹھ کر وہ یاتم میں جا پہنچا۔ وہ تمام تر انتظامات مکمل تھا۔ گنگا اشنان کر کے گورا کپڑے بدلنے لگا۔ اسی وقت ایک ہلچل مچ گئی ـــــ گورا کے گھر سے اطلاع آئی کہ کرشن دیال کے منہ سے خون بہہ رہا ہے۔ اور انہوں نے اسے فوراً لانے کے لئے گاڑی بھیجی ہے۔

اس وقت گورا آ کر کرشن دیال کے کمرے میں داخل ہوا۔ اور دیکھا کہ آنندی ان کے پاؤں دبا رہی ہے۔ پریشان دل گورا قریب بچھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب کیسی طبیعت ہے گورا نے ماں سے پوچھا۔

"اب اچھے ہیں۔ ڈاکٹر کو بلانے آدمی گیا ہے۔" آنندی نے کہا۔

"میرا وقت اب قریب آگیا ہے۔ کرشن دیال بولے۔" جو کچھ میں نے تم سے چھپایا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ تمہیں کبھی بتانے کی ضرورت نہیں نہیں پڑے گی، لیکن اب کہنا ضروری ہے تم میرا شرادھ کیسے کر سکو گے؟" وہ کانپ اٹھے۔

"ماں ـــــ تم ہی کہو ـــ کیوں مجھے شرادھ کرنے کا ادھیکار نہیں۔" بے قرار گورا نے پوچھا۔

"تم ان کے بیٹے نہیں ہو۔" آنندی نے کہا۔

"میں ان کا بیٹا نہیں ـــــ ؟ گورا نے تعجب سے پوچھا ـــــ" کیا

تم میری ماں نہیں ہو — ؟"
" تم مجھے پیٹ کے بچّے سے بھی زیادہ عزیز ہو۔ روندھے ہوئے گلے سے آنندی نے کہا۔
"پولیس کی بغاوت کے وقت سپاہیوں کے ڈر سے بھاگ کر تمہاری ماں نے ہمارے گھر میں پناہ لی تھی۔" کرشن دیال کہنے لگے۔ " تمہارے پتا لڑائی میں مارے جا چکے تھے۔ وہ آئرلیش تھے۔ اسی رات تمہیں جنم دے کر تمہاری ماں بھی مر گئی۔ تبھی سے تم لڑکے کی شکل میں میرے گھر میں پلے ہو۔"
گورا کو سب خواب سا لگنے لگا۔ وہ اپنا وجود ایک دم بھول گیا۔ کہاں تو وہ اپنے آپ کو آنندی کا بیٹا مان کر ہندو دھرم کا پرچارک بن بیٹھا تھا۔ کہاں وہ آج بغیر ماں باپ کا آئرلیش لڑکا ہے۔ اس کی جاتی، دھرم گوتر، دیوتا — کوئی کچھ بھی نہیں — اب میں کیا کروں — ؟ وہ کچھ بھی فیصلہ نہ کر سکا۔
اس وقت ایک بنگالی حکیم کے ساتھ انگریز سول سرجن وہاں داخل ہوا۔ مریض کی دیکھ بھال کرتے ڈاکٹر کی طرف امنگ بھری نظروں سے دیکھتا گورا سوچنے لگا۔ "کیا یہی شخص آج سب کے مقابلے میں میرا سب کچھ ہے۔"
ڈاکٹر نے خاص فکر کی وجہ نہ بتا کر دوا تجویز کر دی اور چلا گیا۔ گورا بھی چپ چاپ اٹھ کر جانے لگا۔ تو آنندی نے جھپٹ سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا — اگر تم مجھ پر غصہ کرو گے تو میں اپنے پران دے دوں گی۔ تمہارا جانا میرے لئے موت کی سزا ہوگا۔"

"ہاں ــــ!" گورا صرف اتنا ہی کہہ سکا۔
"آنندی کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔"
"میں ایک بار پریش بابو کے گھر جانا چاہتا ہوں۔" گورا نے کہا۔
اور جیسے آنندی کا سارا بوجھ ہلکا ہو گیا۔
گورا خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔
ادھر آنسوؤں سے بوجھل سچریتا پریش بابو کے کپڑے سمیٹ کر جیسے ہی کھڑی ہوئی گورا وہاں داخل ہوا۔ اس نے آتے ہی پریش بابو کو پرنام کیا اور ــ "مجھے اب کوئی بندھن نہیں۔"
"کیسا بندھن ــــ!" میرے پتا آئرلیش تھے۔ شمال سے جنوب تک تمام مندروں کے دروازے آج میرے لئے بند ہو گئے ہیں۔ سارے ملک میں میرے لئے کہیں بھی میرے لئے جگہ نہیں۔"
پریش بابو اور سچریتا ساکت وجامد کھڑے ہو گئے۔ گورا پھر بولا۔
"آج میں آزاد ہوں ــــ مجھے ہر جگہ پر زمین کی طرف دیکھ کر پوترتا کی حفاظت کرتے ہوئے چلنا ہوگا ــــ! اتنے دنوں تک بھارت ورش کو پانے میں اپنے دل میں سادھنا کی۔ اپنی شردھا کی بنیاد کو مضبوط بنانے کی چاہ میں میں اور کچھ بھی نہ کر پایا۔" سچریتا ایک ٹک گورا کے چمک دار چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ سب ڈانواں ڈول سے پریش بابو اٹھ کھڑے ہوئے۔ گورا بولا۔
"میں رات دن جو بننا چاہتا تھا بن نہیں پاتا تھا۔ لیکن آج اپنے آپ ہی وہ بن گیا ہوں۔ آج میں صرف ہندوستانی ہوں۔ ہندوستان کی ساری جاتیاں میری ہیں۔ کسی سے بھی روٹی بیٹی کا رشتہ قائم کرنے

ہیں مجھے کوئی ہچکچاہٹ نہیں۔"

"سچائی کا حصول تمام تر جذبات و احساسات میں بھی ہماری آتما کو خود اعتمادی بخشتی ہے۔" پریش بابو نے کہا۔

"کل رات میں نے اس ایسے پرارتھنا کی تھی کہ آج نیا جیون پراپت کروں اور آج میں نے نیا جیون پایا ہے۔ ایشور نے اپنا ستیہ اچانک ظاہر کر کے مجھے حیران کر دیا ہے۔ پریش بابو آج میں تمام تر دلی خواہشات کو لیکر بھارت ورش کی گرہ میں آیا ہوں۔ ماں کی گود کو میں آج ہی سمجھ پایا ہوں۔"

"ماں کی گود میں تم نے جو ادھیکار پایا ہے گورا اس کے اندر ہمیں بھی لے چلو۔" پریش بابو نے کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ مکتی کے بعد سب سے پہلے میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں۔" گورا بولا۔ "کیوں کہ آپ کے پاس ہی وہ مکتی کا منتر ہے۔ اسی لئے آپ نے کسی سماج میں جگہ نہیں لی۔ مجھے اپنا شاگرد بنا لیجئے۔ مجھے اس دیوتا کا منتر دیجئے جو ہندو، مسلمان، عیسائی، برہم وغیرہ کسی کے بھی مندر کا دروازہ کسی کے لئے کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ جو ہمارے زندگی بھر کا دیوتا ہے۔"

پریش بابو خاموش رہے۔ گورا نے سچریتا کی طرف دیکھا اور بولا۔

"سچریتا ——! اب میں تمہارا گورو نہیں رہا۔ میں پرارتھنا کرتا ہوں کہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ہی اپنے گورو دیو کے پاس لے چلو۔"

گورا نے سچریتا کا ہاتھ پکڑا۔ دونوں نے پریش بابو کو نمسکار کیا —— ان کا آشیرواد لیکر جب گورا اور سچریتا شام کو گھر لوٹے تو دیکھا کہ آنندی

خاموشی کے ساتھ دروازے کے باہر ہی بیٹھی ہے۔ دونوں نے پرنام کیا اور اس نے اٹھ کر دونوں کو چوم لیا۔

"ماں ——! تم ہی میری ماتا ہو ——!" گورا بولا۔ "جس ماں کو میں ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ وہ تو میرے میرے گھر ہی میں بیٹھی تھی —— تم شاکتات کلیان کی مورتی ہو۔ تم میری بھارت ماتا ہو۔"

آنندی نے لچھمیا سے کہا —— "تم ان کے لئے کھانے پینے کی تیاری کرو —— میں ونے کو بلا لاؤں ——"

اور ونے اور للتا کے آجانے پر سب نے مل کر کھانا کھایا۔

تمام شد

(مسعود نئی تصویر پریس دہلی)